وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ
وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا. يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ. [احزاب: ۳۱، ۳۲]



ازواجِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی شانِ علمی، معاشرتِ نبوی
امتِ مسلمہ کو دینی تعلیم اور حالات
زندگی پر مشتمل منفرد کتاب



مجالسِ علمیہ

شیخ حرم حضرت مولانا محمد مکی حجازی
دامت برکاتہم

ترتیب، تدوین، تصحیح، عنوانات

مولانا امداد اللہ انور
سابق مدرس حدیث و مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
رابطہ نمبر: 0092-300-635-1350

ازواج النبی ﷺ کی سیرت، سوانح اور مقدس تعلیمات پر مشتمل مستند کتاب

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

افاداتِ علمیہ

شیخ حرم حضرت مولانا محمد مکی حجازی دامت برکاتہم

ترتیب و تزئین

مولانا امداد اللہ انور

اُستاذ جامعہ قاسم العلوم، ملتان

دار المعارف، ملتان

Cell:0300-6351350

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نام کتاب : ازواج النبی ﷺ

اِفادات علمیہ : حضرت اقدس شیخ العرب والعجم مولانا محمد مکی الحجازی
مدرس حرم کعبہ شریف مکہ المعظمہ
دامت برکاتہم

ترتیب وتدوین وتصحیح: مفتی امداد اللہ انور
استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان
سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر : مولانا امداد اللہ انور دارالمعارف ملتان

فون نمبرز : 0300-6351350=061-4012566

اشاعت اول : رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ بمطابق اگست ۲۰۱۲ء

صفحات : 480

فہرست

فصل اول

پیش لفظ	38
تمہید	42
اعتراضات کا فتنہ	42
اعتراض کا جواب دلیل سے دیں	43
انگریزوں کی ترقی	43
جواب	44
میزائیلوں کا فلسفہ قرآن میں	45
مسلمانوں کے علوم	47
عیسائیوں کے خلاف احمد دیدات کا مناظرہ	48
ازواج مطہرات کے تذکرہ کی وجہ	48
میرے ایک دوست کا قصہ	49
فضیلت ازواج مصطفیٰ ﷺ	51
حضورؐ کا نام ادب سے لو	52
لفظ ''ازواج'' سے امہات المؤمنین کی فضیلت کا ثبوت	53
اسلام سے پہلے کافر یا کافرہ سے نکاح جائز تھا	54
نبی کی بیوی کافرہ کیوں ہوئی	54

حضورؐ کی پیدائش کا پاک سلسلہ	55
حضورؐ کی بیویوں کیلئے لفظ ''زوج'' کا استعمال	56
قرآن کا ایک انکشاف	59
امہات المؤمنین کا لقب ان کی عزت کیلئے ہے	62
ان کو ماں کا رتبہ اللہ نے دیا ہے	63

فصل دوم

ہر نبی اپنی اپنی قوم کی طرف نبی بنا گیا تھا	65
ایک انگریز مؤرخ کی کتاب	66
حضورؐ سب کے نبی	66
حضرت عیسیٰؑ کا اعلان	67
حضورؐ کی بیویوں کیلئے ازواج کا اطلاق	68
علمی نکتہ	70
حضرت عائشہؓ اور قصہ افک	70
مسئلہ ایلاء	72
وجہ ایلاء	73
حضرت عائشہؓ کی سخاوت	74
حضرت حسنؓ کی سخاوت	74
ایلاء کی وجہ	75
حضرت عمرؓ کا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونا	76

مزاح اور مذاق میں فرق	78
ایک لطیفہ	78
حضرت علیؓ کا لطیفہ	79
حضورؐ کا مزاح	79
حضورؐ کا ایک صحابیؓ سے مزاج	80
حضرت عمرؓ کا حضورؐ کو خوش کرنا	81
اپنے گھر میں جا کر بھی سلام کریں	83
حضرت عائشہؓ کا سوال	84
قرآن کا ایک عجیب نکتہ	85
دوسرا نکتہ	85
حضورؐ کا جواب	85
کیا جمعہ کے دن کا حج، حج اکبر ہوتا ہے	85
حضورؐ کا حضرت عائشہؓ سے جواب طلب کرنا	86
حضورؐ کو ان ازواج کو چھوڑنے کا اختیار نہیں تھا	87

فصل سوم

ازواج کو اللہ نے خود منتخب کیا	90
حضورؐ کی بیویاں جنت میں بھی حضورؐ کے ساتھ ہوں گی	90
مسلمان عورت کی شادی یہودی، عیسائی سے کیوں جائز نہیں	91
حضورؐ کے داماد بھی جنتی ہیں	92

حضورؐ کے داماد حضرت عمرو بن عاصؓ	92
ازواجؓ کو حضورؐ سب سے زیادہ پیارے تھے	93
کیا ازواجؓ مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں	94
حضرت زینبؓ کی شان	95
حضورؐ کی نبوت کی گواہی تورات میں	95
امہات المؤمنین کے بعض احکام	96
حضورؐ کی اطاعت	97
حضورؐ کے صحابہؓ کو برا نہ کہو	98
حضورؐ کی بیویوں کے تین اعزاز	99
ازواج النبیؐ میں تمام نیک خصائل موجود تھے	101
ازواجؓ کے گھر میں قرآن اترتا تھا	103
یہ حکم سب عورتوں کیلئے ہے	103
پردہ کا حکم بھی سب کیلئے ہے	104
جدیدیت کی تردید	105
مدینہ کی فضیلت	105
کیا عورت کمائے گی تو ترقی ہوگی	107

فصل چہارم

تمہید	109
تزکیہ باطن کی اہمیت	110

بیت کا مقصد	111
اصلاح کہاں ہوتی ہے	112
عمر بن عبدالعزیز کی نانی کا تقویٰ	114
ماں کی گود پہلا مدرسہ ہے	116
حضرت عائشہؓ کا حضورؐ سے خاص قرب	116
خدا سے ڈرنے والے ایک شادی کرتے ہیں	118
شہنشاہ ایران نے اپنی بیوی کو کیوں طلاق دی	118
ایک اور عجیب واقعہ	119
بیوی کا مستقل ابریشن کرادینا	119
وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ کی تفسیر	120
عورت کے اظہار حسن کے طریقے اور ممانعت	121
زیب وزینت کے بجائے اپنی شخصیت بناؤ	123
جاہلیت کا لباس	123
عورت کا گھر سے نکلنا کیوں منع ہے	125
حج میں بھی محرم ساتھ ہو	125
اپنے آپ کو بچانے کا طریقہ	126

فصل پنجم

حضورؐ کی شان	128
قرآن کا ایک اصول	130

پردہ کا حکم قیامت تک کی عورتوں کیلئے ہے	131
کیا عورت کے بغیر ترقی نہیں ہوسکتی	131
ایک شبہ اور اس کا جواب	132
حضرت عائشہؓ کی جنگ سے استدلال	132
نماز کو قائم کرنے کا معنی	141
ازواج مطہرات کا زکوٰۃ دینا	142
حضرت عائشہؓ کی سخاوت	142
عورت کا غیر سے بات کرنے کا اسلامی انداز کیا ہے	143
ازواج مطہرات کا بات کا انداز	143
یورپ نے عورت کو کیا دیا	144

فصل ششم

کبھی بات کا انجام خیر ہوتا ہے	146
انگریزوں کے گستاخانہ خاکے	146
آزادی رائے کا فریب	147
حضورؐ کی شان کی بلندی	148
ازواج مطہرات کی شان	149
مشرکین کے شرکیہ عقائد اور عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث	151
انسان کی بدقسمتی	152
عیسائیوں کی گمراہی	152

عام مسلمان کی حضورؐ سے محبت	153
شاعروں کی خرافات	155
مرزائیوں کا دھوکہ	155
ایک نوجوان کی جہالت	156
مفتی محمودؒ کا جواب	157
امہات المؤمنین کو حضورؐ کے بعد شادی کی اجازت کیوں نہیں تھی	159
خلاصہ خطبات	160
دکھوں کا علاج	161
نماز کے بعد کی تسبیحات کا فائدہ	161
قرآنی احکام کی تفصیلات	162
قرآن کے اوامر ونواہی کی تعداد کا نکتہ	163
آیت تطہیر سے رافضیوں کا دھوکہ	164

فصل ہفتم

تمہید	167
شیعوں کا عقیدہ پنجتن پاک اور اہل سنت	168
شیعوں اور اہل سنت کے عقیدہ عصمت میں فرق	169
عصمت ملائکہ	170
جبرائیلؑ کی حضورؐ کے پاس آمد	170
فرشتوں کی ڈیوٹیاں	171

ہوائیں اور بارشیں	172
انبیاء اور فرشتوں کی عصمتوں میں فرق	172
کمال تو عصمت انبیاءؑ کا ہے	173
عصمت یوسف علیہ السلام	173
فرشتوں کی عصمت اضطراری ہے انبیاءؑ کی اختیاری	174
انبیاءؑ کی عصمت میں اقوال علماء	174
اقوال علماء کی وجوہات	175
معمولی غلطی کو بھی بڑے حضرات بڑی غلطی سمجھتے ہیں	176
اللہ تعالیٰ انبیاءؑ کو بچپن میں بھی محفوظ رکھتے ہیں	176
دوسرا واقعہ	177
تیسرا واقعہ	178
آج کل کے سٹیوم	178
خلاصہ بحث عصمت انبیاءؑ و ملائکہ	179
مہمانی کے آداب	180
میرے والد صاحب کا قصہ	180
قرآن کے نزدیک اہل بیت سے مراد بیویاں ہیں	181
منصوبہ بندی کا لطیفہ	183
تکمیل دلیل	183

فصل ہشتم

خلاصہ درس سابق	187
شیعہ ائمہ کو نہ قرآن سے معصوم ثابت کر سکتے ہیں نہ حدیث سے	189
شیعہ استدلال کا رد	189
خلاصہ دلائل	194
اشکال	196
جواب	197
رجس کے معانی	198
ازواج النبیؐ کی خصوصیت	199
مسئلہ تعدد ازواج النبیؐ	200
اقوام عالم میں تعدد ازواج	200
انبیاء کرامؑ کی تعداد ازواج	201
جواب کا خلاصہ	201
دوسرا اشکال اور جواب	202
دیگر امہات سے شادیوں کی وجوہات	203
تیسری وجہ	205
چوتھی وجہ	207

فصل نہم

اول خاتون اسلام	209
حضورؐ کا انقلاب کائنات	209
حضرت خدیجہؓ کا کمال فہم	211
حضرت خدیجہؓ اور حضورؐ کا نسب میں اشتراک	211
حضرت خدیجہؓ کیلئے حضورؐ کی تجارت	212
حضورؐ کی صداقت نبوت کی علامت	214
حضرت خدیجہؓ کا حضورؐ سے نکاح	218
حضرت خدیجہؓ کا حق المہر	218
حضرت خدیجہؓ کا گھر	219
حضرت خدیجہؓ کی سخاوت	219
حضرت خدیجہؓ کے متعلق حضرت عائشہؓ کی غیرت	220
حضرت خدیجہؓ سے حضورؐ کی اولاد	221
حضرت خدیجہؓ کا ہار	222
حضورؐ کی خلوت نشینی	223
حضورؐ پر پہلی وحی کا نزول	223
حضرت خدیجہؓ کا حضورؐ کو سہارا دینا	224
سب سے پہلی مسلمان آپ ہیں	224
حضورؐ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جانا اور اس کی تصدیق	225

مقاطعہ قریش میں حضرت خدیجہؓ کا حضورؐ کا ساتھ دینا	226
حضورؐ کے خلاف مقاطعہ لکھنے والے کا ہاتھ شل ہوگیا	226
کتے نے گستاخِ رسول کی گردن کاٹ کھائی	227
مقاطعہ کے خلاف کچھ لوگوں کا کھڑا ہونا	228
معاہدہ کا ختم ہونا	229

فصل دھم

حضرت خدیجہؓ کی خصوصیات	230
کفار میں تعلیم کا رجحان	231
وحی کا ثقل	232
حضرت خدیجہؓ کی طرف سے تسلی	232
بیوی کا خاوند کی تصدیق کرنا کمال ہے	233
ہوا میں اڑنے والے بزرگ کا واقعہ	234
فرعون کی بیوی آسیہؓ کی سمجھ داری	234
حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو تھپڑ مارا	235
حضرت موسیٰؑ کا امتحان	235
حضرت شعیبؑ کی بیٹی کی سمجھ	236
حضرت خدیجہؓ کی سمجھ	238
حضرت خدیجہؓ کا ایمان اور نماز	238
نماز کا آغاز کیسے ہوا	239

حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ کو نماز کیسے سکھائی	239
حرم میں سب سے پہلے نماز پڑھنے والے	240
حضرت خدیجہؓ کی خصوصیات	241
حضورؐ کی اولاد کی ماں	241
حضرت خدیجہؓ کیلئے جنت کا محل	242
حضرت خدیجہؓ کو اللہ کا اور جبرائیلؑ کا سلام	242
حضرت خدیجہؓ کی سمجھ کا ایک واقعہ	243
حضرت عائشہؓ کی حضرت خدیجہؓ پر غیرت اور حضرت خدیجہؓ کا دفاع	244
حضرت خدیجہؓ کو حضورؐ کی فکر	245
بڑی شان والی عورتیں	246
حضرت عائشہؓ کی فضیلت	247
بنی اسرائیل اور امت محمدیہ کی فضیلت کا مسئلہ	248
حضرت فاطمہؓ کی فضیلت	248
جزولی فضائل	249
حضرت خدیجہؓ کے مال سے آپ کو غنیٰ ملا	250
حضورؐ کے ساتھ تنگی کی حالت میں حضرت خدیجہؓ کا گزارا کتنا مشکل تھا	251
حضرت خدیجہؓ نے حضورؐ کو غلام بھی دیا	253
حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ کو خود قبر میں اتارا	253

گیارھویں فصل

عام الحزن	254
حضورؐ کی شادی کا انتظام	254
حضرت عائشہؓ کی حضورؐ کیلئے منگنی	255
حضرت ابوبکرؓ پر آزمائش	256
حضرت ابوبکرؓ اور حضورؐ کی مدینہ کی طرف ہجرت	257
سامان ہجرت کی تیاری میں حضرت عائشہؓ کی شرکت	258
مہاجرین مکہ کی مدینہ کی طرف روانگی	259
حضرت عائشہؓ کی من جانب اللہ حفاظت	259
حضورؐ کی بیٹیاں حضورؐ کے گھر میں پہنچ گئیں	260
بی بی عائشہؓ کا نکاح اور رخصتی شوال میں ہوئی	260
موذی امراض سے بچنے کی دعا	261
کیا شوال کا مہینہ اور منگل بدھ منحوس ہیں	262
مدینہ میں بیماری کی وباء	262
حضورؐ کی دعا سے وبا چلی گئی	263
مدینہ کی مٹی میں شفاء کا مسئلہ	263
حضرت عائشہؓ کی رخصتی	264
حضرت جبرائیلؑ حضرت عائشہؓ کی تصویر حضورؐ کے پاس لے آئے	265
حضورؐ کے گھر کا سامان	266

حضرت عائشہؓ کا حق المہر	266
حضرت عائشہؓ نے حضورؐ کا بچا ہوا دودھ پیا	266
شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر	267

بارھویں فصل

بعض جدید لوگوں کا صحابہؓ پر تبرا	269
جواب	269
حضرت عائشہؓ کی عمر	270
حضرت عائشہؓ کی شرعی میں شرعی حکمت	270
حضورؐ کے گھر کا کل سامان	271
حضورؐ کے گھر کا کام حضرت عائشہؓ خود کرتی تھیں	271
حضرت عائشہؓ کی شادی میں مسلمان کیلئے سبق	272
حضرت عائشہؓ کا حضورؐ سے ایک انداز	272
ازواج مطہرات کیلئے تنگی اور کشادگی کا عالم	273
حضرت عائشہؓ کیلئے حضورؐ کی محبت کا عالم	273
حضرت عائشہؓ اور حضورؐ کی نماز تہجد	274
فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان کچھ دیر لیٹ جانا	274
کہاں لیٹے	274
حضورؐ کا رات میں جنت البقیع والوں کیلئے دعا کرنا	275
قبر والوں سے نہ مانگو بلکہ قبر والوں کیلئے مانگو	275

حضرت عائشہؓ کو حضورؐ کی جدائی برداشت نہ ہوئی	275
حضرت عائشہؓ کی حضورؐ سے محبت کا واقعہ	277
حضرت عائشہؓ کے سبب سے تیمّم کا حکم نازل ہوا	277
ہدیہ بھیجنے میں حضرت عائشہؓ کی باری کا انتظار	279
حضرت عائشہؓ کا شوق جہاد اور حج	280
حجرہ کی تنگی کی وجہ سے عائشہؓ کا تہجد میں حضورؐ کے سامنے لیٹنا	280
حضرت عائشہؓ کے نزدیک جمال نبوی کا مقام	281

تیرھویں فصل

اگر بیوی نافرمان ہو	282
اگر خاوند زیادتی کر رہا ہو تو بیوی خلع کر سکتی ہے	283
ازواج مطہرات کا مطالبہ	283
حضرت عائشہؓ کی سخاوت	284
حضرت عائشہؓ کی سخاوت کا دوسرا واقعہ	285
امہات المؤمنین پر حضورؐ کی ناراضگی کا سبب	285
صحابہ کرامؓ کو صدمہ	285
حضرت عمرؓ کی حضورؐ سے گفتگو	287
حضورؐ کی طرف سے ایلاء کی وضاحت	288
آیت تخییر کا نزول	289
حضرت عائشہؓ کی فوقیت	290

حضرت عائشہؓ کی حضورؐ سے گفتگو	290
تخییر میں حضورؐ کا حضرت عائشہؓ کو مشورہ	291
حضرت عائشہؓ کا جواب	291
حضرت عائشہؓ کی خواہش	292
سب ازواجؓ نے حضورؐ کو پسند کیا	292
حضرت عائشہؓ کا علم	292
حضورؐ کا ازواج مطہرات کا حال پوچھنا	293
حضورؐ کو شہد کا شربت پسند تھا	293
حضرت زینبؓ کے گھر دیر ہونے کی وجہ سے ازواج کا مشورہ	293
روغن بلسان کی اہمیت	294
یہ مسئلہ حل ہو گیا	295
حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے کیسے بچایا	296
ایک لڑکی کی شادی	296

چودھویں فصل

حضرت عائشہؓ کا علمی مقام و مرتبہ	297
جمعہ کا غسل کیوں ضروری ہوا	298
نمازوں کی رکعات میں اضافہ کا مسئلہ	299
پانچ کے بدلہ میں پچاس نمازوں کا ثواب	299
نماز مغرب دن کے وتر میں	300

صبح کے فرض دو رکعت کیوں	300
یتیم لڑکیوں اور چار شادیوں کا باہمی کیا تعلق	300
حضرت عائشہؓ کے علوم	301
بلاغت کے استعمال کی ایک مثال	301
قرآن پیرایہ بیان سے ایک کافر مسلمان ہوگیا	302
میدان عرفات میں حج کے دن کا روزہ رکھتی تھیں	302
نماز چاشت کی پابندی	302
نماز میں استغراق کا عالم	303
امام مالکؒ کا جملہ	303
سانپ کے قتل پر ایک غلام کو آزاد کیا	303
حضرت بریرہؓ کو خرید کر آزاد کیا	304
حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تین چاند	304
حضرت عمرؓ کی روضۂ اطہر میں تدفین	305
حضرت عائشہؓ کی خصوصیات	306
حضرت عائشہؓ کا تقویٰ	307
ضرورت جتنا کھایا کرو	307

پندرھویں فصل

واقعہ افک	308
انا للہ و انا الیہ راجعون کا فائدہ	310

بقیہ قصہ افک	311
منافقین کی سازش	311
حضرت عائشہؓ کو واقعہ کا علم کب ہوا	312
حضرت عائشہؓ کا والدین کے گھر چلے جانا	313
حضرت اسامہؓ کی رائے	313
بی بی بریدہؓ کی رائے	314
حضرت علیؓ کا مشورہ	314
حضرت عمرؓ کی رائے مبارک	315
حضرت عائشہؓ اور حضورؐ کی گفتگو	316
حضورؐ پر وحی کا نزول	317
حضرت صفوانؓ اور حضرت حسانؓ کا جھگڑا	318
نزول وحی کے بعد حضرت عائشہؓ پر الزام تراشی کفر ہے	318
حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت کا انکار بھی کفر ہے	319
حضرت ابوبکرؓ کیلئے قرآن کا نزول	319

سولھویں فصل

حضرت یوسفؑ کی عظمت	320
زلیخا کا حضرت یوسفؑ کیلئے جال	320
زلیخا کا نام	320
زلیخا کی چالاکی	321

حضرت یوسفؑ کا جواب	321
ایک بچے کی گواہی	321
حضرت یوسفؑ کی پاکدامنی کی گواہی	322
حضرت مریمؑ کی پاکدامنی کی گواہی	322
حضرت جریجؒ کی پاکدامنی کی گواہی	323
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صفائی	325
حضرت عائشہؓ کی طہارت و پاکیزگی کی گواہی خود خدا نے دی	326
اکابر صحابہؓ کا حضرت عائشہؓ سے مسائل حل کرانا	326
صفا مروہ کی سعی واجب ہے یا مباح	327
شیطان پارٹی	327
ایک آنکھ والی دجال پارٹی	328
نشان زدہ شرٹس میں نماز	328
چاند اور کیل کا نشان	329
مساجد کی صفوں کا چھوٹا بڑا ہونے کا فتنہ	329
موبائل میں میوزک	329
موبائل میں قرآن اور اذان کی گھنٹی	330
امت محمدیہ کے بہتر فرقے	330
منافقین کی حضرت ابوبکرؓ کے خلاف چال	331
جواب	332

سترھویں فصل

فاطمہؓ جنت میں علیؓ کے ساتھ اور عائشہؓ حضورؐ کے ساتھ ہوں گی	334
حضورؐ کی وفات حضرت عائشہؓ کی گود میں ہوئی	335
باغ فدک کے مسئلہ میں حضرت فاطمہؓ کا رجوع	335
امہات المؤمنین کا میراث سے رجوع	336
حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کی نبوت اور علم کے وارث بنے	336
حضرت عثمانؓ کے خلاف منافقین کی سازشیں	337
حضرت عثمانؓ کے ان کے خلاف نہ لڑنے کا حکم	337
حضرات حسنینؓ نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا پہرہ دیا	338
حضرت علیؓ کی بیعت کے وقت مدینہ کی حالت	338
مشکل حالات میں حضرت عائشہؓ کی حیثیت	338
قتل عثمانؓ کے خلاف چھ ہزار لوگوں کی بیعت	338
مالی مدد اور حضرت عائشہؓ کی روانگی	339
سبائیوں کا حضرت علیؓ کو بھڑکانا	339
حضرت علیؓ کی فوج	339
حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کی باہمی گفتگو	340
منافقین کی سازش اور جنگ	341
جنگ میں حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت عائشہؓ کا احترام	341
حضرت عائشہؓ کی وفات	341

جنت البقیع میں تدفین کی وصیت	342
جنگ جمل میں کوئی فریق لڑنا نہیں چاہتا تھا	342
جنگ جمل میں جانے کیلئے حضرت عائشہؓ کا افسوس	342

اٹھارھویں فصل

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	343
حضرت سودہؓ کی شان	343
ازواج النبی حضورؐ کی گھریلو زندگی کی معلمات تھیں	344
مسلمان کیلئے مشکلات	344
حضرت سودہؓ کے شوہر کا انتقال	345
حضرت سودہؓ سے حضورؐ کی شادی کی ضرورت	345
حضرت سودہؓ کی منگنی	346
حضرت سودہؓ کے کافر بھائی کا ماتم	347
غم میں ماتم کا حکم	347
حضرت سودہؓ کے بھائی کا مسلمان ہونا	347
حضرت عائشہؓ کا نکاح پہلے ہوا یا حضرت سودہؓ کا	347
قافلہ صدیقی کی ہجرت	348
حضورؐ کی طویل تہجد میں حضرت سودہؓ کی حالت	348
ہماری دو ٹکریں بھی مفید ہیں	349
خاوند کی زندگی میں حضورؐ سے نکاح کا خواب دیکھنا	349

دوسرا خواب دیکھنا	349
حضرت صفیہؓ اور حضرت عائشہؓ کے خواب	350
آیت حجاب کے نزول کا سبب حضرت سودہؓ تھیں	350
حج کا ایک حکم حضرت سودہؓ کی خاطر سے اترا	352
حجۃ الوداع کے بعد حضرت سودہؓ نے حج کیوں نہ کیا	352
حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دیدی	353
حضرت سودہؓ کی عظمتیں	353
حضرت سودہؓ سے پانچ احادیث مروی ہیں	353
حضرت عمرؓ اور روایت حدیث میں احتیاط	354
روایت باللفظ اور بالمعنی	355
حضورؐ کی ازواج میں سے کس کے ہاتھ لمبے تھے	355
ازواج رسولؐ کے درمیان ہر دل عزیز خاتون	355
حضرت خدیجہؓ کی قبر مکہ میں ہے	356
حضرت میمونہؓ کی قبر کہاں ہے	357

انیسویں فصل

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا	358
حضرت عمرؓ کے فضائل	358
حضرت حفصہؓ کے خاندان کی شان	358
صحابہ کرامؓ کے درجات	359

حضرت حفصہؓ کی پیدائش کا زمانہ	360
بنائے کعبہ میں حضورؐ کی شرکت کا واقعہ	360
حجر اسود کے جھگڑے کا فیصلہ حضورؐ نے فرمایا	361
جتنا جلدی ہو شادی کر دو	361
شادی سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے	362
حضرت حفصہؓ کا پہلا نکاح	362
خاوند کی جنگ بدر میں شہادت	363
حضرت حفصہؓ کا علم میں کمال	363
حضرت حفصہؓ کیلئے حضرت عثمانؓ کو پیش کش	363
اچھے آدمی کو اپنی بیٹی کے رشتہ کی پیش کش درست ہے	364
حضرت ابوبکرؓ کیلئے حضرت حفصہؓ کا رشتہ پیش کرنا	364
حضرت حفصہؓ اور حضرت عثمانؓ کو افضل رشتے مل گئے	364
آپؓ کے مزاج کی تیزی	365
تیزیٔ طبع کا ایک واقعہ	366
حضرت حفصہؓ کے گھر حضرت ماریہ قبطیہ کا حضورؐ کیساتھ سونے کا واقعہ	367
حضرت حفصہؓ کا مطالبہ	368
طلوع الشمس بین قرنی الشیطان پر اعتراض	368
جواب	369
عصر کے بعد حضورؐ روزانہ اپنی ہر بیوی کے گھر جاتے تھے	369

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی شان	380
حضرت حفصہؓ کے مزید کمالات	381

اکیسویں فصل

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	383
ام المساکین	383
حضرت حسنؓ کی سخاوت	383
حضورؐ کی سخاوت	384
حضرت زینبؓ کی سخاوت	384
آپ کی وفات	385
حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا	385
کنیت کی وجہ	385
حضرت علیؓ کی کنیت ابوتراب	385
ذوالا نین صحابیؓ	386
ذوالیدین صحابیؓ	386
حضرت ام سلمہؓ کی کنیت	386
اہل ایمان پر مصائب	387
قاری عبدالباسط کی تلاوت کا اثر	387
حبشہ کی طرف ہجرت دو دفعہ کیوں	388
سب سے پہلے مہاجر کون تھے	388

حضرت ام سلمہؓ کی مدینہ کی طرف ہجرت کا واقعہ	389
حضرت عثمان بن طلحہؓ کا ام سلمہؓ کو مدینہ پہنچانا	390
حضرت عثمان بن طلحہؓ کا مقام حیاء	391
حضرت ام سلمہؓ کا مدینہ پہنچنا	391
مشکل وقت میں بہترین دعا	392
ام سلمہؓ اور ان کے شوہر کا باہمی مکالمہ	393
حضرت ام سلمہؓ کے شوہر کی دعا اور شہادت	393
جہاد میں مؤمن کا بھروسہ کثرت فوج پر نہیں ہے	394
حضرت ابوسلمہؓ کی شہادت اور ام سلمہؓ کی عدت	395
حضرت ابوبکرؓ کا ام سلمہؓ کو پیغام نکاح دینا	395
حضرت ام سلمہؓ کا جمال	396
حضرت ام سلمہؓ کی حضورؐ سے منگنی	396
حضورؐ کے سامنے حضرت ام سلمہؓ کی شرائط نکاح	397

بائیسویں فصل

حضرت ام سلمہؓ کے فتاوی کی کثرت	399
حضورؐ نے ام سلمہؓ کو کیا سامان دیا	399
حضورؐ کا نجاشی شاہ حبشہ کو ہدیہ روانہ کرنا	399
حضورؐ کی بیویوں کی دو جماعتیں	400
حضرت ام سلمہؓ کی حضورؐ سے گفتگو اور حضورؐ کا جواب	401

روزانہ عصر کے بعد ازواج کے پاس جانا	401
حضورؐ کی ازواج کے پاس جانے کی ترتیب	402
صحابہؓ کا حضرت ام سلمہؓ سے مسائل پوچھنا	402
عصر کی نماز کے بعد نوافل جائز کیوں نہیں	402
عصر کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں	404
روزہ رکھ کر غسل جنابت کیا جا سکتا ہے	404
غسل جنابت کیلئے عورت کا اپنے گندھے ہوئے بال کھولنا	405
عورت کہاں تک اپنا جسم چھپائے	405
حضرت ابولبابہؓ کے بارہ میں ام سلمہؓ کے گھر وحی کا نزول	405
حضورؐ کا جمعہ کا تمام خطبہ سنا	408
حدیبیہ میں دم احصار کی قربانی کرنے میں حضرت ام سلمہؓ کی رائے	408
اہل بیت کا حضرت ام سلمہؓ کے گھر آنا اور آیت تطہیر کا نزول	410
آپؓ کی وفات	411

تئیسویں فصل

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	412
پہلا نام	412
نسبی شان	412
ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ	413
حضرت زیدؓ اور حضورؐ کے متبنیٰ تھے	413

حقیقی اور منہ بولے بیٹے کے احکام جدا جدا ہیں	414
حضرت زیدؓ حضورؐ کو چھوڑ کر اپنے باپ کے ساتھ نہ گئے	414
حضرت زیدؓ کا حضرت زینبؓ سے نکاح	415
میاں بیوی کے درمیان ناچاکی	416
حضرت زینبؓ کو طلاق	417
ایک من گھڑت کہانی	417
حضورؐ سے حضرت زینبؓ کا نکاح	418
حضرت زیدؓ کا حضورؐ کیلئے پیغام نکاح دینا	419
حضرت زینبؓ کا استخارہ کرنا	419
حضورؐ سے حضرت زینبؓ کا نکاح	420
حضرت ام سلمہؓ کو اس نکاح کا علم پہلے ہوا	420
حضورؐ کی خوشی اور شادی کا ولیمہ	421
بعض صحابہؓ کا حضورؐ کے گھر دیر تک بیٹھے رہنا	421
آیت حجاب کا نزول	423
عورت کیلئے پورے جسم کا پردہ ضروری ہے	423
عورت کے چہرہ کا بھی پردہ ہے	424

چوبیسویں فصل

حضرت زیدؓ کی شان	426
مسئلہ عصمت انبیاء کرامؑ	426

عصمت حضرت آدمؑ	427
انبیاءؑ کیلئے سہو وخطأ اجتہادی	427
حضورؐ کی عصمت اور حضرت زینب کو دیکھنے کا الزام	428
اگر نامحرم کو پالنا ہو تو اس کو دودھ پلا دیا جائے	429
حضرت زینبؓ سے حضورؐ کے نکاح کی تکمیل	429
کس بیوی کے ہاتھ لمبے تھے	430
بارہ ہزار درہم (یعنی ۵۵ لاکھ) کا صدقہ کر دیا	430
ایک ہزار درہم کا صدقہ	430
آپ نے اپنے پیچھے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا	431
حضرت عائشہؓ کے متعلق حضرت زینبؓ کی گواہی	431
آیت تحریم کا سبب نزول حضرت زینبؓ ہیں	432
حضرت زینبؓ کا انتقال اور جنازہ کی چارپائی	432
آپؓ کا جنازہ حضرت عمرؓ نے پڑھایا	433
نابینا بھائی کی حضرت زینبؓ سے محبت	433
حضرت عمرؓ کی حضرت زینبؓ کی میت قبر میں اتارنے کی خواہش	434

پچیسویں فصل

حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا	435
غزوہ بنو مصطلق	435
حضرت ابن ام مکتومؓ کی شان	436

نابینا کے پیچھے کب نماز بلا کراہت درست ہے	436
نابینا قاری غلام یٰسین کا تذکرہ	437
دین کے مسائل سیکھنے کی اہمیت	437
حضورؐ کی جنگ کی تیاری	438
دشمن فوج سے ٹکراؤ	439
مال غنیمت	439
حضرت جویریہ کس کے حصہ میں آئیں	439
حضورؐ کا حضرت جویریہؓ سے بدل کتابت دینے پر شادی کا معاہدہ	440
حضرت جویریہؓ کے باپ کی بدل کتابت دینے کی مشروط پیشکش	440
حضرت جویریہؓ کی عمر بیس سال تھی	441
حضرت جویریہؓ کی برکت	441
جنگ سے تین دن پہلے حضرت جویریہؓ کا خواب	441
حضرت ابوبکرؓ تعبیر خواب کے ماہر تھے	442
امام ابن سیرینؒ کا علم تعبیر میں مقام	442
برے خواب کے نقصان سے بچنے کی تدبیر	442
اچھا خواب کس کو بتائیں	443
ایک ہی قسم کے خواب کی عجیب تعبیر	443
حضرت نانا توی ؒ کا مقام تعبیر خواب	444
حضرت جویریہؓ کا خواب اور تعبیر خواب	445

حضرت جویریہؓ کی کثرت عبادت	445
بڑے ثواب کے کلمات	446
وزن اعمال میں بھاری کلمات	446
حضرت جویریہؓ اور حضرت سودہؓ وفات نبوی کے بعد حج کو کیوں نہ گئیں	447
امت محمدیہ کی اوسط عمر	447
حضورؐ کی عمر	447
حضرت جویریہؓ کی عمر مبارک	448
حضرت خدیجہؓ اور حضرت میمونہؓ کی قبریں کہاں ہیں	448
حضرت عائشہؓ کی خواہش اور حضرت عمرؓ کی روضہ میں تدفین	448
آپ کا جنازہ مروان نے پڑھایا	449

چھبیسویں فصل

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	450
آپ کا خاوند عیسائی ہو کر مرا	450
حضرت ام حبیبہؓ کے دو خواب	451
آپ کا اصل نام اور وجہ کنیت	452
حضورؐ سے آپ کا نکاح	452
ایک واقعہ	452
ابوسفیان حضرت ام حبیبہؓ کے گھر میں	454
فتح مکہ میں حضرت ابوسفیانؓ کا مسلمان ہونا	454

اسلام لانے کے بعد ابوسفیانؓ کی تین خواہشیں	455
حضرت ام حبیبہؓ کی وفات اور تدفین	457
سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا	457
صفیہ نام کی وجہ تسمیہ	457
حضرت صفیہؓ کا کس قبیلہ سے تعلق تھا	457
بنونضیر کی بدعہدی اور جلاوطنی	458
حضرت صفیہؓ کے دو خواب	459
تقسیم میں حضرت صفیہؓ کا حضرت دحیہؓ کے حصہ میں آنا	459
حضرت جبرائیلؑ کا دحیہؓ کی شکل میں آنا	460
حضرات حسنینؓ کا لطیفہ	460
حضرت صفیہؓ سے شادی کے متعلق حضورؐ کو مشورہ	460
صفیہؓ کے بدلہ میں دحیہؓ کو سات باندیاں دیں	461
حضورؐ کا صفیہؓ کو اختیار دینا	461
حضرت صفیہؓ کا حضورؐ کو ترجیح دینا	461
ابوایوبؓ کا حضورؐ کی خاطر پہرہ دینا	462
حضورؐ نے حضرت صفیہؓ کو ام المؤمنین بنادیا	462
مدینہ کی عورتیں صفیہؓ کو دیکھنے چلی گئیں	463
حضرت زینبؓ حضرت صفیہؓ کو اونٹ نہ دیا	463
حضورؐ نے صفیہؓ کو جواب سکھادیا	464

میں رسول اللہ ہوں اور یہ میری بیوی صفیہؓ ہے	465
عورت کیلئے طواف وداع کا مسئلہ	465
آپ کا حوصلہ اور سخاوت	466
وفات اور جائیداد	466

ستائیسویں فصل

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	467
حضرت میمونہؓ کی بہنیں اور ان کے خاوند	467
اس وقت زنا کا تصور بھی نہیں تھا	468
بیوی سے الگ سونے کا حکم	468
حضورؐ سے آپ کا نکاح	469
حالت احرام میں نکاح ہوسکتا ہے جماع نہیں	469
عمرۃ القضاء میں حضورؐ کا مکہ سے مدینہ جانے کی وجہ	469
آپؓ کی پیدائش وفات، نکاح اور رخصتی ایک ہی جگہ ہوئی	470
حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا	471
حضورؐ مقوقس بادشاہ کی طرف پیغام بھیجنا	471
شاہ مقوس کا ہدیہ	471
شیعہ حضرت حسینؓ کی سواری دلدل یا گھوڑا ثابت نہیں کر سکتے	471
قادیانیوں کا ایک دھوکہ	472

حضورؐ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کی پیدائش	472
حضرت ابراہیمؓ کی عمر مبارک	472
عقیقہ	473
حضرت ابراہیمؓ کی وفات	473
حضرت ماریہؓ کی وفات اور تدفین	474

پیش لفظ

از حضرت مولانا امداد اللہ انور صاحب دامت برکاتہم

حضرت اقدس مخدوم ومکرم استاذ الاعلماء خطیب اسلام محقق وقت حضرت علامہ مولانا محمد مکی حجازی دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ نے حق اور اہل حق کی آواز بنایا ہے اور حرم کعبہ کے مرکز رشد وہدایت میں مقرر کیا ہے۔

جس طرح کعبہ شریف کی برکات اطراف عالم میں پھیلتی ہیں اسی طرح حرم کعبہ میں حاضری کی سعادت پانے والے حاجی اور عمرہ کرنے والے حضرت مولانا محمد مکی حجازی کے خطبات اور دینی علوم سے مستفید ہوتے ہیں۔

آپ کی آواز کو اللہ نے بڑا اشرف قبولیت بخشا ہے کہ حضرت کے بیان میں سامعین کی اتنی کثیر تعداد بڑے شوق اور ذوق کے ساتھ شریک ہوتی ہے حتیٰ کہ رش کی وجہ سے اکثر لوگ کھڑے ہو کر آپ کے درس کو سنتے ہیں۔

آپ کا درس جہاں علمی نکات اور علوم کو بیان کرتا ہے وہاں اپنے موضوع کو پوری طرح احاطے میں رکھتا ہے۔

بات سمجھانے کا ملکہ آپ کو نہایت اعلیٰ درجے کا عطا ہوا ہے کہ آپ کی بات کو ہر عام اور خاص آدمی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

بیان میں اتنا روحانی اثر ہے کہ بے شمار لوگوں کو آپ کے بیان اور رہنمائی سے عملی رہنمائی اور روحانی تاثیر حاصل ہوئی ہے اور ان کی زندگیاں گناہوں سے نیکیوں کی طرف اور غلط عقائد سے صحیح عقائد کی طرف منتقل ہوئی ہیں۔

یہ کتاب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر مشتمل ہے اس

کتاب میں بھی آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے علوم اور دینی خدمات اوران کی سیرت طیبہ کو مفصل طور پر بیان کیا ہے۔

اس سے پہلے حضرت کی کتاب ''منہاج المسلم'' اور ''اسلام میں عورت کا مقام'' دو دو جلدوں میں چھپ کر سامنے آچکی ہیں۔

اسی طرح سے دیگر موضوعات پر بھی آپ کی کتابیں طبع شدہ موجود ہیں۔

بہر حال اس کتاب میں آپ کو امہات المؤمنین کی شان اور علمی مراتب کا تفصیلی علم حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی اس علمی کاوش کو رہتی دنیا تک سب مسلمانوں کیلئے امہات المؤمنین کے ساتھ ان کی عقیدت کا مظہر بنائے اور اس کتاب کے فائدے کو سب کیلئے عام فرمائے۔

فقط والسلام

امداد اللہ انور

۵ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ

فصل اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفٰی والصلاۃ و السلام علی خاتم الانبیاء سیدنا و مولانا محمد المصطفی و علی آلہ المجتبی و اصحابہ النجباء . اللھم صل علی سیدنا محمد النبی الامی الھاشمی و علی آلہ و اصحابہ نجوم الھدٰی اما بعد!

فقد قال اللہ تبارک و تعالٰی فی القرآن المجید و الفرقان الحمید. اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم.

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا. وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَ اَطِعْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا. وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَ الْحِکْمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا. (الاحزاب:۳۲-۳۴)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ النساء و جعلت قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ. (حاکم ۱۶۰/۲)

صَدق اللہ العلی العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم و نحن علٰی ذلک لمنَ الشَّاھِدِیْنَ والشَّاکِرِین وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین.

تمہید

برادران اسلام، واجب الاحترام دوستو، بھائیو، عزیز نوجوانو! الحمدللہ آپ کی اس مسجد مستشفیٰ عبدالعزیز الزاہر میں دروس کی ابتداء ہوئی ہمارے ان دروس کا تعلق ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں۔ الحمدللہ اس سے پہلے سیرت النبی، قصص الانبیاء، خلفاء راشدین کے دروس کے البم آچکے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا ہے۔

اسی طرح اصلاح عقیدہ کے اعتبار سے منہاج المسلم اور عورت کے حقوق اور مغربی اعتراضات کے جوابات پر بھی ''اسلام میں عورت کا مقام'' کے نام سے البم آچکا ہے۔

یہ دروس ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہیں ان کو بیان کرنے سے دو فائدے ہوں گے ایک تو ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجات طیبات، طاہرات، امہات المؤمنین سے متعارف ہوں گے اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ہماری اپنی بیٹیوں کے لئے، بہنوں کے لئے، اور اپنے اہل و عیال کے لئے ایک جھلک ملے گی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تہذیب کا کیا حال تھا، آپ کا کیا معاشرہ تھا، آپ کی کیسے حسن معاشرت تھی اگر ان دروس سے ایک عورت کی اصلاح ہوجائے تو پورے گھر کی اصلاح ہوجائے گی۔

اعتراضات کا فتنہ

اسی ضمن میں تعدد ازواج پر جو اعتراض کئے گئے ہیں ان کے جوابات بھی دیں گے کیونکہ اعتراضات کا سلسلہ تو شروع دنیا سے ہی چلا آرہا ہے کوئی نئی

بات نہیں ہے ہندوؤں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کتاب لکھی نعوذ باللہ رنگیلا رسول۔ اسی طرح رشدی ملعون کا فتنہ، تسلیمہ نسرین کا فتنہ۔ اسی طرح ایک مسجد میں خطبہ جمعہ کے لئے عورت کو کھڑا کرنا، ایک مختصر الاشاعت اخبار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون شائع کرنے کا فتنہ یہ ساری ایک پلاننگ ہے جس پر کفر چل رہا ہے۔

اعتراض کا جواب دلیل سے دیں

ہمیں چاہئے کہ علم کا جواب علم سے دیں قلم کا جواب قلم سے دیں۔ آج دنیا علوم کے اعتبار سے انتہاء پر جارہی ہے کیونکہ دنیا ختم ہونے کو آگئی ہے کیونکہ یقینی بات ہے کہ قیامت آئے گی لہٰذا ہر چیز انتہاء کو پہنچے گی فصل پکے گی تو کاٹی جائے گی۔ تو اسی لئے ہم علمی طور پر گویا انتہاؤں کو چھو رہے ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ آدمی اگر کسی بات کو مدلل انداز میں اپنے دشمن کے سامنے رکھے تو وہ بات مانتا ہے۔

انگریزوں کی ترقی

کافی عرصہ پہلے میں علمی محاضرات کے سلسلے میں امریکہ گیا ہوا تھا تو وہاں ایک صاحب نے مکالمہ میں کہا دیکھیں آپ مسلمان بہت پیچھے ہیں مسلمانوں میں علم اور تہذیب وتمدن نہیں ہے۔ جہالت اور صدیوں پرانی تہذیب ہے لیکن آپ لوگ کہتے ہیں ہم پڑھی لکھی دنیا کا، پڑھے لکھے ممالک کا مقابلہ کریں گے جبکہ آپ مسلمانوں کے پاس تو علم ہے ہی نہیں۔ اور ہمارے علوم کا یہ حال ہے کہ ہم نے میزائل، ایٹم بم اور ایسے ایسے ہوائی جہاز تیار کر لئے جو آواز سے زیادہ تیز رفتار ہیں ہم نے ایسی ایسی چیزیں ایجاد کیں کہ ایک آدمی چھوٹا سا پرزہ جیب میں

رکھے تو پوری دنیا سے رابطہ میں ہے ہم نے پوری دنیا کو گلوبل ویلج میں تبدیل کر دیا ہے تم مسلمان ہمارا کس چیز میں مقابلہ کرو گے اپنے ٹائم کے اندر اس نے اس انداز سے بڑی تفصیل اور دلائل کے ساتھ بات کی۔

جواب

اس کے بعد میں نے اس سے ایک چھوٹا سا سوال پوچھا کہ میں نے آپ کی تقریر سنی ہے ماشاء اللہ آپ پڑھے لکھے آدمی بھی ہیں مجھے آپ یہ بتائیں کہ آپ نے میزائل، ایٹم بم اور ایسی ایسی چیزیں ایجاد کر لی ہیں کہ پوری دنیا میں آپ جہاں چاہیں مٹی پر چلتی ہوئی ایک چیونٹی کو بھی دیکھ لیتے ہیں لیکن آپ یہ بتائیں کہ یہ ساری ترقی آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کیوں نہیں کی؟ جبکہ آپ کو ان کے زمانہ میں ترقی کرنی چاہئے تھی اور ہمارا بھی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول ہیں۔

یہ ساری ترقی یہود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں کیوں نہیں کی؟ آپ مجھے بتائیں کہ یہ ساری ترقی محمد مصطفیصلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیوں ہوئی؟ آپ مجھے میری اس بات کا جواب دیں اور مجھے قائل کر دیں تو میں آپ کی ترقی کو ماننے کے لئے تیار ہوں۔

معلوم ہوا کہ یہ جو علوم ہیں چاہے علوم فلکیہ ہوں، یا علوم ارضیہ ہوں چاہے علوم عالیہ ہوں یا علوم سفلیہ ہوں علوم الادیان ہوں یا علوم الابدان ہوں ان علوم کے دروازے اس وقت کھلے ہیں جب اللہ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت دو جہاں رحمۃ للعالمین کو بھیجا۔

میزائیلوں کا فلسفہ قرآن میں

جب آپؐ کا دور آیا، جب آپؐ قرآن لے کر آئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس قرآن کے ذریعے پورے عالم کو علوم سے روشناس کرایا اس قرآن نے آ کر ہمیں قصہ ابرہہ کے بارے میں بتایا اس قرآن نے ہمیں آ کر ابابیل کے بارے میں بتلایا کہ

وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ. تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ.

(سورۃ الفیل)

ترجمہ: اوران پر غول کے غول پرندے بھیجے تھے جوان پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے۔

کہ وہ پرندے چھوٹے چھوٹے کنکر لائے تھے اور وہ کنکر جب ہاتھیوں کو اوران سواروں کو لگتا تھا تو ان کے اندر گھستا ہوا ان کی ہلاکت کا باعث بن جاتا تھا اور وہ کنکر ان کی جلد کے اندر بیماری جیسے آپ الرجی، چیچک یا کوڑھ کہہ سکتے ہیں ان جیسی بیماریوں کا باعث بن گیا ان کا عضو عضو کٹنے لگ گیا تھا۔

تو یہ فلسفہ ہے کہ چھوٹے سے پتھر چھوٹے سے ذرے سے اتنے بڑے ہاتھیوں کا ہلاک ہونا۔ اس واقعہ کو سنانے والا کون ہے؟ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ نے تو اب غور کیا کہ وہ ذرہ ڈھونڈیں۔

آپ کو میزائل بنانا کس نے سکھایا؟ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد ہوئی کہ لعین لوگوں نے شیطانوں سے پوچھا کہ بھائی آپ ملأ اعلیٰ کی خبریں کیوں نہیں لا رہے ہو انہوں نے کہا مقاعد للسمع کہ ہم نے جو اپنے خلائی اسٹیشن بنائے ہوئے تھے جہاں بیٹھ کر ہم باتیں سنتے تھے:

وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا. (الجن:۹)

اور یہ کہ ہم اس کے ٹھکانوں میں بیٹھا کرتے تھے پس اب جو کوئی سننا چاہتا ہے تو وہ اپنے لئے ایک انگارہ گھات لگائے ہوئے پاتا ہے۔

اب اگر ہم وہاں سننے کی کوشش کرتے ہیں تو ایک چمکنے والا، جلانے والا، ستارہ آکر ہمیں لگتا ہے تو یہ ساری باتیں تمہیں کس نے بتائیں؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم تو ساری زندگی ٹامک ٹوئیاں مارتے رہے کہ ذرہ تقسیم ہوسکتا ہے یا نہیں تم نے کہا کہ ذرہ ناقابل تقسیم ہے اس کے بعد انیسویں صدی میں آکر آپ اس بات کو پہنچے کہ ذرہ تقسیم ہوسکتا ہے اور پھر آپ نے اس سے ایٹم بم بنانے شروع کئے جبکہ قرآن نے تو ہمیں یہ بات چودہ سو سال پہلے بتادی تھی اللہ نے اپنے قرآن میں واضح کردیا:

وَ مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ. (یونس:۶۱)

ترجمہ: اس سے کوئی چیز ذرہ برابر غائب نہیں ہوسکتی نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اس سے کوئی چھوٹی چیز (غائب ہوسکتی ہے) نہ کوئی بڑی چیز مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے۔

کہ کوئی ذرہ اس سے بڑا یا اس سے چھوٹا قرآن میں آگیا کہ ذرہ قابل تقسیم ہے تو یہ سارے علوم تمہیں کس نے دیے؟ آپ کیسے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ مسلمان جاہل ہیں۔

مسلمانوں کے علوم

آپ تو غسل کرنا نہیں جانتے تھے لیکن اس وقت کے اندر بھی بغداد میں حمام ہوتے تھے آپ یورپ والوں کو غسل کا پتہ ہی نہیں تھا کہ کیا چیز ہوتی ہے۔ یورپ تو جہالت کی تاریکیوں میں پڑا ہوا ہوتا اگر ہماری اسٹیٹ سے ہماری کتابیں نہ لے جاتے اگر آپ ہمارے علوم نہ لے جاتے۔ آج آپ آسمان پر پہنچ گئے، چاند پر پہنچ گئے لیکن پھر بھی ابن سینا کے محتاج ہیں۔ اسی لئے یونیورسٹی اور کتابوں کے نام تم لوگ اسی کے نام پر رکھتے ہو کیونکہ بنیاد رکھنے والا وہ شخص ہے۔

آپ مجھے صرف ایک بات بتائیں کہ آپ کس چیز کے اندر ہم سے بڑھے ہیں آپ کے سائنسدان نے کہا کہ یہ زمین اجرام فلکیہ کا حصہ تھی یعنی پہلے آسمان سے ملی ہوئی تھی پھر علیحدہ ہوئی ہے جبکہ چودہ سو سال پہلے قرآن مجید نے بتادیا:

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا. (الانبیاء:۳۰)

ترجمہ: کیا ان کافروں کو معلوم نہیں ہوا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے پھر ہم نے دونوں کو کھول دیا۔

آپ لوگ ہم سے علوم لینے کے بعد الٹا ہمیں کہتے ہیں ہمیں تو جاہل رکھا گیا، ہمیں تو جاہل بنایا گیا کبھی سرداروں کے ذریعے کبھی جاگیرداروں کے ذریعے، کبھی صنعتکاروں کے ذریعے کبھی حکومتوں کے ذریعے اور ہمارے نصاب تعلیم کو تقسیم کر دیا غریبوں کا نصاب الگ، مڈل کلاس کا الگ اور اپر کلاس کا الگ ہے۔

ایک بچہ مڈل کلاس پڑھ کر آتا ہے دیہات سے اور ایک بچہ ماڈل کلاس پڑھ کر آتا ہے راولپنڈی سے، اسلام آباد سے یا کراچی سے دونوں میں فرق ہے

اس امیر کا مقابلہ غریب کیا کرے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپر کلاس والے کو رکھ لیں گے اور غریب سارے پیچھے رہ جائیں گے ہمیں تم زبردستی جاہل بنا رہے ہو۔

اسی لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم چاہے ڈنمارک کے گستاخ کا مقابلہ کریں یا کسی یورپ کے گستاخ کا مقابلہ کریں مقابلہ علم سے ہوگا اور دلائل سے ہوگا۔

عیسائیوں کے خلاف احمد دیدات کا مناظرہ

مولانا احمد دیدات کا انٹرنیشنل لیول پر مناظرہ ہوا پادری کے ساتھ ایک عام سی بات تھی کہ اس پادری کے پیچھے دس بارہ پادری بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارا ایک ہی آدمی ان کو جواب دے رہا ہے۔ اور وہ منہ کھول کر بیٹھے ہوئے ہیں آخر میں حضرت نے کہا جاؤ ایسا کرو یہ کتاب جو تمہارے ہاتھ میں ہے اگر یہ اللہ کی کتاب ہے تو فلاں صفحہ کی عبارت پڑھو۔ اگر تم وہ عبارت پڑھ دو تو میں ہار گیا اور تم مجھے قرآن سے جہاں کہو میں پڑھ دیتا ہوں اب وہ چیلنج کر رہے ہیں اور پادری دائیں بائیں دیکھ رہے ہیں حتیٰ کہ احمد صاحب نے کہا کہ یہ زہر کا پیالہ پی لے گا لیکن اپنی کتاب نہیں پڑھے گا کیونکہ جو سنے گا وہ کہے گا کیا یہ اللہ کی کتاب ہے جس کے اندر اس قسم کی (گندی، ننگی فحش) باتیں لکھی ہوئی ہیں اس قسم کی گستاخانہ باتیں کیا یہی اللہ کا کلام ہوسکتا ہے اس نے شکست قبول کر لی لیکن کتاب کو نہیں پڑھا کیونکہ اگر کتاب پڑھتا تو دنیا میں اور رسوائی کا ذریعہ بنتا۔

ازواج مطہرات کے تذکرہ کی وجہ

اس لئے ہم نے ضرورت محسوس کی کہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو شبہات، اعتراضات اور دشمنوں کے جو وساوس ہیں ان کا ازالہ ہو جائے۔

اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے جو محبت ہے وہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی سیرت گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک حصہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے جب آدمی کسی کے گھرانے کے بارے میں خیر کی بات کہتا ہے تو لازمی بات ہے اس گھر والے کو بہت خوشی ہوتی ہے یہ اصولی بات ہے۔

میرے ایک دوست کا قصہ

میرا ایک دوست تھا جو فوت ہو گیا ہے علی گڑھ کا پڑھا لکھا آدمی تھا اس نے سیاست میں بہت سا مقام پیدا کیا وہ عجیب قسم کا آدمی تھا اتفاق ایسے ہوا کہ اس کی میرے ساتھ دوستی ہو گئی ہم عمرہ کرنے کے لئے آرہے تھے اس نے کہا کہاں جا رہے ہیں میں نے کہا پاسپورٹ بنوانے کے لئے۔ تو اس نے کہا کہ تم میرا بھی پاسپورٹ بنوالو تم عمرے پر چلے جانا میں کسی اور عمرے پر چلا جاؤں گا۔

بہر حال پاسپورٹ بن گئے اور اس کا بھی پاسپورٹ بن گیا تو اس نے کہا یار کسی اور جگہ جانے کا پروگرام نہیں بنا کیا خیال ہے میں بھی تمہارے ساتھ چلا جاؤں۔ ہم چلے گئے تو اس نے کہا کہ بھائی سیدھی سی بات ہے صاف آدمی ہوں میرے پاس ان تین کپڑوں کے علاوہ نہیں۔ حالانکہ امیر آدمی تھا۔

بہر حال خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہم اس کو لے کر مکہ میں آ گئے ان دنوں میرے والد صبح کی نماز کے بعد یہاں جہاں پر الحمدللہ، اللہ کی رحمت سے میں درس دیتا ہوں وہ درس دیتے تھے درس دینے کے بعد وہ اسی جگہ تھوڑا سا آگے جا کر کعبۃ اللہ کی دیوار کے سائے میں بیٹھ جاتے تھے وہاں پر اشراق پڑھتے، نفل پڑھتے جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دیتا نو ساڑھے نو بجے تک بیٹھتے تھے پھر اٹھ آتے تھے ان دنوں میں زیادہ

پاکستان ہوتا تھا تو وہ میرے دوست ایک دن والد صاحب کے پاس آئے۔

والد صاحب نے ان کو اپنے پاس بٹھایا اور ان سے فرمایا تم اس وقت اللہ کے گھر میں بیٹھے ہو مجھے میرے بیٹے کے بارے میں مختلف رپورٹیں آتی ہیں بعض اچھی ہوتی ہیں اور بعض غلط بھی ہوتی ہیں چونکہ تم اس سے بہت زیادہ Close ہو، بہت زیادہ قریب ہو تم مجھے بتاؤ کہ حقیقت کیا ہے؟ کیا وہ دینی طریقہ پر قائم ہے اپنے مذہب، اپنی مسجد، مدرسہ، اپنی خطابت میں دین پر ہے یا اس سے ہٹ گیا ہے آپ مجھے اس بات کا جواب دیں تو میرے دوست نے کہا گزارش یہ ہے میں بات بتاؤں گا جو آپ نے مجھ سے پوچھی ہے اور مجھے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے لیکن آپ ناراض تو نہیں ہوں گے اگر میں سچی بات کروں۔

والد صاحب نے فرمایا میں ناراض نہیں ہوگا تو انہوں نے کہا دیکھیں آپ کو پتہ ہے کہ میرا تعلق مولانا ابوالکلام آزاد سے بھی رہا ہے، حکیم محمد اجمل خان سے بھی رہا ہے میرا تعلق پاکستان آنے کے بعد فلاں اور فلاں عالم سے بھی رہا ہے اور پھر میرا تعلق آپ سے بھی رہا ہے میں آپ سے ملنے کے لئے بھی آتا تھا جس وقت آپ پاکستان میں تھے۔ والد صاحب نے فرمایا ہاں تم مجھے کبھی کبھی ملنے آتے تھے۔ میرے اس دوست نے کہا تم سارے مولوی مل کر مجھے مسجد میں نہیں لے جا سکے مجھے نماز نہیں پڑھا سکے یہ اللہ کا بندہ مجھے احرام بندھوا کر لے آیا ہے لہٰذا میرے نزدیک یہ سب سے زیادہ بزرگ ہے کیونکہ تم لوگ کبھی مسجد میں نہیں لے جا سکے لیکن اس نے مجھے احرام بندھوا دیا، عمرہ کرا دیا اس پتھر کے گھر کو منوالیا کہ یہ اللہ کا گھر ہے۔ تو میرے نزدیک یہ زیادہ بزرگ ہے۔

میں تو آپ کو بھی بزرگ نہیں مانتا جو مجھے مسجد تک بھی نہیں لے جا سکے میں تو

اس کو پیر بھی مان لوں گا، بزرگ بھی مان لوں گا، میں ایسے آدمی کے بارے میں آپ سے کیا شکایت کروں جس کے بارے میں میری یہ عقیدت ہو تو والد صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے وجہ کیا تھی کہ ایک لحاظ سے بیٹے کی تعریف ہوگئی تھی۔

اس لئے ہمیشہ ایک قاعدہ یاد رکھیں کہ جب آپ ازواج رسول کی سیرت بیان کریں گے تو یہ حب رسول کا سبب بنے گی اور حب رسول سبب ہے اللہ کی محبت کا اور اللہ کی محبت اور رسول کی محبت اور اہل بیت کی محبت اور اصحاب رسول کی محبت ہمارے لئے نجات دارین کا سبب ہے۔

فضیلت ازواج مصطفیٰ ﷺ

اس لئے آج ہم پہلا درس ان شاء اللہ اللہ کی رحمت سے فضیلت ازواج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کرتے ہیں۔

اب مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی چیز قرآن ہے۔ اور قرآن سے بڑی گواہی اور قرآن سے بڑی دلیل، قرآن سے بڑی سچائی کوئی دنیا میں ہو نہیں سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَنْ اَصْدَقُ من اللہ قیلًا.

تو سب سے پہلے ہم اللہ کے قرآن سے پوچھتے ہیں کہ قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بارے میں کیا کہتا ہے تو یاد رکھیں قرآن میں سورۂ احزاب میں آپ دیکھیں گے کہ اللہ نے قرآن پاک میں ازواج نبی کو یوں مخاطب فرمایا ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا. (الاحزاب:۲۸)

حضورؐ کا نام ادب سے لو

اللہ نے فرمایا اے میرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یا ایھا النبی یہ خطاب اور لقب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ اس لئے علماء لکھتے ہیں کہ نام لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پکاریں بلکہ جب بھی پکاریں تو تشریف، تعظیم اور تکریم سے پکاریں کیونکہ اللہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کسی خاص مقام پر تو لیا ہے ورنہ جب بھی خطاب فرمایا تو القاب سے خطاب فرمایا۔

ہر پیغمبر کو اللہ نے نام سے خطاب فرمایا یٰآدم . یا عیسی ابن مریم، یا زکریا، یا یحییٰ. لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ، یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ، یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ، یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ. اے میرے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) لفظ اَیُّھَا النَّبِیُّ میں ہم پیارے کا معنی کیوں کرتے ہیں؟ اپنے اظہار عقیدت اور اظہار محبت کے لئے کیونکہ اللہ کو نبی پیارے ہیں اس لئے تو اس طرح خطاب فرما رہے ہیں اگر پیارے نہ ہوتے تو خطاب کا یہ انداز بھی نہ ہوتا خطاب کا یہ انداز بتلاتا ہے کہ وہ حبیب اللہ ہیں جس طرح ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی اللہ سے محبت کا ذریعہ ہے۔

اس لئے قرآن واضح کر دیتا ہے کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ. (آل عمران:۳۱)

کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت چاہتے ہو تو تم میری اتباع کرو اللہ تم کو اپنا محبوب بنالیں گے۔

لفظ "زَوْج" سے امہات المؤمنین کی فضیلت کا ثبوت

تو اللہ کی محبوبیت اتباع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوگی تو اس آیت کے اندر بھی یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ فرمایا یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَھَا. (الاحزاب:۲۸)

اور دوسری جگہ بھی اللہ نے اسی طرح فرمایا: یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ. (الاحزاب:۵۹)

اس آیت کے اندر بھی خطاب کا انداز وہی ہے کہ اے نبی اور اس آیت کے اندر بھی لفظ ازواج ہے اور اس آیت کے اندر بھی لفظ ازواج ہے۔ اسی طرح قرآن کی اور آیتوں کے اندر بھی آپ دیکھیں جہاں کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا ذکر ہے فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَ اَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ. (الاحزاب:۶)

اس آیت کے اندر بھی لفظ زوج ہے اسی طرح چوتھی آیت میں بھی ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ. (الاحزاب:۵۰) یہاں بھی لفظ زوج ہے سارے قرآن میں نظر ڈالیں تو اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو لفظ ازواج سے تعبیر فرمایا۔

لفظ ازواج زوج کی جمع ہے اس کا معنی جاننے سے پہلے یہ بات سمجھیں کہ عورت کے لئے لفظ امرأۃ بھی ہے زوجہ بھی ہے لفظ نساء بھی ہے تو عورت کے لئے عربی کے اندر کئی لفظ ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے جو لفظ استعمال فرمایا وہ لفظ ازواج استعمال فرمایا اس کی کیا خصوصیت ہے؟

اس بات کو سمجھیں کیونکہ اس لفظ کے اندر ازواج رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والیوں کی شان ہے۔

ازواج زوج کی جمع ہے زوج کا معنی ہے دو چیزوں کا برابر ہونا جیسے چیونٹی کے دو پاؤں ہوتے ہیں ان میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہوتا جن چیزوں میں تماثل ہو، تشاکل ہو، تشابہ ہو وہ زوج ہوگا اور جس میں تشاکل نہ ہو، تشابہ نہ ہو تماثل نہ ہو تو وہ زوج نہیں ہوگا۔

اس لئے دیکھیں اللہ تعالیٰ نے عام جگہوں پر عورت کا تذکرہ کیا ہے وہاں پر لفظ امرأۃ ہے مثلاً فرمایا: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا امْرَاَتَ نُوْحٍ. (تحریم:۱۰) اللہ تعالیٰ نے مثال بیان فرمائی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بھی کافرہ اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی بھی کافرہ تو یہاں لفظ امرأۃ فرمایا دیکھیں حضرت نوح علیہ السلام بھی نبی ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام بھی نبی ہیں لیکن بیویاں کافرہ ہیں۔

اسلام سے پہلے کافر یا کافرہ سے نکاح جائز تھا

اس لئے یہ بات یاد رکھیں کہ ابتداء اسلام میں یا اسلام سے پہلے جتنے ادیان اور مذاہب گزرے ہیں ان میں کافر سے نکاح کرنا جائز تھا یہ تو ایک بات ہوئی۔

نبی کی بیوی کافرہ کیوں ہوئی

لیکن نبی کی بیوی کافرہ کیوں ہوئی؟ کیونکہ منع نہیں تھا دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے بیٹیوں کا نکاح کن سے کیا تھا؟ کیونکہ منع نہیں تھا۔ اس ضمن میں علماء نے ایک بات لکھی ہے جو یاد رکھیں کہ کسی پیغمبر کی بیوی کافرہ تو ہو سکتی ہے لیکن فاجرہ نہیں ہو سکتی کہ گنہگار ہو یا بدکردار ہو تو عصمت نبی پر حملہ ہوتا ہے۔

اس لئے قرآن میں جہاں "فخانتاھما" کے الفاظ ہیں کہ ان دونوں نے خیانت کی اس کا معنی گناہ نہیں۔ خیانت یہ کی کہ انہوں نے اپنے کفر پر رہتے ہوئے کفار کی حمایت کی، حضرت نوح علیہ السلام کی حمایت نہ کی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی حمایت نہ کی کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کے گھرانے کو اتنا پاک اور صاف رکھتے ہیں کہ وہ کافر ہوسکتا تھا لیکن گنہگار نہیں ہوسکتا تھا۔

حضورؐ کی پیدائش کا پاک سلسلہ

اس لئے میرے آقا نے فرمایا تھا: وَلِدتُّ بالنکاح کہ الحمدللہ، اللہ نے مجھے نکاح سے پیدا فرمایا ہے اور اللہ نے جب سے میرا سلسلہ رکھا ہے کہ حضرت اسماعیل سے کنانہ کو چنا۔ کنانہ میں سے قریش کو چن لیا۔ قریش میں سے بنو ہاشم کو اللہ نے چن لیا بنو ہاشم سے بنو عبدالمطلب کو چن لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری والدہ سے لے کر آخری نسل تک چلے جاؤ کہیں زنا نہیں ہوا۔ یعنی ہزاروں سال پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے اللہ نے حضرت آدمؑ سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ تک سب کو محفوظ رکھا کہ کوئی دشمن طعنہ بھی نہ دے سکے۔

بہر حال کہنے کا مقصد یہ تھا کہ وہاں اللہ نے لفظ امرأۃ کا استعمال فرمایا امرأۃ نوحٍ، و امرأۃ لوط ،لوط کی عورت اسی طرح آپ دیکھیں حضرت ابراہیمؑ پیغمبر ہیں ان کی بیوی کے لئے بھی لفظ امرأۃ آیا ہے۔ قرآن میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مہمان آئے تو آپ نے ان کو بھونا ہوا بچھڑا پیش کیا اب دیکھا مہمان تو کھاتے نہیں اب حضرت ابراہیم علیہ السلام ڈر گئے۔ کہ یہ اچھے مہمان ہیں۔ کیونکہ عرب میں دستور تھا کہ مہمان اگر کھانا نہ

کھائیں تو سمجھا جاتا کہ دشمنی ہے تو سوچا دوست ہوں اور پھر کھانا نہ کھائیں ہو سکتا ہے لیکن یہ اجنبی ہیں۔ دشمن نہ ہوں کہ ہم ان کے گھر کا کھانا کیوں کھائیں یہ تو ہمارا دشمن ہے پہلے زمانہ کے اندر روایات ہوتی تھیں کہ جب ہم نے ان کے گھر کا کھانا کھالیا، نمک کھالیا تو دشمنی کیسی آج تو جس کا کھاتے ہیں اسی کو رگڑتے ہیں اصل میں نمک بھی بدل گیا پہلے تو نمک بھی اصلی تھا آج تو نمک بھی مصنوعی ہے آرٹیفشل ہے، گھی بھی آرٹیفشل ہوگیا، بچے کے لئے دودھ بھی ڈبہ والا آرٹیفشل ہوگیا۔

ایک بہت بڑا سردار تھا راجا قسم کا آدمی تھا۔ مسلمانوں کا دشمن تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کے اندر پکڑ کر لے آئے اس نے پانی مانگا کہ مجھے پیاس لگی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم کیا کہ پانی لے آؤ جب پانی لایا گیا تو اس نے کہا مجھے یہ پانی پینے دو کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے تلوار مار دو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں جب تک تم پانی نہیں پی لیتے ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے تو اس نے وہ پیالہ نیچے پھینک دیا اور کہا کہ اسی لئے تو میں نے منگایا تھا کیونکہ آپ مجھے پناہ دے چکے ہیں جب تک میں پانی نہ پیوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے ہم اپنی زبان پر قائم ہیں۔

حضورؐ کی بیویوں کیلئے لفظ ''زوج'' کا استعمال

اسی لئے قرآن پاک کے اندر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کے سامنے کھانا رکھا اور انہوں نے نہیں کھایا تو آپ ڈر گئے تو انہوں نے بتایا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکَ ہم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے بعد پوچھا فَمَا خَطْبُکُمْ اس کے بعد فرمایا: وَ امْرَاَتُہٗ قَآئِمَۃٌ

فَضَحِكَتْ. (ھود:۷۱) کہ آپ کی بیوی بھی وہاں کھڑی تھی جب انہوں نے بچے کی خوشخبری دی تو وہ ہنس پڑی اس نے کہا میں بوڑھی ہوگئی میرا خاوند بھی بوڑھا ہوگیا ہماری وہ عمر بھی گزر گئی جس میں بچے ہوتے ہیں اور اب ہمیں اس عمر میں خوشخبری دی جارہی ہے۔ ان فرشتوں نے کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے چاہے تو وہ بوڑھے کو بچہ دے دے چاہے تو جوان کو نہ دے وہاں بھی لفظ امرأته ہے۔

اسی طرح جب اللہ نے حضرت زکریا کے دعا مانگنے کے بعد ان کو بچے کی خوش خبری دی۔ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا. (مریم:۷)

تو وہاں بھی حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا تھا امْرَاَتِیْ عَاقِرًا کہ میری بیوی تو بانجھ ہو چکی ہے وہ بچہ پیدا کرنے والی عمر سے گزر چکی ہے تو وہاں بھی لفظ امرأة ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے بارے میں لفظ امرأةٌ آیا اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کیلئے بھی لفظ امرأةٌ آیا اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کے لئے بھی لفظ امرأت نوحٍ آیا۔ اسی طرح دیکھیں فرعون کی بیوی کے بارے میں بھی لفظ امرأة آیا۔ فرمایا: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ. (تحریم:۱۱) لفظ امرأة فرعون آیا ہے۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کے اندر آپ دیکھیں وہاں بھی لفظ امرأت العزیز ہے کہ عزیز کی عورت۔

اس لئے آپ ہر جگہ غور کریں کہ ہر جگہ لفظ امرأةٌ آیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے مدنی پاک کی کسی بیوی کو امرأة نہیں کہا۔ اصل بات جو سمجھنے والی ہے اللہ پاک ہمیں سمجھنے کی توفیق دے اور تدبر و تفکر کی توفیق دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں لفظ زوج آیا ہے دیکھیں:

قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَھَا. (الاحزاب:۲۸)

یا فرمایا: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ. (الاحزاب:۳۲)

کہیں فرماتے ہیں:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَ اَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ. (الاحزاب:۶)

اور کہیں فرماتے ہیں:

اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ. (الاحزاب:۵۰)

اور کہیں فرماتے ہیں:

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ. (التحریم:۱)

تو اصل بات جس کے لئے اتنی بڑی تمہید باندھی تا کہ آپ کے دماغ میں اتر سکے کہ زوج کا معنی ہے جس میں برابری اور تشابہ اور تشاکل کا معنی پایا جائے اللہ پاک فرماتے ہیں اے میرے مدنی یہ جو ہم نے آپ کو بیویاں دی ہیں آپ کے جوڑ کی دی ہیں یہ واقعی ازواج کہلانے کی حقدار ہیں۔

جب کہ دوسرے پیغمبروں کی بیویوں کا جوڑ نہیں بنتا کہ حضرت لوط علیہ السلام مسلمان اور ان کی بیوی کافرہ تو جوڑ نہیں بنا۔ نوح علیہ السلام کی بیوی بھی کافرہ تو جوڑ نہیں ہے۔

اب رہا یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام ان کی بیویوں کو امرأۃ کیوں کہا حالانکہ وہ صالحہ تھیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ انا عجوز کہ میں تو بوڑھی ہوں مجھے کیسے حمل ہو سکتا ہے۔ تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حمل تو عورت کو ہوتا ہے اس لئے لفظ امرأۃ کہا

اوراسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی انہوں نے بھی چونکہ یہی کہا تھا کیونکہ وہاں بھی قصہ حمل اور بچے کا تھا اس لئے لفظ امرأۃٌ کہا کہ حمل کا تعلق عورت سے ہوتا ہے مرد سے نہیں ہوتا قرآن ایک عظیم نعمت ہے اللہ ہمیں پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق دے۔

قرآن کا ایک انکشاف

قرآن کے اندر اشارات ہوتے ہیں اب آپ دیکھیں کہ اکیسویں صدی سے ہم گزر رہے ہیں اس کے اندر تحقیق آئی ہے کہ مکڑی مؤنث ہوتی ہے جو گھر بناتی ہے مذکر گھر نہیں بناتا جدید علوم نے اب تحقیق کی ہے مغرب والوں کو اب پتہ چلا ہے کہ مساوات تو وہاں بھی نہیں ہے وہاں بھی مؤنث سے کام لیا جارہا ہے مذکر سے کام نہیں لیا جارہا۔

بہر حال آپ قرآن میں غور کریں یہ تو انیسویں اور اکیسویں صدی میں کہہ رہے ہیں جبکہ قرآن نے ہمیں چودہ سو سال پہلے بتا دیا کہ ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے سوا دوست بناتے ہیں اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا. (العنکبوت:۴۱)

اتخذت مؤنث کا صیغہ ہے کہ جیسے مؤنث مکڑی اپنا گھر بناتی ہے۔ قرآن نے پہلے بتا دیا تھا کہ گھر بنانے کا کام مونث مکڑی کرتی ہے مذکر نہیں کرتا جبکہ یہ اکیسویں صدی میں اس بات پر پہنچے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ان کے شایان شان تھی لیکن امرأۃٌ کا لفظ ہے کیونکہ اس کا تعلق قصہ حمل سے ہے اور حمل عورت کو ہوتا ہے مرد کو نہیں ہوتا اس لئے وہاں لفظ امرأۃٌ کو استعمال کیا گیا۔

اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام کے قصہ میں اور اسی طرح امرأۃ عزیز کے قصہ میں کیونکہ وہاں تماثل اور تشابہ اس قابل نہیں تھا یہ شان ازواج محمد مصطفیصلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسی بیویاں چن لیں کہ ان کو جہاں بھی لقب ملا ازواج کا ملا ان کو لقب امرأۃ کا نہیں ملا۔

حتیٰ کہ اگر آپ محاورات عرب کے اندر بھی دیکھیں کہ کوئی آدمی دوسری شادی کر لے اور یہ دوسری شادی کا یہاں عرب کے اندر رواج ہے جبکہ ہمارے اندر یہ رواج نہیں ہے کیونکہ ہمارے اوپر ہندو معاشرہ کے اثرات ہیں اس لئے وہاں یہ چیزیں نہیں ہوتیں اور ہمارے ہاں سب سے بڑا مجرم وہی ہوتا ہے جو دوسری شادی کر لے۔ بغیر شادی کے جو کچھ کر لے، زنا کر لے لیکن دوسرا نکاح نہ کرے، حلال نہ کرے اس سے چڑ ہوتی ہے حرام سے نہیں۔

بہر حال عرب میں یوں ہوتا ہے کہ کوئی دوسری شادی کر لے تو اس سے پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں امرأتک اور اسی طرح چھوٹے بچے سے کوئی پوچھے جو کسی اور بیوی سے ہو کہ من ھذہ تو وہ بھی کہتا ہے امرأۃ ابی کہ میرے باپ کی عورت ہے اگر وہ عورت ہو جس نے اس کو جنم دیا ہو اس کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہتا ہے اُمی کہ یہ میری ماں ہے یہاں نہیں کہتا امرأۃ ابی کہ میرے باپ کی عورت ہے۔

یہ بھی کتنی بڑی شان ہے کہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر لائے بھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر بھی کوئی ہو سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر تو کوئی نبی بھی نہیں ہو سکتا حضورؐ تو امام الانبیاء ہیں، امام المرسلین، سید الاولین والآخرین ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کی ساری مخلوق سے افضل ہیں، بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

لیکن اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو کتنی بڑی فضیلت دی کہ فرمایا: ازواج النبی، اَزْوَاجَکَ، اَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ اور فرمایا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویو تم کوئی عام عورتیں نہیں ہو تم تو محمد مصطفیٰ کی بیویاں ہو آدمی تھوڑا سا غور کرے کہ اللہ نے قرآن میں کیا فرمایا ہے:

وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ. (النور:۲۶) اللہ نے فرمایا پاک بیویاں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک بیویوں کے لئے۔

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ. (النور:۲۶)

گندی عورتیں گندے مردوں کیلئے اور گندے مرد گندی عورتوں کیلئے۔

اب جن کو اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چن لیا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھا کون ہوسکتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پاکیزہ زندگی کس کی ہوسکتی ہے تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا بڑا مقام ہے اور پھر آپ کی بیویوں کو امرأۃ محمد نہیں کہا گیا بلکہ کہا

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ. (الاحزاب:۵۹)

تو یہ لفظ ازواج ہی میں ان کو اتنا اونچا کر دیا ہے کہ کوئی ان کی عظمت کو، ان کی شرافت کو نہیں پہنچ سکتا۔

اور صرف لفظ ازواج نہیں بلکہ کتنا بڑا مقام ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَ اَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ. (الاحزاب:۶)

امہات المؤمنین کا لقب ان کی عزت کیلئے ہے

نبی سب سے زیادہ اپنی جان سے زیادہ، مال سے زیادہ اولیٰ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ان مؤمنین کی مائیں ہیں یاد رکھو فرمایا مؤمنین کی مائیں ہیں۔ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ امہات الامۃ ہیں اس لفظ پر غور کریں قرآن کے لفظ کو سنئے حدیث کے لفظ کو سنئے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں امہات المؤمنین ہیں کہ وہ مؤمنین کی مائیں ہیں ورنہ امت میں تو کافر بھی ہیں وہ بھی حضورؐ کی امت ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ بعض امت اجابت ہے اور بعض امت دعوت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنہوں نے مانا وہ مؤمن ہیں اور جنہوں نے نہیں مانا وہ بھی حضورؐ کی امت ہیں لیکن کافر اس قابل نہیں کہ وہ ان کو اپنی ماں کہہ سکیں یہ ایک لقب ملا ہے امہات کا صرف امہات المؤمنین کا۔

اور اس کا معنی صرف یہ ہے کہ عزت کے اندر مائیں ہیں یہ نہیں ہے کہ میراث تقسیم ہوگی تو آپ آئے کھڑے ہوں گے یہ نہیں اور یہ بھی نہیں کہ ان سے پردے کی ضرورت نہیں کہ ماں سے کیا پردہ اسی طرح ان کے بیٹے یا بیٹیاں ہیں۔ وہ تمہارے بھائی یا بہنیں ہیں نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ لقب عزت کے لئے ملا ہے۔

اب دیکھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں لیکن ان کو خالۃ المؤمنین نہیں کہا گیا تو مطلب یہ ہوا کہ یہ لقب اگر ملا ہے تو خالصۃً ازواج رسول کو ملا ہے اس کے اندر کوئی اور شریک ہو ہی نہیں سکتا۔

ان کو ماں کا رتبہ اللہ نے دیا ہے

اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ ایک ماں وہ ہے جس نے ہمیں بطن (پیٹ) میں رکھا ہے لیکن ایک ماں وہ ہے جس کو اللہ نے ماں کا رتبہ دیا ہے تو ہماری ماؤں میں تو شک ہوسکتا ہے لیکن جس کو اللہ ماں کا رتبہ دے اس میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔

اس لئے ایک لفظ ازواج اور ایک لفظ امہات المؤمنین ہے اور اس کے بعد تیسری آیت میں یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ. کہ اے میرے محمد پاک کی بیویوں تم دنیا کی عورتوں کی طرح نہیں ہو تمہاری شان کتنی بلند ہے تمہارے گھروں میں اللہ کا نبی آتا ہے، تمہارے گھروں میں جبرائیل آتا ہے، تمہارے گھروں میں وحی اترتی ہے۔

اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)



فصل دوم

الحمد لله و کفٰی والصلاة و السلام علی خاتم الانبیاء سیدنا و نبینا محمد المصطفی و علی آله المجتبٰی و اصحابه النجباء . اللهم صل علی سیدنا محمد ن النبی الامی الهاشمی و علی آله و اصحابه نجوم الهدٰی اما بعد!

فقد قال الله تبارک و تعالٰی فی القرآن المجید و الفرقان الحمید.

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم ، بسم الله الرحمن الرحیم.

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَ اُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا. وَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا. (الاحزاب:۲۸-۲۹)

وقال النبی صلی الله علیه وسلم

حُبِّبَ الی من الدنیا النساء والطیب و جعلت قرة عینی فی الصلوة. (نسائی ۶۱/۷، مسند احمد ۱۲۸/۳، ۲۸۵)

صدق الله العلی العظیم و صدق رسوله النبی الکریم و نحن علی ذٰلک لمن الشاهدین والشاکرین والحمد لله رب العالمین.

برادران اسلام، واجب الاحترام، دوستو، بھائیو، عزیز نوجوانو!

الحمدللہ سیرت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں یہ ہمارا دوسرا درس ہے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شان بخشی ہے اور آپ کی جو شان و

عظمت ہے منصوص اور مسلم ہے اور جس کا اہل اسلام میں سے کوئی بھی منکر نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو تمام انبیاء کا سردار، سید الاولین والآخرین، رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء والمرسلین بنایا اور آپ کو کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بنا کر معبوث فرمایا۔

ہر نبی اپنی اپنی قوم کی طرف نبی بنا گیا تھا

آپ کو یہ شان بخشی اور کسی پیغمبر کو یہ شان نہیں بخشی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ سے پہلے جتنے انبیاء آئے وہ قوموں کی طرف آئے اس لئے ان انبیاء کا قرآن مقدس میں جہاں بھی ذکر آئے گا آپ نے پڑھا ہوگا اور اب بھی پڑھ سکتے ہیں۔ مثلاً

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا. (ھود:۵۰)

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد کے پاس بھیجا تو انہوں نے اپنی ہی قوم کو خطاب کیا اسی طرح وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا. (ھود:۶۱)

قوم ثمود کے پاس اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا تو انہوں نے بھی اپنی ہی قوم کو خطاب کیا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ. (الاعراف:۵۹)

حضرت شعیب علیہ السلام کو قوم مدین کے پاس بھیجا۔

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ. (ھود:۸۴)

حضرت شعیب علیہ السلام بھی اپنی قوم کو دعوت دے رہے ہیں۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اولوالعزم پیغمبر ہیں جن کو اللہ نے شرف کلام سے نوازا اسی لئے کلیم اللہ کہلائے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ اللہ نے ان کو یہ عزت بخشی کہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہلائے اور ان کو اتنی عظمت بخشی کہ آج بھی وہ آسمان میں زندہ موجود ہیں۔

لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی خطاب فرمایا تو یا بنی اسرائیل کہہ کر خطاب فرمایا۔ سارا قرآن کھول کر دیکھ لیں تورات دیکھ لیں، انجیل دیکھ لیں ہر پیغمبر کو خاص قوم کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اس لئے آپ دیکھتے ہیں کہ ایک وقت میں کئی پیغمبر موجود ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی نبی ہیں اور حضرت ہارون بھی اور دونوں کو فرعون کے پاس بھیجا جا رہا ہے۔

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى. (طٰہٰ، ۴۳)

اور کبھی ایسے بھی ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی موجود ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام بھی موجود ہیں دونوں نبی ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام بھی نبی ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام بھی نبی ہیں اور دونوں ایک وقت موجود ہیں تو اس لئے ساری تاریخ انبیاء پر نظر ڈالیں۔

ایک انگریز مؤرخ کی کتاب

اس دور میں بھی ایک انگریز مائیکل ہارڈ نے کتاب لکھی اور اس میں ۱۰۰ ہیروز لکھے ہیں کہ کون ہیرو تھے اور جو ہیرو کہلانے کے حق دار ہیں تو اس میں وہ سب سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو لایا حالانکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا اور نہ وہ مسلمان ہے اور جب اس کو کہا گیا کہ خدا کے بندے تو نے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی پہلے ذکر کر دیا؟ اس نے کہا تاریخ کا جو قلم ہے وہ سچا ہے۔

حضورؐ سب کے نبی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہت بڑی شان ہے وہ بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے انہوں نے اگر خطاب فرمایا ہے تو حواریوں کو فرمایا ہے یا بنی اسرائیل کی

ہدایت پر زور لگایا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بھی فرعون سے مقابلہ کیا قبطیوں سے ٹکرائے لیکن بنی اسرائیل کو چھڑوایا پوری تاریخ کے اندر مجھے ایک ذات نظر آئی ہے جو کسی خاص قوم کو خطاب نہیں کرتا وہ یا قریش یا عرب، یا اہل مکہ نہیں کہتا بلکہ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ (اے لوگو) ساری دنیا کے انسانوں سے مخاطب ہے وہ ساری دنیائے انسانیت کی فلاح و بہبود کا پروگرام بتلاتا ہے ساری دنیا چاہے عرب ہو یا عجم ہو ساری دنیا کو کہتا ہے قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا (لا الہ الا اللہ کہہ لو تم کامیاب ہو جاؤ گے) عقیدہ توحید ہے ساری انسانیت کے لئے۔

لیبلغ الشاھد الغائب (جو موجود ہے وہ غائب تک پیغام کو پہنچائے) وہ یہاں پر خطاب کرتا ہے اور ایسے احکام دیتا ہے جو سارے عالم کے لئے ہیں وہ جتنے قوانین لایا ہے وہ قوم کے لئے نہیں، وہ عرب کیلئے ہی نہیں وہ جتنا اپنے اندر سیرت، اخلاق حسنہ اور احکامات لایا وہ ساری دنیا کے لئے ہیں اور وہ ساری امت کی بات کرتا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ . (آل عمران:۱۱۰)

اور وہ واحد پیغمبر ہے جو کہتا ہے کہ کافر بھی میری امت ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ایک امت دعوت ہوتی ہے اور ایک امت اجابت ہوتی ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کا اعلان

امت اجابت وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپؐ کی بات کو مان لیا اور ایک وہ لوگ ہیں جو ہیں تو امت لیکن بات نہیں مانی۔ ان کے لئے کوئی اور نبی آئے گا نہیں کہ اس کی امت کہلائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آئیں گے تو وہ بھی محمد رسول اللہ کے امتی کہلائیں گے۔ وہ بحیثیت پیغمبر کے نہیں آئیں گے کوئی نئی

شریعت یا نیا قانون نہیں لائیں گے۔ اسی لئے جب وہ پہلی نماز پڑھیں گے تو امام مہدی کے پیچھے کھڑے ہوں گے اور امام مہدی کوشش کریں گے کہ وہ آگے آئیں اور نماز پڑھائیں لیکن وہ فرمائیں گے نہیں تم نماز پڑھاؤ تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ میں مقتدی بن کر آیا ہوں میں نبی بن کر نہیں آیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک آدمی کے پیچھے نماز ادا کر کے یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ میری تو کوئی شریعت نہیں ہے میں تو اسی دین اسلام کی حفاظت کے لئے آیا ہوں اور دین اسلام کے احکام نافذ کرنے کے لئے آیا ہوں جن احکامات کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔

جب اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی بڑی شان بخشی کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صحابہؓ کو چنا ہے جیسے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **اختارنی اللہ ثم اختار لی اصحابی** اللہ نے مجھے چن لیا اس کے بعد میرے لئے میرے صحابہؓ کو چن لیا **فجعل منہ انصاری و أصھا** ان میں سے بعض کو میرا مددگار بنا دیا اور بعض کو میرا رشتہ دار بنا دیا۔

اسی طرح ازواج رسول کو اللہ نے پاک پیغمبر کے لئے خود چن لیا امہات المؤمنین کا مقام ایسے نہیں ہے جیسے عام عورت کا ہوتا ہے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سارے عالم میں ہوتا ہے تو اس میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خارجی زندگی ہے اور ایک داخلی زندگی ہے۔

حضورؐ کی بیویوں کیلئے ازواج کا اطلاق

خارجی زندگی وہ زندگی جو صحابہؓ کے ساتھ اور داخلی زندگی جو گھر میں ہوتی ہے

اب گھر کی زندگی کے احوال تو صرف ازواج مطہرات کو معلوم ہو سکتے ہیں اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتے تو اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم نے درس سابقہ میں اس لئے عرض کیا تھا کہ سارے قرآن میں نظر ڈالیں تو لفظ ازواج پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے آیا ہے جو شان ازواج مصطفیٰ پر دلالت کرتا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ. زوج کا معنی ہوتا ہے متساوی، متشاکل، متشابہ اور یہ معنی لفظ امرأۃ میں نہیں پایا جاتا حالانکہ اس کا معنی بھی عورت ہے لیکن ضروری نہیں کہ اس کے اندر بھی تساوی ہو تشاکل ہو۔ لیکن زوج کا معنی جب ہوگا جب دونوں جوڑ برابر ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے لفظ زوج استعمال فرمایا۔ اسی لئے میں نے بطور مثال عرض کیا تھا کہ اللہ نے جہاں ذکر کیا ہے امرأۃ لوط، امرأۃ نوحؑ کہ لوط کی بیوی، نوح کی بیوی کیونکہ تساوی نہیں ہے ایک طرف نبی ہے اور دوسری طرف کافرہ ہے امرأۃ فرعون (فرعون کی بیوی) کیونکہ بیوی مسلمان ہے اور فرعون کافر ہے تساوی نہیں ہے برابری نہیں ہے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں بھی لفظ امرأۃ فرمایا کیونکہ مسئلہ حمل کا تھا اور حمل عورت کو ہوتا ہے مرد کو نہیں اس لئے وہاں لفظ امرأۃ فرمایا اسی طرح امرأۃ زکریا اور امرأۃ عمران کیونکہ بات حمل کی ہے۔

لیکن لفظ زوج یہ شان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی ہے کہ فرماتے ہیں: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا. (الاحزاب: ۲۸)

علمی نکتہ

اور کہیں اللہ فرماتے ہیں: اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ.

اب اس دوسری آیت کو سمجھیں کہ جب آپ کا کسی عورت سے نکاح ہو گیا تو وہ آپ کے لئے حلال ہے کیونکہ نکاح ہونے کے بعد آپ کی بیوی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے تیرے لئے حلال کیا تیری بیویوں کو۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ اشارہ ہے کہ یہ سارے نکاح جو ہیں ان میں منشأ الٰہی شامل ہے۔ اس لئے اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حلال کیا وگرنہ تو سب کے لئے بیوی حلال ہوتی ہے تو بطور خاص یہ کہنا کہ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ تو اس میں اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیویوں کا انتخاب فرمایا۔

حضرت عائشہؓ اور قصہ افک

یہی وہ وجہ تھی اگر اللہ نے زندگی رکھی اللہ کی توفیق سے ہم سیرت عائشہ صدیقہؓ میں بیان کریں گے کہ جب قصہ افک کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت پریشان ہو گئے کیونکہ عام بات تو تھی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے پر تہمت لگا دی گئی اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے گھرانے کو محفوظ رکھے تو یہ کوئی معمولی بات نہیں ہوتی ایک غیرت مند انسان کے لئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا غیرت مند کون ہے؟

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا تھا اے سعد میں تجھ سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہیں تو اتنے بڑے باغیرت، اتنے بڑے عظمتوں کے پہاڑ، مجسمہ عزت و عظمت اور ان کے گھر والوں پر اتنی بڑی تہمت لگ جائے تو یہ کوئی معمولی بات تو نہیں ہے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا امتحان تھا۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بات کی اور ان کی بیوی ام عائشہؓ سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری بیٹی ہے ہم اس پر نہیں بولیں گے کیونکہ اگر کہیں کہ کوئی بات نہیں تو کہیں گے کہ بیٹی تھی ہر آدمی اپنی بیٹی کے بارے یہی کہتا ہے ایک عائشہؓ کی کیا بات ہے ہمارا سارا خاندان حضور! آپ پر قربان کیونکہ ایک طرف آپ کی ذات ہے اور دوسری طرف ہماری بیٹی ہے تو ہم کیسے بات کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ دن کتنے شاق گزر رہے تھے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر شریف لاتے تھے لیکن میرا نام تک نہ لیتے کہ اس کا کیا حال ہے تو فرماتی ہیں کہ آپ خود اندازہ کریں کہ ایسا محبوب جس کے دیکھے بغیر زندگی کے لمحات نہ گزر سکیں گھر میں آکر اتنی بے اعتنائی برتے تو میرے دل پر آرے چلتے تھے لیکن میں کیا کر سکتی تھی۔ اس لئے میں بیمار ہو کر صاحب فراش ہوگئی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے اعتنائی اور پھر دشمنوں کی باتیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ماذا رأیک کہ تمہاری کیا رائے ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور کے محدّث جن کے دل میں اللہ الہام فرماتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کے گھر کا مسئلہ ہے، یہ آپ کی زوجہ کا مسئلہ ہے اس میں خطاب کے بیٹے کی کیا طاقت ہے کہ بات کرے حضور یہ آپ کا ذاتی مسئلہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو میرا حکم ہے کہ مشورہ دو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کا حکم ہے تو پھر مجھے اجازت ہے

بات کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھ سے مشورہ لیا ہے بات کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جو کچھ میں پوچھوں آپ ناراض تو نہیں ہوں گے فرمایا عمر میں کیوں ناراض ہوگا جب کہ میں نے خود تجھ سے مشورہ مانگا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آسان سی بات ہے ایک سوال کا جواب آپ دیں اگلی رائے میں خود دیتا ہوں کہ عائشہؓ سے نکاح آپ نے اپنے منشأ سے کیا ہے یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ آپ کا منشأ تھا آپ نے رشتہ ڈھونڈا تھا کہ انسان سے غلطی ہوگئی ہو انسان سے غلطیاں ہو جاتی ہیں بعض اوقات بڑے گھرانے کی لڑکیاں ہوتی ہیں بظاہر صحیح ہوتی ہیں لیکن اندر خطا کار ہوتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو اللہ کا حکم تھا۔ جبرائیل ریشم کے کپڑے میں عائشہؓ کی تصویر میرے سامنے لائے کہ یہ تمہاری بیوی ہے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ اللہ کا انتخاب ہے تو ہمیں اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے اچھے رشتے مل جاتے ہیں تو کیا اللہ کو اپنے نبی کے لئے پاک بیوی نہیں مل سکی۔ اللہ تو علام الغیوب ہیں وہ نہیں جانتے تھے کہ عائشہؓ سے ایسی غلطی ہو سکتی ہے تو وہ نبی کے گھر میں کیوں لائے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فسر عن رسول اللہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا کیونکہ خوش ہو گئے کہ میری بیوی پاک ہے۔ اللہ نے جب اس کو چنا ہے تو اللہ کی چنائی میں غلطی کیسے ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ایلاء

اس لئے میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جو آیت ہم نے تلاوت کی ہے اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ اس کا تعلق مسئلہ ایلاء سے ہے۔

ایلاء یہ ہوتا ہے کہ ایک آدمی قسم کھالیتا ہے کہ میں ایک مہینہ تک اپنی بیوی سے بات نہیں کروں گا یا اس سے ملوں گا نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسے قسم کھالی اور اپنی ازواج سے ناراض ہوکر اپنی ایک بیوی کے گھر کے اوپر چوبارہ بنا ہوا تھا اس میں تشریف لے گئے اور صحابہ کرامؓ میں یہ بات گردش کر گئی کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی ہے اب سچی بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ تکلیف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہونی تھی کیونکہ ان کی بیٹیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے غصہ اور جلال کے اندر آئے اور غصہ سے اپنی بیٹی سے کہا حفصہ! میں اس لئے تم کو کہا کرتا تھا کہ کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ نہ کیا کرو تم ہمیشہ تنگ کرتی ہو۔

وجہ ایلاء

اس ایلاء کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو سال یا چھ مہینہ کا خرچہ دیتے تھے یا دو مہینے کا یا ہفتہ کا یا دو دن کا جو چیز بھی آتی تھی جَو ہوگئی یا گندم یا کھجوریں وغیرہ دیتے تھے تو بیویاں ایسی سخی تھیں کہ جو آتا تھا سب اسی دن خیرات کر دیتی تھیں اور گھر میں کچھ نہیں۔

اب جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو عرض کرتیں حضور گھر میں تو کچھ نہیں کچھ ہے تو بھجوادیں۔

حضرت عائشہؓ کی سخاوت

بیویوں میں اتنی سخاوت تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس دور میں تیس ہزار درہم بھیجے اب آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ چودہ سو سال سے زیادہ گزر گئے ہیں تو اس وقت تیس ہزار کی قدر و قیمت کیا ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جب پیسے پہنچے تو اپنی خادمہ سے فرمایا کہ فلاں کو بلاؤ اور فلاں کو بلاؤ اور پیسے چلانے شروع کئے تو سارے کے سارے تیس ہزار درہم ختم ہو گئے اور خدا کی شان بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں اور شام کو کچھ بھی نہیں بچا تو شام کو جب افطار کے لئے سوکھی روٹی کے ٹکڑے سامنے آئے تو خادمہ نے کہا ام المؤمنین اگر پانچ چھ درہم ہمیں دے دیتیں تو آج تو اچھا کھانا بنا لیتے تو بی بی نے فرمایا یاد کرا دیتیں تو میں دے دیتی تم نے یاد نہیں کرایا اور مجھے تو خیال بھی نہیں رہا کہ گھر میں خرچہ نہیں سخاوت کا یہ عالم تھا۔

حضرت حسنؓ کی سخاوت

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس اس دور میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار درہم کا ہدیہ بھیجا اور جس آدمی کو دے کر بھیجا اسے فرمایا تم وہیں رہنا اور دیکھنا کہ اس کو کیسے خرچ کرتے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مسجد کے اندر بیٹھ کر لوگوں کو بلانا شروع کیا اور پیسے تقسیم کرنا شروع کئے تو مسجد سے اس وقت اٹھے جب بیس ہزار ختم ہو گئے اور گھر کے اندر کچھ نہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ سخاوت تو ٹھیک ہے لیکن شریعت میں ہے کہ ان لنفسک علیک حق ولا ھلک علیک حق. آپ کے نفس کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کے گھر والوں کا بھی آپ پر حق

ہے اور اسراف میں تو کوئی خیر نہیں۔

تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب لکھا کہ اسراف وہ ہوتا ہے کہ جو پیسے غلط کاموں میں خرچ کئے جائیں اور اللہ کے کاموں میں اگر چہ کروڑوں خرچ کرو وہ اسراف نہیں ہے اسراف تو وہ ہوتا ہے جو اللہ کی نافرمانی میں خرچ کیا جائے آپ نے سگریٹ پر خرچ کر دیا آپ نے ایک خوشبو جو پچاس روپے کی تھی اس کو بلاوجہ پانچ سو میں خریدا یہ اسراف ہے اگر آپ نے غریبوں، مسکینوں، محتاجوں اور بیواؤں کو دیا تو یہ اسراف نہیں لا اسراف فی خیر. خیر کے کاموں میں اسراف نہیں ہوتا۔

ایلاء کی وجہ

تو ایلاء کی اصل وجہ یہ تھی کہ بیویاں سخاوت کرتی تھیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بی بی حفصہ سے کہا کہ اگر تمہیں ضرورت ہو تو تم مجھ سے مانگ لیا کرو لیکن اللہ کے نبی کو کیوں تنگ کرتی ہو آگے بھی حفصہ تھی اس کے اندر بھی عمر بن خطاب کا خون تھا اس نے کہا اے ابا جان آپ میاں بیوی کے مسئلے میں کیوں دخل دیتے ہو ہم جانیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانیں۔ یہ میاں بیوی کا معاملہ ہے ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بات تو ٹھیک ہے لیکن تمہیں اس وقت پتہ چلے گا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کے اندر آ کر تمہیں طلاق دے دی پھر تم نہ دنیا کی رہو گی اور نہ آخرت کی رہو گی اس نے کہا ٹھیک ہے جو اللہ کی مرضی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خرچہ کی ناراضگی میں چلے گئے اور صحابہؓ میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضور پاک نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ احادیث میں

ہے کہ صحابہؓ کا یہ عالم تھا کہ وہ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے اور ہر آدمی گردن جھکا کر اللہ کے آگے رو رہا تھا کیونکہ ان کی ماؤں کو طلاق ہوگئی ہے اگر بیٹا باحیا ہو تو اس کو شرم آتی ہے لیکن یہ باتیں ان کو سمجھ آتی ہیں جن کو ماؤں کی فرمانبرداری کا پتہ ہو جن کو ماؤں کی عظمت کا پتہ ہو والدین کی عزت اور عظمت کا احساس ہو ان کو پتہ ہوتا ہے کہ یار میری ماں کو طلاق ہوگئی ہے اب میں مطلقہ کا بیٹا کہلاؤں گا اس پر کوئی گناہ بھی نہ ہو تب بھی لوگ کہیں گے آخر کوئی غلطی تو تھی بڑے بڑے جو سمجھدار ہیں وہ کہیں گے کہ تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے حالانکہ یہ بات ہی غلط ہے جو ابتداء کرے گا وہ ظالم ہے تالی چاہے دو ہاتھ سے بجے چاہے چار ہاتھ سے بجے لیکن دیکھنا یہ پڑے گا کہ اس بات کی ابتداء کس نے کی ہے اگر خاوند کی طرف سے ابتداء ہے تو خاوند ظالم ہے اور اگر بیوی کی طرف سے ابتداء ہے تو بیوی ظالم ہے۔

حضرت عمرؓ کا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونا

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آیا تو جیسے کسی کا کوئی فوت ہو گیا ہو ایسے بیٹھے تھے میں نے پوچھا این رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں) انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فلاں جگہ پر ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہاں آیا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوپر بالا خانہ پر تھے اور دروازے پر ایک صحابی بیٹھے ہیں۔ تو میں نے کہا استاذن رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگو کہ عمر آیا ہوا ہے۔ انہوں نے جا کر کہا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے اجازت نہ ملی تو میں پریشان ہوا کہ کوئی بات ہے پھر میں نے سوچا کہ بیٹھ جاؤں یا چلا جاؤں آخر مسئلے کا کوئی نہ

کوئی تو حل ہونا چاہئے کہ آخر بات کیا ہے میں نے دوبارہ اجازت مانگی تو دوبارہ بھی اجازت نہ ملی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ٹھہر گیا کہ کچھ دیر بیٹھ کے زور سے ایسی آواز نکالی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن لیں اور پھر میں دروازے پر کھڑا ہوکر درخواست کروں کہ مہربانی کریں کہتے ہیں میں نے ایسے کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا بلالو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اوپر گیا تو سب سے پہلے اس گھر کو دیکھا اور سوچا کہ یہ خاتم الانبیاء کا کمرہ ہے۔ جس کے اندر کوئی قالین بھی نہیں بچھی ہوئی سونے کے لئے بستر نہیں صرف ایک چٹائی پڑی ہوئی ہے جس کے نشانات آپ کے بدن پر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کرنے کے بعد پوچھا ھل طلقت نساءَ ک یا رسول اللہ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کہہ رہے ہو اے عمر میں نے تو کوئی طلاق نہیں دی۔ ما طلقتھنّ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے برداشت نہ ہوسکا اور میں اتنا خوش ہوا کہ میں نے زور سے کہا اللہ اکبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق نہیں دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیا جہیر الصوت تھے اللہ نے بہت بلند آواز عطا فرمائی تھی کہتے ہیں کہ میری آواز مسجد نبوی تک پہنچی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ پھر کیا بات ہے سارے صحابہؓ مسجد کے اندر بیٹھ کر رو رہے ہیں کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر اصل بات یہ ہے کہ میں نے بیویوں سے ناراض ہوکر قسم کھالی ہے کہ ایک مہینے تک بیویوں کے پاس نہ جاؤں گا۔

تو یہ ایلاء ہے طلاق نہیں یہ قسم اس لئے کھائی کیوں کہ وہ بار بار مجھ سے ایک چیز کا مطالبہ کرتی ہیں تو میری طبیعت پر ناگوار گزرا تو میں نے ایلاء کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین بیٹھے ہوئے دیکھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی تو اثر تھا کہ ساری بیویوں سے قسم اٹھا کر الگ بیٹھے ہیں۔ صحابہؓ بھی رو رہے ہیں صحابہ کا غم ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ ایسی بات کروں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں اور آپ کی طبیعت سے کچھ تو بوجھ اترے یہ ہے مزاح اور ایک ہوتا ہے مذاق۔

مزاح اور مذاق میں فرق

مزاح اور مذاق میں زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ مذاق کے اندر ایسی باتیں کی جاتیں ہیں جو اگلے آدمی کی شان کے بھی خلاف ہوں کہ کوئی برا لفظ یا گھٹیا لفظ زبان سے نکال دیا یہ مذاق ہے یہ شریعت میں منع ہے۔ جیسے کوئی آدمی لنگڑا ہو تو اس کی نقل کر کے لنگڑا کر چلنا اس کا مذاق اڑانا ہے یہ تو ایذاء دینے والی بات ہے ایک آدمی اندھا ہے تو کوئی اندھا بن کر اس کی نقل اتارے تو یہ مذاق ہے اور منع ہے۔

ایک لطیفہ

تاریخ کے اندر ایک واقعہ آتا ہے کہ ابو الفضل اور فیضی دو بھائی تھے۔ ہندوستان میں اکبر بادشاہ کے دور میں اس کے خاص آدمی اور مشہور تھے معتمد لوگوں میں سے تھے۔ پڑھے لکھے لوگ تھے خدا کی شان دیکھو کہ ایک بھائی شیعہ تھا اور دوسرا سنی تھا اور دونوں پڑھے لکھے اور علم والے لوگ تھے اور یہ دونوں ملا مبارک کے بیٹے ان کا باپ بھی بہت بڑا مولوی تھا ایک دن عرفی (ایک شاعر گزرا ہے) ابو الفضل اور فیضی کو ملنے کے لئے آئے تو اتفاق کی بات ہے کہ ان

دونوں نے گھر کے اندر کتے پالے ہوئے تھے اور انہوں نے اس وقت بچے دیے ہوئے تھے جو گھر کے اندر ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

عرفی نے جب دیکھا تو اس کو کچھ سوجھ گئی آخر شاعر تھا جب وہ دونوں آئے تو فوراً کہا ذرا صاحبزادگان کے نام تو بتائیں تو یہ مذاق ہے کہ ان کتوں کو ان کے بیٹے بنا دیا تو انہوں نے کہا کہ اس عرفی اب اس کے دو مطلب ہو سکتے تھے کہ یا شاعر کا نام یا پھر اس کا مطلب یہ کہ جو عام طور پر رکھے جاتے ہیں تو انہوں نے بھی کہا کہ ہم نے ان کا نام بھی عرفی رکھا ہے کوئی خاص نہیں رکھا۔ تو شاعر کا نام بھی عرفی تھا تو جب انہوں نے چوٹ کی تو عرفی کب خاموش رہتا تو اس نے کہا مبارک شدان کے باپ کا نام بھی مبارک تھا کہ اچھا اچھا مبارک شد کہ پھر مبارک ہو اچھی بات ہے کہ مبارک نام رکھ لو تو کسی کے بارے میں طنزیہ مذاق ہوتا ہے۔

حضرت علیؓ کا لطیفہ

اور ایک ہوتا ہے مزاح کہ دوسرے کے دل کو سکون پہنچانا جیسے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ مبارک سرخ تھی تو آپ کھجور کھا رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تمہاری آنکھ سرخ ہے اور پھر بھی تم گرم چیز کھا رہے ہو تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں دوسری طرف سے کھا رہا ہوں آنکھ تو یہ سرخ ہے تو یہ مزاح تھا اس کے اندر کسی پر کوئی طنز نہ تھا۔

حضورؐ کا مزاح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تو دیکھا کہ وہاں ایک بڑھیا بھی بیٹھی ہوئی ہے اور کہہ رہی ہے کہ دعا کریں اللہ مجھے جنت نصیب فرمائیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان العجائز لا یدخل

الجنۃ. بوڑھیاں جنت میں نہیں جائیں گی اتفاق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی باہر بلا رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو بوڑھی عورت رونے بیٹھ گئی کہ جب اللہ کا نبی کہہ دے کہ بوڑھی جنت میں نہیں جائے گی تو میں بھی تو بوڑھی ہوں میں تو ماری گئی۔ میں جنت میں نہیں جاؤں گی تو پھر کہاں جاؤں گی جنت کے بعد تو کوئی دوسرا راستہ تو ہے ہی نہیں وہاں تو ہیں ہی دو دروازے جنت یا جہنم اگر جنت میں جگہ نہ ملے تو نعوذ باللہ جہنم ہے تو پھر میں کہاں جاؤں گی تو بوڑھی نے رونا شروع کر دیا۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اس کو تسلیاں دے رہی ہیں لیکن بوڑھی چپ نہ کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کے بعد آئے اور فرمایا یہ بوڑھی کیوں رو رہی ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آپ نے جو کہہ دیا کہ بوڑھیاں جنت میں نہیں جائیں گی۔

آپ نے فرمایا اللہ کی بندی اللہ تجھے جنت میں جوان کر کے بھیجے گا جنت میں جب جائیں گے تو کوئی بوڑھا نہیں ہوگا سب کی ایک عمر ہوگی سب کا عین شباب ہوگا۔

حضورؐ کا ایک صحابیؓ سے مزاح

تو اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ میں کوئی ایسی بات کروں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسا دے۔ کیونکہ انسان کے لئے ہنسنا بھی ضروری ہوتا ہے ایک صحابی دیہات کے رہنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتے تھے خدا کی قدرت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ دیہات کی چیزیں تم ہمارے لئے خرید کر لایا کرو اور شہر میں جو سودا بکے گا وہ ہم تیرے لئے خرید کر رکھیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابیؓ سے بہت محبت کرتے تھے۔

ایک دن وہ صحابی بازار کے اندر کوئی چیز بیچ رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے جا کر ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا اور فرمایا من انا کہ میں کون ہوں آواز بدل کر فرمایا۔ اب وہ فرماتے ہیں پتہ نہیں آپ کون ہیں یہ کہتے جا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ کہ ہم کون ہیں؟ اس نے کہا کہ سمجھ ہی نہیں آ رہی آنکھوں پر ہاتھ جو رکھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میری آواز بھی نہیں پہچان سکتے اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے پتہ تھا اور آپ کی آواز کون نہیں پہچان سکتا۔ لیکن جب آپ نے مجھے اتنا اچھا موقع دے دیا اور میں آپ کے سینے سے لگ سکتا ہوں تو میں اس موقع کو کیسے ضائع کرتا یا رسول اللہ یہ میری خوش نصیبی تھی کہ میرا جسم آپ سے ٹکرا گیا اور جس کو اللہ کے نبی کا بدن مَس کر لے اس کی شان ہی کیا ہوگی۔

حضرت عمرؓ کا حضورؐ کو خوش کرنا

اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ میں بھی ایسی بات کروں جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر جو بوجھ ہے وہ اتر جائے تو میں نے کہا یا رسول اللہ! دیکھیں آپ ایک مہینہ کی قسم کھا کر بیٹھے ہیں تو عورتوں کو بھی تو آپ نے سر پر چڑھایا ہے ہم قریشی لوگ تھے ان کو ٹھیک کر کے رکھتے تھے صبح سے ڈنڈا لیتے تھے شام ہو جاتی تھی مجال ہے جو آگے بات کر سکیں آپ نے ہی سر پر چڑھا دیا ہے کہ ان کے یہ یہ حقوق ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا بہر حال وہ تنگ کریں لیکن اللہ نے جو حقوق ان کو دیئے ہیں ہم ان کا انکار تو نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ نے بھی تو عورت کو حق دیا ہے اور اس کو گھر کی ملکہ بنایا ہے اللہ نے کہہ دیا ہے۔

وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ.

ان کے بھی ویسے حقوق ہیں جس طرح مردوں کے حقوق ہیں اللہ تعالیٰ نے اگر مردوں میں نبوت رکھی ہے تو عورتوں کو نبی کی ماں بھی تو بنایا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے مردوں میں سے رسول بنائے ہیں تو ان کو رسول کی بہن بھی تو بنایا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسل کو چن لیا ہے تو عورتوں کو بھی ان کے بستر کے لئے راحت بنایا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے اور جو بوجھ تھا وہ اتر گیا اب آپ اللہ کی شان دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ایک مہینے کی قسم تھی اس کے دن بھی پورے ہو گئے تو اللہ نے قرآن میں فرما دیا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا. وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا. (الاحزاب:۲۸-۲۹)

اللہ نے فرمایا اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیں اگر آپ لوگوں کو دنیا کی زیب وزینت اور اس کے آسائش وآرام کی ضرورت ہے۔

اس لئے مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت سے دلالت ہوتی ہے کہ بیویوں نے کچھ دنیاوی چیزوں کا مطالبہ کیا تھا جس کی وجہ سے اللہ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا۔

اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا.

اگر صرف دنیا کی زندگی مقصود ہے، صرف دنیا کی زینت مقصود ہے فتعالین تو آؤ میرے پاس اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا. میں

تمہاری کچھ مدد بھی کروں، تمہیں کچھ دوں بھی سہی اور بڑی آسانی کے ساتھ بڑے آرام اور عزت کے ساتھ تمہارے راستے کو چھوڑ دیتا ہوں۔

اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ یہ بھی شریعت کا حکم ہے کہ اللہ نہ کرے اللہ نہ کرے اگر بندہ کبھی حالات سے مجبور ہو کر طلاق دینا چاہتا ہے تو عزت کے ساتھ روانہ کرے، کچھ دے کر بھیجے خالی ہاتھ نہ بھیجے آخر وہ تیری بیوی ہے اس لئے آپ کھل کر کہہ دیں کہ اگر دنیا لینی ہے تو آؤ لے لو۔

وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا . (الاحزاب:۲۹)

اے رسول کی بیویو! اگر تمہیں اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کی زندگی چاہئے تو پھر ہم نے تمہارے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے یہ دو چیزیں ہیں ایک چیز چن لو یا دنیا کی زندگی یا آخرت کی زندگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہؓ کے ساتھ قربت بھی زیادہ تھی اور محبت بھی زیادہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا۔

اپنے گھر میں جا کر بھی سلام کریں

یاد رکھیں انسان جب بھی گھر میں جائے تو گھر میں بیوی، بچے ہوں یا والدین ان کو سلام کرنا چاہئے شریعت کا حکم ہے کہ بغیر سلام گھر میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔ ہمارے یہاں بہت بڑی کوتاہی ہے کہ آدمی اپنے گھر والوں کو سلام نہیں

کرتا ساری دنیا کو سلام کریں گے لیکن اپنے بیوی بچوں کو سلام نہیں کریں گے۔

عجیب بات یہ بھی ہے کہ السلام علیکم کا معنی دیکھیں کہ تم پر سلامتی ہو۔ دوسرا جواب دے گا وعلیکم السلام کہ تمہارے اوپر بھی سلامتی ہو۔ اتنی بڑی چیز کو آدمی چھوڑ دیتا ہے اس کا خیال نہیں رکھتا اور نعوذ باللہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ میری توہین ہے کہ میں جا کر بیوی کو سلام کروں۔ اگر غیر عورت کو سلام کرنا ہو تو بڑھ چڑھ کر کرتے ہیں موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں کہ کب موقع ملے لیکن اپنی بیوی کو سلام نہیں کریں گے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت عائشہؓ کا سوال

بہر حال کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً کہا یا رسول اللہ! آپ نے تو قسم کھائی تھی ایک ماہ کی اور ابھی تو انتیس دن گزرے ہیں۔ اس لئے علماء لکھتے ہیں کہ اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اظہار محبت بھی ہے کہ یا رسول اللہ کہ میں تو ایک ایک دن گن رہی ہوں آج تو انتیس دن ہوئے ہیں فراق رسول ہے گن رہی ہوں کہ کتنے دن ہوئے ہیں۔

دوسری بات عائشہ رضی اللہ عنہا عالمہ ہے ذکیہ ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے نبی کی قسم نہ ٹوٹ جائے ان کی قسم تھی کہ ایک ماہ نہیں آؤں گا اور ابھی ایک مہینہ تو پورا نہیں ہوا شریعت کا معاملہ ہے، اللہ کے نبی کا معاملہ ہے۔ اس لئے یاد دلایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! بات سنو کہ اللہ کی شان ہے کہ مہینہ کبھی انتیس کا ہوتا ہے اور کبھی تیس کا ہوتا ہے۔

قرآن کا ایک عجیب نکتہ

نئی تحقیق آئی ہے کیونکہ کمپیوٹر کا زمانہ ہے کیونکہ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں قرآن میں بھی اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا. (التوبۃ:۳۶)

تو اللہ کی شان کہ قرآن کے اندر لفظ شھر (مہینہ) بھی بارہ دفعہ آیا ہے یہ قرآن کا اعجاز ہے۔

دوسرا نکتہ

اور سال کے 365 دن ہیں تو لفظ یوم کو بھی پورے قرآن کے اندر گنیں تو وہ ۳۶۵ دفعہ ہے۔ تئیس سال کے عرصہ میں قرآن پاک اترا اور اس کے اندر اب تک ایک ہندسے کا بھی فرق نہ آئے اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور یہ اسی کی شان ہے۔

حضورؐ کا جواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا یہ مہینہ انتیس کا ہے میں نے اپنی قسم کو پورا کیا ہے اللہ کا نبی قسم کیخلاف کیسے کر سکتا ہے۔

کیا جمعہ کے دن کا حج ''حج اکبر'' ہوتا ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان دیکھیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لائے تو جمعہ کا دن تھا اس کی فضیلت میں تو کوئی کلام نہیں ہے لیکن اس کو حج اکبر کہنا لغو ہے۔

حضورؐ کا حضرت عائشہؓ سے جواب طلب کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا بات سن لو اللہ کا قرآن سن لو لیکن فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرنا۔ اس لئے محدثین نے لکھا ہے کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی دلیل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ عائشہ نو جوان ہے اور نو جوان جذبات کے اندر بھی تو آسکتی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی میں جواب نہ دینا پہلے اپنے ماں باپ سے مشورہ کرنا اور یہ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ ابوبکر اور ان کی بیوی میرے خلاف مشورہ نہیں دے سکتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی ایک محبت کی دلیل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمائیں تو سہی کیا بات آپ نے پوچھنی ہے کہ اس میں اپنے والدین کی رائے لوں۔ تو اللہ کے نبی نے یہ آیات تلاوت کیں کہ اگر تم لوگوں کو دنیا کی زیب وزینت چاہئے تو میں تم کو طلاق دیتا ہوں اور اگر تم لوگوں کو آخرت چاہئے تو پھر آخرت کا انتظار کرو۔ اور دنیا میں روکھی سوکھی کھا کر صبر کرنا اور دکھ سکھ برداشت کرنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا اس مسئلے میں میں اپنے ماں باپ سے پوچھوں؟ (یعنی میں نے اللہ اور اللہ کے رسول کو چن لیا مجھے دنیا اور اس کی زیب وزینت نہیں چاہئے) اس جواب کے فوراً بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ دوسری بیویوں کو میرا جواب نہ بتانا میرا جواب سن کر وہ کہیں گی کہ ہمارا بھی وہی جواب ہے جو عائشہؓ کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہؓ دیکھو بات سنو اگر انہوں نے پوچھا کہ عائشہ نے کیا جواب دیا تو میں نہیں

چھپاؤں گا میں اللہ کا نبی ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرداً فرداً تمام ازواج کے پاس تشریف لائے تو سب نے کہا اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے ہم نے اللہ اور اللہ کے رسول کو چن لیا ہے ہم ہر دکھ سکھ، ہر حال میں اپنی جان محمد عربی پر قربان کرنے کے لئے تیار ہیں یہ مقام ازواج رسول کو ملا ہے اللہ نے ازواج رسول کو کتنی بڑی شان دی۔

اس لئے ایک مقام پر اللہ نے فرمایا کہ تم خیال رکھو تم حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویاں ہو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ اپنے نبی کو حکم دیں اور تمہیں طلاق دلوا دیں اور تم سے بہتر بیویاں اپنے نبی کو دے دیں، اللہ تو اس بات پر قادر ہے لہٰذا تم خیال رکھنا تمہارے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلنی چاہئے وگرنہ اللہ نے چاہا تو اپنے نبی کو حکم دیں گے اور وہ تمہیں طلاق دے دیں گے تو پھر کیا کروگی۔

اب سمجھو کہ اللہ نے فرمایا اگر ہم چاہیں تو نبی پاک اپنی بیویوں کو طلاق دیں تو ہم ان کے بدلے میں ایسی بیویاں لائیں گے جو مسلمات، قانتات، تائبات، عابدات، سائحات اور ثیبات وابکارً ہوں گی ایسی عورتیں جو شادی شدہ یا کنواری ہوں گی اللہ نے شادی شدہ کو مقدم کیا اور کنواریاں بعد میں اس سے اشارہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ثیبہ ہیں کیونکہ ابکارًا (کنواری) تو بعد میں آئی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔

حضورؐ کو ان ازواج کو چھوڑنے کا اختیار نہیں تھا

تو یہ ترتیب بتا رہی ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کے لئے انہی کو چن لیا تھا ان کے علاوہ کائنات کے اندر کوئی عورت بہتر نہیں تھی۔ اگر کوئی عورت بہتر ہوتی تو اللہ اپنے نبی کو عطا فرماتے اس لئے قرآن کہتا ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ.

اے میرے محمد پاک کی بیویو تمہارے برابر کوئی عورت نہیں ہوسکتی تمام جنس کی نفی ہے اور جب جنس کی نفی احدٌ کے ساتھ ہو تو نفی تام ہوتی ہے۔ دنیا کی کوئی عورت بھی تمہارے برابر نہیں ہوسکتی تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہو۔ اللہ نے تمہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چن لیا ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین



فصل سوم

برادران اسلام، واجب الاحترام، دوستو، بھائیو، عزیز نوجوانو!

الحمد للہ، اللہ کی رحمت سے یہ سلسلہ دروس دربارۂ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، امہات المؤمنین رضوان اللہ علیہن اجمعین جاری ہے سب سے پہلے ہم اپنے معروضات کا آغاز کررہے ہیں وہ ہے شان ازواج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

قاعدہ ہے کہ اللہ نے جتنے بھی انسان بنائے ہیں ان میں مسلمان بھی ہیں، کافر بھی ہیں، ماننے والے بھی ہیں، نہ ماننے والے بھی ہیں تو یہ مسلمہ بات ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ پھر مسلمانوں میں بھی اللہ نے مدارج رکھے ہیں لیکن سب سے بڑی شان، عظمت اور درجہ انبیاءؑ کا ہے قرآن کی ایک آیت کی ترتیب سے بھی ہمیں یہ بات سمجھ آتی ہے اللہ نے ارشاد فرمایا:

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ. (النساء:٦٩)

پہلا درجہ انبیاء کا ہے اس کے بعد صدیقین کا ہے اس کے بعد شہداء کا ہے اس کے بعد صالحین کا ہے اور انبیاء علیہم السلام میں سب سے زیادہ شان رسولوں کی ہے جیسا کہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اللہ نے تین سو تیرہ ۳۱۳ رسول بھیجے پھر ان میں پانچ اولوالعزم پیغمبر اور رسول ہیں ان کی شان تین سو تیرہ میں زیادہ ہے پھر ان پانچ میں اللہ نے جو شان دی ہے وہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اللہ نے آپ کو امام الانبیاء والمرسلین، سید الاولین والآخرین، خاتم الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین بنایا اور آپ کی نبوت تمام عالم کے لئے ہے۔

تو اس لئے یہ بات ہمیں واضح طور پر سمجھ آتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تمام رسولوں سے بڑھ کر ہے تو جب اللہ کے نبی کی شان سب سے زیادہ ہے تو پھر لازمی بات ہے کہ اللہ نے آپ کی بیویاں چنی ہیں اللہ نے ان کو بھی بڑا عظیم الشان بنایا ہے۔ کیونکہ اللہ نے قرآن میں فیصلہ کیا ہے کہ پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہوتی ہیں ادھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو ان کی بیویوں کا کیا مقام ہوگا۔

ازواج کو اللہ نے خود منتخب کیا

جبکہ میرے آقا رحمت دو عالم نے خود ارشاد فرمایا: ان اللہ اختارنی واختار لی أصحابا فجعل لی منهم وزراء و اصهارا و انصارا فمن سبهم فعليه لعنة الله و الملائكة والناس اجمعين، لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا. (طبرانی کبیر، حاکم)

کہ اللہ نے مجھے چن لیا پھر اللہ نے میرے صحابہؓ کو بھی چن لیا پھر ان میں سے بعض کو میرا وزیر بنایا بعض کو میرا دوست بنایا اور بعض کو میرا رشتہ دار بنایا۔ بعض لوگوں کو اللہ کے رسول نے بیٹیاں دیں اس لئے اندازہ لگائیں کہ جب اللہ نے نبی کو چن لیا آپؐ کے صحابہ کو بھی چن لیا، آپؐ کے قرابت داروں کو بھی چن لیا تو لازمی بات ہے کہ ازواج مطہرات کو بھی اللہ نے ضرور آپ کے لئے چن لیا ہے۔

حضورؐ کی بیویاں جنت میں بھی حضورؐ کے ساتھ ہوں گی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ یا اللہ مجھے وہ بیوی عطا فرما جو دنیا میں بھی میری بیوی ہو اور جنت میں بھی میری بیوی ہو۔ بات سمجھیں کہ ایک آدمی ہے اس نے بیوی کو طلاق دی تو اس عورت نے

دوسرے خاوند سے شادی کرلی تو صاف بات ہے وہ اس خاوند کے ساتھ جنت میں جائے گی جس کے نکاح میں فوت ہوگی پہلے خاوند کے پاس نہیں آئے گی کیونکہ اس کے نکاح میں نہیں ہے اسی طرح کوئی عورت ہے اور اس کا خاوند مر گیا وہ بیوہ ہوگئی اس نے دوسری شادی کرلی تو صاف ظاہر ہے جس کے نکاح میں ہوگی اس کے ساتھ جنت میں جائے گی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دعا کی کہ یا اللہ مجھے ایسی بیوی دے جو صرف دنیا تک محدود نہ ہو بلکہ وہ جنت میں بھی میرے ساتھ جائے۔ اسی طرح اللہ کے رسول نے یہ دعا فرمائی یا اللہ میں جن کو بیٹیاں دوں وہ بھی جنت میں جائیں پہلے دور کے اندر کافر کو بیٹی دینے پر بھی کوئی پابندی نہیں تھی کہ یہ تو بعد میں پابندی آگئی کہ آپ کافروں اور مشرکوں سے رشتہ نہیں کر سکتے۔

مسلمان عورت کی شادی یہودی، عیسائی سے کیوں جائز نہیں

البتہ اہل کتاب سے کر سکتے ہیں ان کی لڑکیاں لے سکتے ہیں ان کو لڑکیاں دے نہیں سکتے لیکن لینے کے اندر یہ نہیں ہے کہ ان پر کوئی جبر ہوتا ہے یہ تو بد دماغ لوگوں کی بات ہوتی ہے کہ وہ ہر بات میں کیڑے نکالتے ہیں وہ ہر بات کے اندر ایک بات سے دوسری بات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ دیکھو مذہب اسلام کیا ہے کہ ہماری لڑکیاں تو لے سکتا ہے لیکن ہمیں دے نہیں سکتا۔

اس کا مطلب ہے کہ اس مذہب کے اندر (نعوذ باللہ) ذاتی خواہش کی پیروی ہو رہی ہے حالانکہ یہ بات نہیں، اسلام نے تو اہل کتاب کو دعوت دی ہے تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا آؤ کلمہ توحید کے ساتھ رہیں۔

کیونکہ وہ بھی اللہ کا نام لیتے ہیں ان کا ذبیحہ بھی حلال اور اللہ نے ان کی بیٹیوں کو حلال اس لئے کیا کیونکہ عورت خاوند کے تسلط میں ہوتی ہے اگر ہم اپنی لڑکی کسی یہودی، نصرانی کو دے دیں تو وہ اس کے تسلط میں ہوگی وہاں دین بدل جانے کا خوف ہے۔

آپ حالات حاضرہ اور اخبارات بھی پڑھتے ہیں کہ کتنی مسلمان لڑکیاں ہیں (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) انہوں نے ہندوؤں سے عشق کر کے شادی کر لی تو ان کا مذہب ختم ہو گیا پھر وہ عائشہؓ نہیں رہی۔ عاشا اور عوشہ بن گئی اتنی مسلمان لڑکیاں جو نامور شعبہ کے اندر تھیں لیکن ان کی شادیاں ہندوؤں سے ہو گئیں اور بعض لڑکیاں جن کی مسلمانوں سے شادیاں ہو گئیں وہ اپنے مذہب پر رہیں کیونکہ دین اسلام میں عصبیت نہیں مقصد یہ تھا کہ دین اسلام دین حق ہے اور باقی ادیان باطلہ ہیں اگر ہم اپنی بیٹی ادیان باطلہ کے بیٹے کو دیں گے تو لازمی بات ہے اس کے تسلط میں آنے کے بعد اپنے دین کو چھوڑ بیٹھے گی کیونکہ اس کو وہاں معاشرہ نہیں ملے گا اس کو وہاں ماحول ہی نہیں ملے گا۔

حضورؐ کے داماد بھی جنتی ہیں

بہر حال کہنے کا مقصد یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ میں جہاں بھی شادی کروں وہ صرف دنیا کے اندر میری بیوی نہ ہو بلکہ جنت کے اندر بھی میری بیوی ہو اور جن کو اپنی بیٹیاں دوں تو وہ بھی ان لوگوں کے گھر میں جو جنتی ہوں۔

حضورؐ کے داماد حضرت عمرو بن عاصؓ

اللہ کی شان دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی عمرو بن عاص کے گھر میں تھیں اور وہ کافر تھے اللہ نے ان کو مسلمان کر دیا عتبہ اور عتیبہ کے گھر میں اللہ

کے رسول کی بیٹیاں تھیں لیکن انہوں نے طلاق دیدی۔ پھر اللہ کی شان ہے کہ وہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیویاں بنیں۔ اور حضرت فاطمہؓ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے اندر تھیں لہٰذا اب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں وہ حضرت علی وہ جنتی اور حضرت عثمان وہ بھی جنتی اور اسی طرح حضرت عمرو بن عاص وہ بھی جنتی کیونکہ وہ بھی اسلام لے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی کہ میرے داماد نے جو مجھ سے وعدہ کیا اس کو پورا کیا۔

واقعہ یوں ہے کہ جب عمرو بن عاص جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تھا کہ تم میری بیٹی کو مدینہ بھیج دینا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں بھیج دوں گا۔ مکہ کے تمام کافروں کے زور لگانے کے باوجود کہ تم مت بھیجو لیکن انہوں نے وعدہ پورا کیا۔

اسی طرح عمرو بن عاص سے جب آپ کی بیٹی کا رشتہ ہوا تو تمام کافروں نے زور لگایا کہ رسول اللہ کی بیٹی کو طلاق دو اور کسی سردار کی بیٹی کی طرف اشارہ کرو ہم اس سے تمہاری شادی کرائیں گے اس نے کہا یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ کبھی خود دار آدمی ایسا نہیں کرسکتا کہ نکاح کرنے کے بعد چھوڑ دے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کیا۔

ازواجؓ کو حضورؐ سب سے زیادہ پیارے تھے

اب اسی طرح دیکھیں کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو کتنا بڑا مقام دیا سب سے پہلے بات تو یہ ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ. اللہ کے نبی کا مقام ان سب کو اپنی جان سے پیارا ہو اس لئے میرے آقا فرماتے ہیں تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا

جب تک کہ تم سب کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پیارے نہ ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ آج آپ دیکھ لیں کہ ہم کتنے گئے گزرے مسلمان ہیں اللہ ہم سب کو ہدایت دے ہم صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ جب کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو بچہ ہے، بوڑھا ہے، جوان ہے، عورت ہے کسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں سب سراپا احتجاج بن کر کھڑے ہیں۔

آپ دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا آدمی ہے اللہ اس کو بڑھاپے میں اولاد عطا فرماتے ہیں اگر وہ بچہ حدیث کی کتاب کو پھینکے تو باپ فوراً تھپڑ مارتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جو ہے وہ غالب آجاتی ہے کہ تو نے حدیث رسول کو پھینکا ہے باپ کو محبت بھول جاتی ہے کہ میرا ایک ہی بیٹا ہے مجھے بوڑھاپے میں ملا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات آگئی تو بیٹا بھی قربان ہے۔

کیا ازواج رضؓ مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں

آگے آیت کے اندر اللہ پاک نے بیان کر دیا کہ ان کی بیویاں تم مؤمنین کی مائیں ہیں کافروں کی نہیں۔

یہاں علماء کے دو قول ہیں بعض علماء فرماتے ہیں جس طرح حضور کی بیویاں مردوں کی مائیں ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی بھی ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ نہیں اس لئے کہ ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئی اور کہا السلام علیک یا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں تمہاری ماں تو نہیں ہوں تمہارے مردوں کی ماں ہو۔

اس لئے بعض علماء فرماتے ہیں اس آیت میں ہے کہ مردوں کی مائیں ہیں وہ مرد جو مؤمن ہیں اس لئے امت کی مائیں نہیں فرمایا کیونکہ امت کے اندر تو

کافر بھی آجاتے ہیں کیونکہ ایک امت دعوت ہے اور ایک امت اجابت ہے اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ وہ مائیں ہیں باعتبار عزت وتکریم وتعظیم کے۔ ایک ماں وہ ہے جس نے جنم دیا اور ایک ماں وہ ہے جس کو اللہ نے بنایا جس کو اللہ نے ماں کہا خود بتائیں کس کی عزت زیادہ ہے۔

حضرت زینبؓ کی شان

اللہ کا فرمان کروڑوں درجہ بلند ہے یہی وجہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت زینبؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرا دادا اور آپ کا دادا آگے جا کر مل جاتے ہیں یعنی میں آپ کے خاندان سے ہوں اور کسی بیوی کی آپ کے دادے سے رشتہ داری نہیں ملتی لیکن صرف میری شان ہے اور دوسری شان یہ ہے کہ آپ کی دوسری جتنی بیویاں ہیں ان کا نکاح ان کے بھائیوں والدین یا ان کے اولیاء نے کرایا ہے اور میرا نکاح اللہ نے کرایا ہے تو یہ بھی میری شان ہے۔

حضورؐ کی نبوت کی گواہی تورات میں

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اب تم ہمارے مسلمان بھائی ہو لیکن تم یہ بتاؤ کہ بحیثیت تورات کے تم ایک عالم تھے تم یہ جانتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اللہ کے نبی ہیں اور خاتم الانبیاءؐ ہیں کیا تم یہ بات جانتے تھے؟ انہوں نے کہا اے عمر آپ کیا پوچھتے ہیں ہمیں اپنی اولاد میں تو شک ہو سکتا ہے محمد مصطفیٰ میں تو کوئی شک نہیں تھا یعنی ایک عورت کہتی ہے کہ میں تمہاری خیانت نہیں کی یہ صرف آپ کی اولاد ہے کسی اور نے پانی نہیں لگایا تو عورت کی گواہی جھوٹی بھی ہو سکتی ہے۔ دھوکا بھی دے سکتی

ہے، دشمنی بھی کرسکتی ہے، غلطی بھی کرسکتی ہے، اپنی غلطی پر پردہ بھی ڈال سکتی ہے۔
حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا اے عمر اولاد کے بارے میں تو بیوی کی گواہی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو اللہ نے گواہی دی ہے کہ یہ محمد مصطفیٰ ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں کیسے شک ہوسکتا ہے۔ اس لئے قرآن کہتا ہے:

یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ. کہ یہ آپ کو پہچانتے تھے کہ آپ سچے رسول ہیں لیکن ان کے دل کے اندر حسد آ گیا، بغض آ گیا جس سے یہ انکار کر بیٹھے۔

امہات المؤمنین کے بعض احکام

اب آپ سمجھیں کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں امہات المؤمنین ہیں'' کا کیا مطلب ہے؟ مطلب یہ ہے کہ باقی احکامات مرتب نہیں ہوں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ماں ہیں تو پردہ نہیں ہوتا یا حضور کی بیویاں ماں ہیں تو وہ ہمارے ساتھ سفر میں بھی جاسکتی ہیں یا ان کی جائیداد کے وارث ہوں گے یہ سارے باقی احکامات جاری نہیں ہوں گے اگر ایسی بات ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو منع نہ کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ کو منع نہ کرتے کہ اب آیت حجاب آ گئی ہے اب کوئی چیز مانگنی ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو۔

صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے کوئی مسئلہ پوچھتے تو درمیان میں پردہ ہوتا تھا یہ حکمت تھی ان کو مردوں کی مائیں کہنے کی اگر وہ مردوں کی بھی مائیں ہوتی اور عورتوں کی بھی مائیں ہوتیں تو پھر وہی حکم ہوتا جو نسبی ماں کا ہوتا ہے۔ لیکن اللہ نے فرمایا یہ عزت اور تکریم کیلئے ہے کہ میرے نبی تمہارے روحانی باپ ہیں اور ان کی بیویاں تمہاری روحانی مائیں ہیں یہ شان جو اللہ نے دی ہے

یہ بھی ازواج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے۔

اور یہ معمولی بات نہیں کیونکہ اللہ کے نبی پر ایمان لانے والے قیامت تک کروڑوں ہوں گے ان سب کی مائیں ان سب کے لئے واجب الاحترام ہیں واجب التکریم، واجب التعظیم ہیں۔

حضورؐ کی اطاعت

دوسری بات اللہ نے فرمایا خبردار میرے نبی کو تکلیف نہ دینا ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ.

جولوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء پہنچاتے ہیں ایذاء یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی یہ ایذاء ہے کہ حضورؐ کا امتی ہو کر پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا نہ مانے یہ ایذاء ہے آپ کا کوئی بیٹا ہو آپ اس کو کوئی کام کہیں اور وہ آپ کا کہنا نہ مانے تو کتنی تکلیف ہوگی کہ میری اولاد ہے حالانکہ میں بھی اس کی بھلائی کی بات کر رہا ہوں پھر بھی یہ میری بات نہیں مان رہا اللہ تبارک وتعالیٰ رحمت فرمائے کئی لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ کتنے بڑے بڑے کڑیل نوجوان دیکھے اولاد کی نافرمانی کی وجہ سے ان کی کمر ٹوٹ گئی، گردنیں جھک گئیں، شرمسار ہو کر گھر کے اندر بیٹھ گئے کہ اولاد نے گھر سے باہر نکلنے کے قابل نہیں چھوڑا رسوا کر دیا ہے۔ اولاد اگر نافرمان ہو تو عذاب ہے اور اگر اولاد فرماں بردار ہو تو اپنے والدین کے نام کو بڑھانے والی ہے کہ فلاں کا بیٹا ہے اور والدین بھی فخر سے کہتے ہیں کہ میرا بیٹا ہے ماشاء اللہ اس نے تو پی ایچ ڈی کیا ہے، میرا بیٹا ماشاء اللہ پروفیسر ہے، میرا بیٹا ڈاکٹر ہے، میرا بیٹا فلاں افسر ہے۔

اور اگر خدانخواستہ اولاد نالائق ہو تو والدین بتاتے ہوئے شرمائے ہیں کہ

میں کیا کہوں کہ وہ کیا کرتا ہے اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ ایذاء والے معاملات ہیں۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، توہین آمیز خاکے شائع کئے، اللہ کے نبی کو ایذاء پہنچائی اللہ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ.

(الاحزاب: ۵۷)

ان پر دنیا میں بھی لعنت ہے اور آخرت میں بھی لعنت ہے ان کے لئے ہم نے بڑا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے وہ جب قیامت کے دن آئیں گے تو ہم ان سے بدلہ لیں گے کہ تم نے دنیا میں میرے نبی کو کیوں ایذاء پہنچائی تھی۔

حضورؐ کے صحابہؓ کو برا نہ کہو

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ کو برا نہ کہو میرے صحابہ کو ایذاء نہ پہنچاؤ۔ جس نے ان کو ایذاء پہنچائی اس نے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذاء پہنچائی۔ اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی اس نے اللہ کو ایذائی پہنچائی اور اللہ ایسے شخص کو عنقریب پکڑیں گے۔

اگر آپ کے دوست کو کوئی گالی دیتا ہے تو آپ کو غصہ آئے گا آپ کہیں گے کہ میں کوئی بے غیرت ہوں کہ میرے دوست کو گالی دی جائے اور میں خاموش رہوں تو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہیں تو حضورؐ کو کتنی تکلیف ہوگی جس نے ان کو برا بھلا کہا تو فرمایا جس نے مجھے ایذاء پہنچائی اس نے اللہ کو ایذاء پہنچائی اس لئے اس آیت میں اللہ نے یہاں اپنا ذکر مقدم فرمادیا: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ. یہ رسول کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ میرے رسول کو جو تم تکلیف پہنچاؤ گے وہ دراصل اللہ کو تکلیف پہنچانا ہے

کیونکہ وہ میرا رسول ہے۔

اسی طرح ایذاء کا معنی ہے حضور کے اقوال اور اعمال کو چھوڑ دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صورت سے نفرت کرنا یہ سب ایذاء کے اندر آتا ہے اس کے بعد اللہ کے نبی نے فرمایا کہ میری بیویوں سے نکاح نہ کرنا اس لئے مفسرین نے مسئلہ لکھا ہے کہ حضور کو ایذاء پہنچانے کی سب سے بڑی قسم جو ہو سکتی تھی وہ یہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی توہین کرے کہ ان میں سے کوئی تمہاری بیوی کہلائے۔

حضورؐ کی بیویوں کے تین اعزاز

اور یہ ازواج النبی کی معمولی بات نہیں کیونکہ کتنا بڑا ولی فوت ہو جائے تو اس کی بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے تو یہ شان صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اللہ نے تین اعزاز ازواج رسول کو دیئے۔ ایک تو ازواجہ امھاتھم کہ پیغمبر کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں اور دوسرے میرے رسول کو ایذاء نہ پہنچانا اور ایذاء کی شدید قسم کہ میری بیویوں سے نکاح نہ کرنا تیسرا اعزاز یہ بخشا کہ فرمایا۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ. کتنا بڑا اعزاز ہے کہ تم عام عورتوں کی طرح نہیں، تمہاری شان بہت بلند ہے، نفی تام ہے کیونکہ احدٌ کے ساتھ نفی ہے یہاں واحدٌ من النساء نہیں فرمایا کیونکہ واحدٌ میں نفی تام نہیں فرمایا اے میرے رسول کی بیویو تمہاری شان اور عظمت نرالی ہے۔

آگے فرمایا:

وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَ الْحِکْمَۃِ. (الاحزاب:۳۴)

اس سے ازواج کی شان کو سمجھیں کسی جگہ ارشاد فرمایا:

لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ. (الاحزاب:۵۳)

اے لوگو! نبی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا بُیُوْتِکُنَّ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا بیوت النبی کہ پہلے نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے گھر کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی طرف۔ اس بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ پہلے گھر نبی کے تھے پھر انہوں نے بیویوں کو دے دیے اس لئے اللہ نے بیوت کی نسبت ازواج رسول کی طرف کی ہے یہ بھی شان بیان کرنا ہے کہ کبھی گھر کی نسبت بیویوں کی طرف اور کبھی گھر کی نسبت نبی کی طرف اس لئے کہا تھا کہ لفظ زوج صرف ازواج نبی کے لئے آیا ہے اور کسی کے لئے نہیں آیا ہے۔

یعنی تمام پیغمبروں کی بیویوں کا ذکر ہے لیکن لفظ زوج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے ہے یہ مقام صرف ان کا ہے۔ اس کے بعد دیکھو کہ جیسے حضورؐ نے اللہ سے دعا کی کہ میں جس سے نکاح کروں وہ جنت کے اندر بھی میری بیوی ہو اور کسی بھی بیوی سے رشتہ اللہ کے حکم سے ہوا ہے اللہ فرماتے ہیں۔

اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ. ہم نے تیرے لئے تیری بیویوں کو حلال کیا یعنی چن لیا اس کے بعد آیت تخییر آئی کہ تم اللہ اور اس کے رسول کو چنتی ہو یا آخرت کو۔

اللہ نے فرمایا: یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَ اُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا. وَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا.

اللہ نے فرمایا میرے مدنی اپنی بیویوں کو اختیار دیں کہ دنیا کی زیب و زینت کو اختیار کریں یا پھر آخرت کو چن لیں تو سب بیویوں نے اللہ اور اللہ کے رسول کو چن لیا۔

ازواج النبیؐ میں تمام نیک خصائل موجود تھے

اس لئے علماء نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے اللہ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا. (الاحزاب:۳۵)

اب دیکھیں علماء نے استنباط کیا ہے کہ اسی سورۂ احزاب کے اندر آپ نے پڑھا تھا۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَ اُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا. وَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا.

(الاحزاب:۲۸-۲۹)

اگر تم چاہتی ہو اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کی زندگی کو تو اللہ نے تمہارے لئے بہت بڑا اجر وثواب تیار کر رکھا ہے وہاں بھی اجر عظیم تھا۔

اور ان مذکورہ بالا آیات کے اندر بھی اجر عظیم کا ذکر ہے فرمایا مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مؤمن مرد مؤمن عورتیں عبادت گزار مرد اور عبادت گزار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، اللہ سے ڈرنے والے مرد اور اللہ سے ڈرنے والی عورتیں، اللہ کے راستے میں لٹانے والے مرد اور اللہ کے راستے میں لٹانے والی عورتیں، اللہ کے راستے میں

روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ. (الاحزاب:۳۵) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

وہاں بھی حضورؐ کی بیویوں کو کہا گیا اَجْرًا عَظِیْمًا. اور یہاں بھی ساری صفات ذکر کرنے کے بعد کہا گیا اَجْرًا عَظِیْمًا. اس سے معلوم ہوا کہ یہ ساری صفات جو لکھی گئی ہیں یہ ساری صفات ازواج محمد مصطفیٰ میں موجود تھیں اس لئے اللہ نے فرمایا:

عَسٰی رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ. (التحریم:۵)

اگر تم اس طرح کرو تو اللہ کے آگے کیا مشکل ہے اگر نبی پاک تم کو طلاق دے دیں تو ہم تم سے بہتر بیویاں لائیں اور ان کی صفات کہ مسلمان ہوں گی، مؤمن ہوں گی، شادی شدہ اور کنواری ہوں گی۔ شادی شدہ پہلے اور کنواری بعد میں ہے۔ اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر ان سے بہتر بیویاں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ بدل دیتے لیکن ان سے بہتر کوئی عورت نہیں تھی قرآن کی ترتیب بتا رہی ہے کہ یہ ساری صفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں موجود تھیں اور اللہ نے ان کو حضورؐ کے لئے چن لیا تھا ان سے بہتر روئے زمین پر کوئی عورتیں نہیں تھیں۔ اگر ہوتیں تو اللہ کے لئے کیا مشکل تھی۔ اس سے بھی ازواج النبی کی شان معلوم ہوئی۔ صلی اللہ علیہ و علی اھلہ و اصحابہ و سلم کتنی بڑی شان ہے کہ جن کے لئے جبرائیل آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اے عائشہ جبرائیل تجھ کو سلام کہہ رہے ہیں۔

ازواج رضؓ کے گھر میں قرآن اترتا تھا

یہ اعزاز بھی اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو دیا کہ فرمایا وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ کہ محمد مصطفیٰ کی بیویو تم غور کرو تمہارے گھروں میں وحی اترتی ہے، قرآن اترتا ہے، جبرائیل تمہارے گھر میں آتا ہے تمہارے گھروں میں حکمت و دانائی کی باتیں آتی ہیں تمہاری شان کا مقابلہ کون کرسکتا ہے اس سے اندازہ لگائیں کہ کتنی بڑی شان کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں ہوں اور جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئیں تو اس لئے اللہ نے فرمایا کہ یہ شان بھی صرف تمہیں ملی ہے اور کسی کو نہیں ملی اب اللہ نے اس آیت کے اندر فرمایا۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا. (الاحزاب:۳۳)

یہ حکم سب عورتوں کیلئے ہے

اس فرمان سے پہلے اللہ نے کچھ حکم دیے ہیں کہ کسی سے نرم اور لچک دار لہجہ کے اندر بات نہ کرنا۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے خاص ہے یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے ہیں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمونہ ہیں امت کے لئے اسی طرح حضورؐ کی بیویاں بھی قیامت تک آنے والی عورتوں کیلئے نمونہ ہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل، قول، عمل نمونہ ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. اسی طرح اللہ نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بیویاں رکھی ہیں وہ بھی نمونہ ہیں تو ان کو جو حکم دیئے جارہے ہیں ان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ان کو اصل بنایا گیا مقصود پوری امت

کے لئے ہدایت ہے۔

پردہ کا حکم بھی سب کیلئے ہے

بہت بڑا لوگوں کو دھوکہ ہے کہ پردے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے تھا۔ میرے بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی جو شان ہے ہماری عورتیں بھلا اس مقام تک پہنچ سکتی ہیں اس طرح تو آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم کوئی ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں کہ ہم نماز پڑھیں یہ تو ان کی شان تھی، ہم عثمانؓ و علیؓ ہیں کہ ڈاڑھی رکھیں، ہم کوئی عشرہ مبشرہ ہیں کہ حلال کھائیں پھر تو ساری شریعت ختم ہو گئی۔ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے جو ہماری بیٹیوں کے دماغوں میں بھی ہے اور آج کل کے نوجوانوں کے ذہن میں بھی ہے یہ بات نہیں بلکہ بات کو سمجھیں۔

پہلی بات تو یہ کہ قرآن میں لفظ تو موجود ہے اس کو تو نہ بھولیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

(الاحزاب:۵۹)

اے نبی! آپ اپنی گھر والیوں اور بیٹیوں اور مؤمن عورتوں کو کہہ دیجئے۔

دیکھو پردے کے حکم کے اندر صرف حضورؐ کی بیویاں اور بیٹیاں ہیں یا مؤمن عورتیں بھی ہیں؟ ہاں یہ الگ بات ہے کہ کوئی عورت اپنے آپ کو مؤمنین سے نکال دے تو پھر وہ شامل نہیں ہے اسے پردے کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ نساء المؤمنین کے اندر رہنا چاہتی ہے پھر قرآن کا حکم ہے يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. (الاحزاب:۵۹) کہ وہ اپنے گھونگھٹ چہرے کے اوپر نکال دیں تا کہ پردہ رہے۔

جدیدیت کی تردید

اسی طرح مؤمن عورتوں کو بھی یہ حکم ہے وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اپنے گھروں میں قرار پکڑو یہ نہیں ہے کہ کبھی کلب میں، کبھی گیسٹ ہاؤس میں اور کبھی ہوٹلوں میں اور کبھی پارٹیوں میں، لوگ بڑے خوش ہو کر کہتے ہیں کہ میری بیوی بڑی سوشل ہے، پڑھی لکھی ہے، ماشاء اللہ بڑی بات ہے۔ ملاّ تو ویسے ہی تنگ نظر ہوتے ہیں واہ واہ ابھی تک وہی پرانی باتیں کرتے ہیں کیا کریں قرآن بھی پرانا ہو گیا کعبہ بھی پرانا ہو گیا لوگ تو کہتے ہیں کہ لوگ چاند پر پہنچ گئے اور مولوی پیچھے رہ گئے۔

ہم کہاں جائیں کیا کریں کعبہ بھی پرانا ہو گیا اور قرآن بھی پرانا ہو گیا اور دین اسلام کو بھی آئے ہوئے مدت گزر گئی ہم نے اپنے اس دین کو نہیں چھوڑنا ہے تم چاند پر پہنچو لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اسی سلسلے سے جڑے رہیں جو محمد مصطفیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔

مدینہ کی فضیلت

اس سے پہلے حکم دیا وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اپنے گھروں میں قرار پکڑیں حالانکہ مدینہ پاک ہے، زمانہ پاک ہے، اس کے اندر اللہ فرما رہے ہیں کہ عورت گھر سے باہر نہ نکلے اندازہ کریں یہ حکم مدینہ میں آیا تو ہمارا کوئی شہر مدینہ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ امام مالکؒ تو فرماتے ہیں مدینہ مکہ سے بھی افضل ہے۔ ان سے پوچھا گیا یہ کیسے ہو سکتا ہے انہوں نے فرمایا بھائی یہ ذوق کی بات ہے میری تحقیق یہ ہے کہ تمام دنیا کے شہر تلوار سے فتح ہوئے ہیں، مکہ بھی تلوار سے فتح ہوا ہے لیکن مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار سے فتح ہوا ہے۔ یہاں تو حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کو کوئی محنت نہیں کرنی پڑی۔ وہ تو پہلے سے تیار کھڑے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہنے کے لئے۔

وہ سب بچے، بوڑھے اور بوڑھیاں کئی دن سے ثنیات الوداع مقام پر آتے ہیں دیکھ رہے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو واپس چلے جاتے ہیں۔ اس لئے امام مالکؒ نے فرمایا میرے نزدیک مدینہ افضل ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ مکے کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے لیکن مدینہ کو نہیں چھوڑا اگرچہ ثواب مکہ میں زیادہ ہے لیکن ایک بات ہے ثواب کی اور ایک بات ہے قرب مصطفیٰ کی یہ بہت بڑی بات ہے سمجھنے والے ہی اس کو سمجھتے ہیں۔

مکہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنا پڑا لیکن مدینہ والوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا فیکم احیٰی و فیکم اموت کہ میں زندہ بھی تمہارے ساتھ ہوں اور مرنے کے بعد بھی تمہارے ساتھ ہوں تو یہ شرف بھی مدینہ والوں کو ملا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم. سب سے بہتر زمانہ وہ ہے جس میں محمد مصطفیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کے بعد صحابہؓ کا زمانہ ہے اس کے بعد تابعین کا زمانہ ہے تو زمانہ بھی سب سے بہتر اور مقام بھی سب سے بہتر۔ لہٰذا مدینہ سب سے بہتر اور عورتیں بھی عام عورتیں نہیں ہیں، ازواج النبی بھی سب سے بہتر اور گھرانے بھی سب سے بہتر اور ان کو اللہ تعالیٰ حکم دے وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ان کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ گھر میں رہیں اب آپ یہ کہیں کہ یہ حکم تو نبی کی گھر والیوں کو تھا نبی کی بیویاں تو پاک تھیں ان کو کیا ڈر تھا نبی کی گھر والیاں ہیں جب ان کے لئے یہ حکم ہے تو عام عورتوں کا کیا حکم ہوگا۔

کیا عورت کمائے گی تو ترقی ہوگی

ایک اور ان کے ذہنوں کے اندر خناس ہے کہ دیکھیں اگر عورتیں باہر نہیں نکلیں گی تو ترقی کیسے کرے گی اب ایک مرد کماتا ہے تو اس کو چھ ہزار ملتے ہیں اور اگر بیوی بھی کمائے گی تو اس کو بارہ ہزار ملیں گے یہ تو مولوی پاگل لوگ ہیں کہتے ہیں کہ چھ ہزار پر گزارہ کروان کو ریاضی آتی نہیں، ان کا تو دماغ خراب ہے اگر میں بھی کماؤں گا بیوی بھی کمائے گی اور اللہ تعالیٰ دو تین لڑکیاں دیدے وہ بھی کمائیں گی سبحان اللہ سارا گھر بھر جائے گا تو جناب جب تک عورتیں کام نہیں کریں گی تو ترقی کیسے ہوگی۔

ان سے کوئی پوچھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے اندر ترقی ہوئی حالانکہ عورتیں کام نہیں کرتی تھیں یورپ جب جہالت کے گڑھوں میں گرا ہوا تھا مسلمانوں کے پاس تو اس وقت بھی علم تھا یورپ نے سارا علم کہاں سے لیا ہے؟ مسلمانوں سے۔ ساری ترقی ان کو کہاں سے ملتی ہے؟ اللہ کے قرآن سے۔ ما شاء اللہ آپ ڈاکٹر ہیں سارے ڈاکٹر ابن سینا کو دہرا رہے ہیں۔

تو اب یہ دیکھیں کہ اسی لاکھ مربع میل صحابہؓ نے فتح کر ڈالا کیا اس لئے کہ عورتیں کام کرتی تھیں۔ چلیں ہم خود فیصلہ کرتے ہیں کہ جب سے ہم عورت کو کام کے اندر لے آئے ہم نے کتنے ملک فتح کر لئے ہیں ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ جب تک عورتیں پردے کے اندر تھیں، عورتیں اپنے گھروں کی ذمہ دار تھیں مرد باہر کی زندگی کا ذمہ دار تھا اسلام پھیلتا گیا پھیلتا گیا۔ یہودیت ختم، عیسائیت ختم، نصرانیت ختم اور کس کس مقام پر اسلام پہنچا ماشاء اللہ کہ اب آپ دیکھیں کہاں مدینہ منورہ ہے اور کہاں چین ہے۔ آپ دیکھیں کہاں مدینہ منورہ

ہے اور کہاں ماوراء النہر یہ ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان یہ سارا سمرقند اور بخارا ہے اس لئے علامہ اقبال کتنی بڑی بات کر گئے کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیے کر تا بخاک کاشغر

کہ مسلمان حرم کی پاسبانی کے لئے ایک ہی ہوں آپ تو ماشاء اللہ پڑھے لکھے لوگ ہیں میں تو پرائمری بھی نہیں پڑھا آپ نقشہ اٹھا کر دیکھیں تو مسلم ممالک ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے حرم کے گلے کے اندر ہار ہوں ایک دوسرے سے منسلک ہیں روس نے افغانستان سے کیا لینا تھا کون سے پیسے پڑے ہوئے تھے کہ وہ لے جاتا اس کو گرم پانی میں آنا تھا ان کا دماغ خراب ہے کہ پہاڑوں میں وہ سر ماریں تو ان کا مقصد یہ تھا کہ جو چیزیں اس ملک کے اندر ہیں وہ کیسے حاصل ہوں گی۔

مسلمانوں کو کیسے اس حال سے نکالا جائے کہ جب تک ہم پردے میں تھے اس وقت تک تو ہم نے ترقی کی اور جب ماشاء اللہ ہماری عورتیں باہر آ گئیں دوپٹہ سر کی بجائے گلے میں آ گیا اور اب گلے کی بجائے کندھے پر آ گیا تو اب کیا خیال ہے کہ ہم نے کتنی ترقی کی یہی بات ہماری بہنیں اور بیٹیاں سمجھا دیں کہ اب جب سے ہم نے آزادی حاصل کی ہے ہم نے کتنے ملک فتح کر لئے ہیں۔

تو یاد رکھنا وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ یہ حکم صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے نہیں تو اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ یہ حکم صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو ہوگا وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ اور زکوٰۃ دیں تو یہ حکم بھی صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے ہوگا اور کوئی زکوٰۃ نہ دے وَ اَطِعْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ تو یہ حکم بھی صرف ان کے لئے ہوگا اور کسی کے لئے نہیں ہوگا اس لئے یہ بات غلط ہے۔

فصل چہارم

الحمد للہ و کفٰی والصلاۃ و السلام علی خاتم الانبیاء سیدنا و مولانا محمد المصطفی و علی آلہ المجتبٰی و اصحابہ النجباء . اللھم صل علیٰ سیدنا محمد النبی الامی الھاشمی و علی آلہ و اصحابہ نجوم الھدٰی اما بعد!

فقد قال اللہ تبارک و تعالٰی فی القرآن المجید و الفرقان الحمید. اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم.

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا. (الاحزاب:۳۳)

تمہید

برادران اسلام، واجب الاحترام دوستو، بھائیو، عزیز نوجوانو!

سلسلہ عظمت امہات المؤمنین کے دروس میں یہ چوتھا درس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی عظمت کے بارے میں ہے اس وقت بہت ضرورت ہے کہ ہمارے گھروں میں اللہ کا دین پہنچے ہماری بہنیں، ہماری بیٹیاں دین پڑھیں، دین سمجھیں اور دین پر عمل کریں کیونکہ بزرگوں نے لکھا ہے کہ ہر حال میں انسان کی اصلاح ہو چاہے مرد ہو یا عورت ہو اور اس اصلاح کا نام لغت قرآن میں تزکیہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ .

(آل عمران: ۶۴، الجمعہ: ۲)

تزکیہ باطن کی اہمیت

تزکیہ ہوتا ہے باطن کی صفائی اور یہ بات آپ لوگ ماشاء اللہ اچھی طرح جانتے ہیں ماشاء اللہ پڑھے لکھے ڈاکٹر لوگ ہیں کہ اگر رحم کو اوپر سے واش کر لیں اور بہترین طریقہ سے صاف کر دیں لیکن اس کے اندر جو مواد ہے اس کو نہ نکالیں تو کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اور زیادہ نقصان ہے مادہ خبیثہ تو اندر موجود ہے اس کو تو نکالا ہی نہیں گیا تو اس لئے ہمیشہ اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔

پہلے جب بڑے بڑے علماء علم حاصل کر لیتے تھے اس کے بعد وہ کسی نہ کسی کے پاس اصلاح کیلئے جاتے تھے اس لئے کہ ہم نے علم تو پڑھ لیا لیکن ہماری اصلاح بھی تو ہو۔ تو تب جا کر ان کو فائدہ ہوتا تھا۔

بہت پرانی بات کسی نے نقل کی ہے واللہ اعلم بصحتہ کہ سید ابوالحسن ندویؒ جن کو دنیا علی میاں کے نام سے پہچانتی ہے، بہت بڑے بزرگ اور عالم فاضل گزرے ہیں جن کی کتابیں آج پورے عالم میں پھیلی ہوئی ہیں، یہاں سعودی عرب میں آئے تو شاہ فیصل مرحوم اللہ ان کی مغفرت فرمائے ماشاء اللہ بہت بڑے مدبر، مفکر اور بہت دور رس نظر رکھنے والے تھے۔

شاہ فیصل مرحوم نے حضرت علی میاں سے پوچھا کہ ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ہندوستان میں انگریزوں نے بلاواسطہ حکومت کی اور یہ سارا خطہ ہند اس کے تابع تھا لیکن ہمارے ملکوں میں بلاواسطہ حکومت نہیں کی۔ مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی کہ آج بھی پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش جہاں میں انگریز

ایک دو دن نہیں بلکہ صدیوں تک حکمران رہا اور مطلق العنان بادشاہ بن کر رہا لیکن آج بھی وہاں کچھ لوگ ایسے رہ رہے ہیں جو پورے کے پورے اسلام کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں۔ لباس بھی اسلامی، صورت بھی اسلامی، سیرت بھی اسلامی، بلکہ ان کے گھروں میں ٹی وی تک بھی نہیں۔

انہوں نے اس جیسے منکرات کو داخل ہی نہیں ہونے دیا یہ کیا وجہ ہے کہ اللہ نے ہمیں تو نعمت دی ہے، اللہ نے ہمارے اوپر اپنی رحمتوں کے دروازے کھولے ہیں ہمارے لوگ تو سو گئے ہیں، ہر گھر کے اندر منکرات ہیں۔ ہماری تہذیب بدل گئی، ہمارے بلڈنگوں کے بنانے کے طریقے بدل گئے، گھروں کو سجانے کے طریقے بدل گئے۔ آپ کے لوگ پھر بھی بچ گئے اور ہمارے کیوں نہ بچے؟

حضرت علی میاںؒ نے عرض کیا اصل بات یہ ہے کہ اصل اصلاح باطن کی ہوتی ہے علم آپ جتنا پڑھ لیں جب تک تزکیہ نہ ہو اصلاح نہیں ہوتی اور آپ کے ہاں تزکیہ نہیں حالانکہ یہاں بھی اللہ والے لوگ ہیں بڑے بڑے علماء، مشائخ، فضلاء جیسے شیخ عبدالعزیز بن باز مفتی اعظم سعودی عرب جن کو ہم نے دیکھا یہ صحیح معنوں میں اولیاء اللہ ہیں۔ وہی سادگی وہی انداز فکر جو سابقہ متقدمین کی ہوتی تھی۔

بیت کا مقصد

بہر حال وجہ یہ ہے کہ جب تک اصلاح باطن نہ ہو تو اس وقت تک اصلاح ظاہر نہیں ہوتی۔ اب اصلاح باطن کیسے ہو؟

حضرت گنگوہیؒ کے پاس ایک آدمی نے آکر مسئلہ پوچھا کہ لوگ بارہ ربیع الاول مناتے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے فرمایا بدعت ہے جو چیز قرآن میں بھی نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی نہیں اور صحابہؓ کے دور

میں بھی نہیں، اجماع میں بھی نہیں تو وہ بدعت ہے۔ اس آدمی نے کہا جس شیخ (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ) سے آپ بیعت ہیں وہ تو کرتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ غلط ہے فرمایا ہم نے حاجی صاحب سے دین پڑھنے کے لئے تو بیعت نہیں کی تھی، مسئلہ پوچھنے کیلئے تو ہم ان کی بیعت نہیں ہوئے تھے۔ مسئلہ تو حاجی صاحب ہم سے پوچھتے ہیں ہم تو اصلاح نفس کے لئے ان کی خدمت میں گئے کہ اصلاح نفس ہو جائے باقی اللہ نے ہمیں قرآن وحدیث کا علم دیا ہے ہم خود مسئلہ دیکھتے ہیں۔

اصلاح کہاں ہوتی ہے

اب یہ اصلاح کیسے ہو؟ علماء نے لکھا ہے سلف صالحین نے لکھا ہے کہ اصلاح صحبتِ صالحین کے بغیر ادھوری ہے اسی لئے ہمیں قرآن حکم دیتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. (التوبۃ:۱۱۹)

میرے محبوب! آپ ان لوگوں کے ساتھ رہیں جو صبح وشام اللہ کا نام لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جہاں بھی اہل حق کا تذکرہ فرمایا جمع کا صیغہ ارشاد فرمایا:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ. صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ. اور انعام یافتہ کون لوگ ہیں اللہ نے فرمایا: فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا. (النساء:۶۹)

انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر اپنی اولاد کو دیکھنا ہو تو دیکھو اس کی دوستی کس قسم کے لوگوں سے ہے، اس کا اٹھنا بیٹھنا کس قسم کے لوگوں کے ساتھ ہے، اس کی اپنی مجلس کیسی ہے، وہ کہاں جا

کر بیٹھتا ہے۔ تو اصلاح اہل اللہ سے ہوتی ہے اسی طرح محبت اولیاء، محبت صالحین اور اسی طرح اصحاب الجنۃ اور اصحاب النار سے حتیٰ کہ ہاتھیوں کے ساتھ آنے والوں کو اللہ نے اصحاب فیل کہا جانوروں کے ساتھی۔

تو یہ اصلاح ہوگی اہل اللہ سے، لیکن یہ اہل اللہ ہمیں کہاں ملیں گے اور ان کو کہاں سے ڈھونڈیں اب تو اور بھی قحط الرجال ہے آج کل شہرت اور ریاء زیادہ ہے للّٰہیت اور اخلاص کی کمی آگئی ہے۔ ان کو کیسے تلاش کریں اور یہ ضروری بھی نہیں کہ وہ ہر کسی کو مل جائیں اور ہر کسی کو ان کی صحبت میسر آجائے اس لئے علماء نے فرمایا کہ اگر اہل اللہ مل جائیں تو شکر ادا کرو اگر آپ کی صحبت نمازیوں سے ہے تو ان شاء اللہ آپ بھی نماز پڑھو گے۔ اگر آپ کی صحبت فلم بینوں سے، یا تاش کھیلنے والوں سے یا شطرنج کھیلنے والوں سے ہے تو آپ بھی وہی کھیلیں گے، آپ پر بھی وہی اثر ہوگا۔ جیسے ہمارے محاورات کے اندر کہا جاتا ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اس لئے کہتے ہیں کہ گدھے کو کالے کے ساتھ باندھ دو تو کالا گورا تو نہیں ہو جاتا لیکن عادتیں ضرور اپنا لیتا ہے۔

اس لئے لکھا ہے کہ اگر تمہیں اہل اللہ کی صحبت میسر نہ ہو تو اولیاء اللہ کی کتابیں پڑھو، ان کی سیرت پڑھو، صحابہ وصحابیاتؓ کی سیرت پڑھو اور اپنے گھروں میں پڑھاؤ اور ایک وقت مقرر کرو اور کہو کہ اپنے کام بھی کریں لیکن آدھا گھنٹہ اللہ کے دین کے لئے دیں۔ آدھے گھنٹے میں کسی اللہ والے کی کتاب پڑھنا شروع کردیں، کوئی دین کی کتاب شروع کردیں، امہات المؤمنینؓ کی زندگی پڑھنا شروع کردیں، صحابیاتؓ کی زندگی پڑھنا شروع کردیں اسی طرح اصحاب رسول کی زندگیاں ہیں، ان کے غزوات، جہاد اور ان کی قربانیاں ہیں، اسی طرح انبیاءؑ کے قصص ہیں، ان کے اندر بھی اثر ہے کہ ان سے بھی زندگی پر اثر پڑتا ہے۔

جب اصلاح ہو جائے تو سمجھیں کہ آپ کے سارے مسائل الحمدللہ حل ہو گئے تو آپ کے لئے کوئی مسئلہ اور پریشانی ہی نہیں۔ یہ پریشانی تب ہے جب ہمارے گھر صالحات سے خالی ہیں اور ہم صالحین نہ بن سکے، گھر میں طیبات نہ آسکیں اس کا انجام یہ نکلا کہ ہر بندہ پریشان ہے نمازی ہے، تہجد گزار ہے، حرم شریف کو نہیں چھوڑتا اور بیٹے کو حرم شریف دیکھنے سے نفرت ہے۔ باپ نے کبھی فلم نہیں دیکھی بیٹا ہیرو بننے کے چکر میں ہے تو یہ ساری وجہ اچھی صحبت کا نہ ہونا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کی نانی کا تقویٰ

ایک رات حضرت عمر بن خطابؓ رات کے وقت گشت کرتے کرتے جب تھک گئے تو ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے تو اندر سے ایک آواز آئی کہ ایک عورت اندر سے اپنی بیٹی کو چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ بیٹی جلدی کرو صبح ہونے والی ہے دودھ لینے والا آجائے گا جلدی کرو اور دودھ میں پانی ملا دو۔ بیٹی نے کہا اماں جان آپ کو پتہ نہیں ہے کہ امیر المؤمنین نے بڑی سختی سے حکم دیا ہے کہ خبردار کوئی دودھ کے اندر پانی نہ ملائے اور پھر اس کے پیسے لے تو یہ بیچنا حرام ہے تو اس کی ماں چیخ کر کہنے لگی کہ عجیب بات کرتی ہو ہم اپنے گھر میں ہیں اور اتنی رات ہے صبح ہونے والی ہے اس وقت کیا امیر المؤمنین کو پتہ ہے کہ کون گھر میں پانی ملا رہا ہے اس بچی نے کہا اماں جان میرا ایمان ہے کہ عمر تو نہیں دیکھ رہا لیکن عمر کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ اور حکم تو خدا کا ہے امیر المؤمنین نے تو حکم جاری کیا ہے۔ میں نہیں ملاؤں گی خود ملانا ہے تو ملا لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم حضرت اسلم سے کہا کہ اس گھر کو یاد رکھنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے اور صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے

بیٹوں کو بلایا آپ نے فرمایا میری بات سنو مجھے آج ایک لڑکی کے بارے میں معلومات ملی ہیں ماشاء اللہ متقیہ ہے، اللہ سے ڈرنے والی ہے، میں تو بوڑھا ہو گیا وگرنہ میں خود شادی کر لیتا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شادی کر لے تا کہ ایسی متقی لڑکی میرے گھر میں آئے۔ تو سب بیٹوں نے کہا کہ ہماری پہلے سے شادی ہو چکی ہے تو حضرت عاصم نے کہا کہ میری شادی نہیں ہوئی میری شادی کرادیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود پیغام لے کر گئے اور کہا کہ میں آیا ہوں تا کہ آپ کی بیٹی کا رشتہ میرے بیٹے سے ہو جائے اتنا بڑا اعزاز تھا کہ امیر المؤمنین خود چل کر آئیں کسی کے دروازے پر۔

انہوں نے کہا آپ کو بھی بھلا کوئی انکار کر سکتا ہے آپ نے فرمایا سوچ لیں اور استخارہ کر لیں اور اچھی طرح سوچ لیں اللہ کو منظور تھا تو اس لڑکی کا حضرت عاصم کے ساتھ رشتہ ہو گیا اللہ نے اس لڑکی سے حضرت عاصم کو بیٹی دی اس بیٹی سے جو بچہ پیدا ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز کہلایا جن کو عمر ثانی کا خطاب ملا۔ وجہ کیا تھی کہ اس گھر میں خیر تھی، وہ برتن بڑا صاف تھا، ان کا تزکیہ ہو چکا تھا، ان کے دلوں کے اندر ڈر تھا تو اللہ نے ان کو جو بچے دیے وہ عمر بن عبدالعزیز کہلائے۔

اسی طرح آپ انبیاء علیہم السلام کو دیکھ لیں کہ اللہ نے جس خاندان کے اندر انبیاءؑ کو پیدا کیا، اللہ نے اس خاندان کی ایسی حفاظت کی ہے کہ ان کے خاندان میں کافر عورت تو آ سکتی ہے لیکن بدکردار عورت نہیں آ سکتی اس لئے میرے عزیز وضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے گھروں کی اصلاح کریں اور آ کے دور میں صحیح اہل علم، اولیاء اللہ، عباد اللہ الصالحین نہیں ہیں قحط الرجال کا دور ہے۔

ماں کی گود پہلا مدرسہ ہے

تو ایسے زمانے میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایسے دور میں امہات المؤمنین کی سیرت کی کتابیں پڑھیں۔ کیونکہ ان کی سیرت ہمارے لئے ہدایت کا ذریعہ ہوگی۔ جب گھر میں ہدایت ہو جائے تو سمجھیں کہ سب کو ہدایت ہوگئی کیونکہ سب سے بڑا مدرسہ ماں کی آغوش ہے۔ اس آغوش میں بچہ جو تعلیم لیتا ہے النقش فی الحجر ہو جاتا ہے پتھر پر لکیر ہوتا ہے، اس کا ذہن بچپن میں صاف اور پاکیزہ ہوتا ہے آپ سمجھتے ہیں کہ یہ چھ مہینے کا بچہ ہے، ایک سال کا بچہ ہے، ڈیڑھ سال کا بچہ ہے، لیکن وہ سب کچھ جو آپ کرتے ہیں اس کے ذہن میں فیڈ ہو رہا ہوتا ہے۔ بڑے ہو کر اس پر وہی اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔

اس لئے ہم نے اپنے دروس کا سلسلہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے رکھا اللہ پاک نے ان کے فضائل قرآن میں بھی بیان فرمائے ہیں فرمایا:

وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں سب مؤمنوں کی مائیں ہیں اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ. کوئی عورت تمہارے مقابلے میں نہیں آ سکتی تمہارے ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔

حضرت عائشہؓ کا حضورؐ سے خاص قرب

اسی لئے کافی پرانے دور کی بات ہے ہم اپنے والد صاحب سے پڑھتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ جہاں تک عقیدہ کا تعلق ہے تو الحمد للہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور کی امت میں سب سے افضل ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ پہلا مرتبہ شیخین کا ہے یعنی حضرت ابوبکر و عمر کا

اور دوسرا مرتبہ عثمان وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا۔ میرا عقیدہ وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے لیکن کہتے تھے جو قرب بی بی عائشہؓ کو ملا ہے وہ ابوبکرؓ کو تو نہیں مل سکتا فرمایا شان ابوبکرؓ کی بڑی ہے یہ ہمارا عقیدہ ہے لیکن ایک مقام ہے بے تکلفی کا اور وہ گھر والی کو مل سکتا ہے کسی اور کو نہیں مل سکتا۔

اس لئے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں ایک دفعہ حبشہ کے لوگ تیر اندازی کر رہے تھے تو میرا دل بھی چاہا کہ ان کی مشق دیکھوں تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آ کر چھپ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ لی کہ یہاں سے چھپ بھی جاؤں اور حبشہ کے کھیلنے والے بچوں کو دیکھ بھی لوں۔ تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھڑے رہے اور میں بھی کھڑی رہی کہ دیکھوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں میری کتنی محبت ہے کتنی دیر ہوگئی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہٹے جب تک کہ میں وہاں سے نہیں ہٹی۔ یہ مقام تقرب کسی اور کو مل سکتا ہے؟ اور بے تکلفی کا مقام جو زوج کو زوجہ سے ہوتا ہے کسی اور کو مل سکتا ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ. (البقرۃ:۱۸۷)

ہم نے عورتوں کو تمہارا لباس بنایا اور تمہیں ان کا لباس بنایا ہے جیسے لباس بندے کو ڈھانپ لیتا ہے لباس بندے کو گرمی اور سردی سے بچا لیتا ہے ہماری زینت کا ذریعہ بن جاتا ہے اسی طرح اللہ نے عورت کو مرد کا لباس بنایا ہے اور مرد کو عورت کے لئے لباس بنایا ہے اس لئے جو مقام کسی عورت کو میسر ہو سکتا ہے وہ کسی اور کو نہیں مل سکتا۔

اللہ نے فرمایا نبی کی بیویو! کون تمہارے برابر ہو سکتا ہے جو مقام تم کو ملا ہے وہ کسی اور کو نہیں مل سکتا۔ یہ ساری عظمتیں ازواج مطہرات کی ہیں۔ اب خطبہ کے

اندر جو ہم نے آیت پڑھی تھی اس آیت کو آیت تطہیر کہتے ہیں۔ یاد رکھیں اس سے پہلے آیت تخییر تھی، اس کے اندر اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنی بیویوں کو اختیار دے دو کہ دو چیزوں میں سے ایک رکھیں اس کو کہتے ہیں خیار جس کو ہم کہتے ہیں آپ کی مرضی اور عرب کے اندر کہتے ہیں خــرت چن لو۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اختیار دیا کہ اگر تم دنیا کی زندگی کو چاہتی ہو تو میں تم کو کچھ دے کر چھوڑ دوں و ان کنتن ترذن اللہ ورسولہ. اور اگر تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کو چننا ہے تو پھر تکلیفیں آئیں گی اللہ کے راستے میں پھر امتحان، مشقتیں، تکلیفیں اور فقر و فاقہ بھی آئے گا۔ سب برداشت کرنا ہوگا تو یہ آیت تخییر تھی۔

خدا سے ڈرنے والے ایک شادی کرتے ہیں

ہم ایک استاد سے پڑھتے تھے وہ فرماتے تھے کہ جو خائفین (ڈرنے والے) ہیں وہ ایک نکاح کرتے ہیں ہم نے کہا استاد جی یہ کیا بات ہے انہوں نے فرمایا یہ قرآن کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اللہ نے چار بیویوں کی اجازت دی ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا: فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً کہ اگر تم ڈرتے ہو کہ عدل نہیں کر سکو گے تو ایک پر گزارہ کرو۔ تو ڈرنے والا جو ہے وہ ایک کرے گا اور اگر ڈرنے والا نہ ہوتا تو پھر ایک کیوں کرتا۔ اسلام نے چار کی اجازت دی ہے، حکم نہیں دیا۔

شہنشاہ ایران نے اپنی بیوی کو کیوں طلاق دی

دور نہ جائیں شہنشاہ ایران کو دیکھیں کہ اس نے ملکہ ثریا سے بڑی محبت سے شادی کی لیکن کیوں چھوڑ دیا کیونکہ قانون اجازت نہیں دیتا تھا کہ دوسری شادی نہیں کر سکتے۔ اس کا انجام کیا ہوا کہ اس نے بیوی کو طلاق دی اور بیوی بے

بچاری کہاں کہاں دھکے کھاتی رہی اور اس نے ہالی وڈ کی فلموں میں بھی کام کیا اور بادشاہ نے طلاق کے بعد دوسری شادی کی اور اگر اسلام کا قانون ہوتا تو کیوں بیچاری پر ظلم ہوتا وہ بھی رہ جاتی ایک اور بھی آجاتی تو کیا فرق پڑ جاتا تو اصل بات یہ ہے کہ اسلام کے نظام میں بڑا عدل اور انصاف ہے۔

ایک اور عجیب واقعہ

میرے اپنے ایک دوست تھے شاید فوت ہو گئے بڑے زمیندار تھے اور پڑھے لکھے، آدمی لندن سے لاء کی ڈگری بھی حاصل کی تھی اور وہاں کسی انگریز عورت سے شادی کر آیا اور وہ عورت مسلمان بھی ہوگئی خدا کی قدرت کہ شادی کرنے کے ٹھیک تین مہینے بعد اس عورت کے داخلی جسم میں ایک ہڈی پیدا ہوگئی جس سے وہ خاوند کے قابل ہی نہ رہی۔ وہ لندن تک گیا اس کا آپریشن کرایا لیکن وہ ہڈی پھر ہو جائے لیکن شریف لوگ تھے اس نے کہا کہ غیر مسلم تھی وہ مسلم ہوئی اور اب وہ اگر حقوق زوجیت کے قابل نہیں رہی تو اس کا کیا گناہ ہے۔

اب اس نے عورت کو اپنی دوسری شادی کے لئے قائل کیا کہ مجھے دوسری شادی کی اجازت دیں تو اس نے کہا دوسری شادی کریں بلکہ یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے اور میرا وہی اعزاز واکرام ہے جو پہلے تھا تو الحمدللہ موت تک ان کے گھر میں عزت کے ساتھ رہی اب فوت ہوئی ہے۔ تو شریف لوگ اس طرح کرتے ہیں تو حالات اس طرح ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔

بیوی کا مستقل آپریشن کرا دینا

ایک آدمی نے مجھے بتلایا کہ میرے تین بچے تھے دو بچے اور ایک بچی اس

کے بعد مجھے شیطان نے ورغلایا کہ تھوڑے بچے اچھے ہوتے ہیں زیادہ بچوں کا جنجال ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اللہ معاف فرمائے کہ بجائے اس کے کہ میں بیوی کا وقتی علاج کرتا میں نے بیوی کا مستقل آپریشن کرادیا کہ بچے پیدا کرنے کے قابل ہی نہیں رہی خدا کا کرنا ایسے ہوا کہ ایکسیڈنٹ ہوا اور تینوں بچے مر گئے ایک ہی وقت کے اندر۔ اب میاں بیوی بیٹھ کر رو رہے ہیں کہ اب اور اولاد کرنے کے تو قابل ہی نہیں اب ہم کیا کریں اب سوچا کہ دوسری شادی کروں۔

مقصد بتلانے کا یہ ہے کہ اللہ کے قانون پر کبھی استہزاء نہیں کرنا چاہئے اگر ہم اس کی حکمتوں کو نہیں سمجھ سکتے تو یہ ہماری اپنی کمزوری ہے۔ ہمارا نقص عقل ہے کہ ہماری عقل اسرار خداوندی تک نہیں پہنچی وگرنہ خدا کے ہر حکم کے اندر اسرار ہیں۔

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ کی تفسیر

اس کے بعد آیت تطہیر کا مسئلہ آیا تو اس کے اندر سب سے پہلے کون سا حکم آیا وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ. (الاحزاب:۳۳)

اللہ نے فرمایا میرے مدنی کی بیویو قرن فی بیوتکن اپنے گھروں میں قرار پکڑو اس لئے علماء نے فرمایا کہ سب سے پہلا پردہ اللہ نے عورت کے لئے گھر کی چار دیواری کو بنایا ہے کہ اپنے گھر میں رہو بلا ضرورت باہر نہ نکلو اس لئے دیکھیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حج پر تشریف لائے تو ساری بیویاں ساتھ ہیں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیویو شکر ادا کرو کہ اللہ نے اپنے نبی کی معیت میں تمہیں حج کرایا اب اس کے بعد تمہیں اپنے گھروں میں چٹائیوں کے ساتھ لازم رہنا ہوگا یہی وجہ تھی کہ بی بی سودہؓ اور بی بی زینب بنت

جحشؓ نے پھر کوئی حج نہ کیا، حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے عرض کیا اگر آپ حج پر جانا چاہیں تو ہم انتظام کر دیتے ہیں تو ان دو بیویوں نے فرمایا کہ ہم نہیں جائیں گی کیونکہ اللہ نے فرمادیا ہے وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اور اللہ کے نبی نے بھی فرمادیا کہ گھروں کو لازم پکڑو لہٰذا اب ہم باہر نہیں جاتیں لیکن باقی بیویوں نے کہا کہ شرعی ضرورت کے بغیر نہ جائیں گی۔ اس لئے باقی بیویاں تو حج پر تشریف لائیں لیکن حضرت سودہؓ اور حضرت زینب بنت جحشؓ حج پر تشریف نہیں لائیں یہ بھی بڑا اعزاز ہے کہ کہیں ان گھروں کو بیوت النبی فرمایا کہ نبی کے گھر اور کہیں بیوتکنّ بیویوں کے گھر اس کے بارے میں علماء نے فرمایا کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گھروں کا مالک نہیں بنایا تھا لیکن بعد میں مالک بنادیا کہ یہ گھر تمہارے ہیں اب اللہ نے یہاں گھروں کی نسبت ازواج کی طرف فرمائی۔

عورت کے اظہار حسن کے طریقے اور ممانعت

اور فرمایا وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى یہ تبرج کا لفظ قرآن پاک میں کئی جگہوں پر آیا ہے یاد رکھیں تبرج کا کیا معنی ہے اس کا مادہ برج ہے جیسے کہتے ہیں برج فلاں، برج فلاں اور انگریزی میں ٹاور کہتے ہیں کیونکہ وہ اونچے ہوتے ہیں اور دور سے نظر آتے ہیں اس لئے علماء نے فرمایا تبرج کا معنی یہ ہے کہ تم اپنا چہرہ کھول کر، بال کھلے کر کے باہر نہ نکلو تبرج نہ کرو یعنی اپنے آپ کو ظاہر نہ کرو۔

اور بعض علماء نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ ایسا لباس نہ پہنو جس سے تمہارے جسم کے خطوط واضح ہو جائیں کہ اتنا ٹائٹ لباس کہ ہر ہر عضو واضح ہو رہا ہے یا اتنا باریک لباس ہے کہ لائٹ پڑے تو بدن نظر آرہا ہے تو یہ بھی تبرج ہے۔

اور بعض علماء نے فرمایا کہ اس انداز سے چلنا کہ بڑے ناز سے، نخرے سے مٹک مٹک کر چلنا یہ بھی تبرج میں داخل ہے۔ اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ بڑے ناز انداز کے ساتھ چلنا کہ چلنے کا وہ طریقہ انسان کو مائل کرنے کے لئے ہو یہ ساری چیزیں تبرج میں داخل ہیں۔

اللہ نے حکم دیا خبردار! نہ تم اپنے چہروں کو کھلا رکھو اور نہ ایسا لباس اور زینت اختیار کرو کہ لوگوں کو نظر آئے کہ گلے میں نیکلیس پہنا ہوا ہے کانوں میں بُندے لٹکائے ہوئے ہیں، سر پر تاج رکھے ہوئے ہیں، جوگر پہنے ہوئے ہیں، پاؤں میں پازیب ہے اور ہاتھوں میں ایک انگوٹھی کی بجائے کئی کئی انگوٹھیاں ہیں اس میں زنجیریں ہیں جو کنگن سے جڑی ہوئی ہیں ان سب چیزوں کو ظاہر کرنا یہ تبرج ہے۔

ہاں خاوند کیلئے پہنو، سر سے لے کر پاؤں تک سونا پہنو کوئی منع نہیں لیکن غیر محرموں کو دکھانے کے لئے ہر آدمی کی نظر پڑے کوئی تو کہے کہ کمال ہے اتنی خوبصورت جیولری کہاں سے لی ہے تو سارا دن اسی چکر کے اندر ہوتی ہیں کہ اس دفعہ فنکشن کے اندر جائیں تو اس دفعہ زیور ایسا ہو جو پچھلی دفعہ کسی نے نہ دیکھا ہو اور جو پیسے کمانے والے ہوتے ہیں وہ کسی کی کمر موڑ دیتے ہیں اور کسی کی توڑ دیتے ہیں تو نیا فیشن بن جاتا ہے کبھی کپڑا تنگ کردو اور کبھی کھلا کردو تو یہ نیا فیشن ہے تو کبھی گلا کھلا کردو، کبھی پان کی طرح کاٹ دو، کبھی دل بنادو، کبھی کدو بنادو، کبھی مالٹا بنادو حالانکہ بندہ تو وہی رہنا ہے اگرچہ لاکھ دفعہ کپڑا کاٹ کر اس کو پہنادو اس کو کتنا بدلو گے اصل بات یہ ہے کہ اللہ نے اس کو اتنی عزت دی ہو کہ وہ جو کپڑا پہنے اس کو سج جائے وہ کپڑے کا محتاج نہ ہو بلکہ کپڑا اس کا محتاج ہو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ اپنا میک اپ کرا کر، فیشن کرا کر اور جیولری پہن کر لوگوں پر رعب ڈالا یہ تو کچھ نہ ہوا۔

زیب وزینت کے بجائے اپنی شخصیت بناؤ

ہے تو ہندوؤں کی بات اللہ معاف فرمائے پنڈت جواہر لال نہرو بڑی فیملی کا آدمی تھا جب یہ سیاست میں آ گیا تو بعض صحافیوں نے ان سے پوچھا کہ مسٹر نہرو یہ کیا بات ہے کہ جس وقت آپ پڑھتے تھے تو اس زمانے میں آپ کے کپڑے اٹلی سے سل کر آتے تھے اور اب جب اتنے بڑے لیڈر بن گئے ہو تو یہ کھدر کا پاجامہ، کھدر کی قمیص اور کھدر کی ٹوپی سر پر رکھ لی ہے تو یہ کون سا لباس ہے تو اس نے کہا کہ پہلے ہم لباس سے پہچانے جاتے تھے اب لباس ہم سے پہچانا جاتا ہے ۔اب ہمیں کیا ضرورت ہے اس بات کی کہ لباس پیرس کا بنا ہو یا اٹلی کا بنا ہوا صل بات یہ ہے کہ آپ اپنا مقام ایسا پیدا کریں کہ آپ اگر کھدر پہنیں تو وہ بھی آپ پہ سج جائے۔ عورت ہے یا مرد اپنی شان ایسی پیدا کرے کہ کھدر پہنیں یا کوئی کپڑا آپ کے لئے باعث تکریم و تعظیم ہو کہ کتنی باوقار عورت ہے شان دار مرد ہے۔

بڑے بڑے لوگ ہم نے دیکھے کہ انہوں نے کھدر پہنے لیکن ان کی عظمت اور شان کے اندر تو کوئی کمی نہیں آئی ساری زندگی کھدر پہنا۔ تھرڈ کلاس میں سفر کیا ساری زندگی کرایہ کے مکان میں رہے ان کی شان بڑھ گئی کم نہیں ہوئی۔ اگر یہ شان جیولری سے بڑھتی یا سونے چاندی سے بڑھتی تو دنیا میں عزت صرف سنار کو ملتی یا جواہرات بیچنے والے کو ملتی باقی کسی کی عزت ہی نہ ہوتی۔

جاہلیت کا لباس

اس لئے اللہ نے فرمایا: وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى . یہاں جاہلیت کا لفظ ہے اس سے کیا مراد ہے بعض حضرات فرماتے ہیں اسلام سے پہلے کا جو دور ہے وہ مراد ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہر وہ چیز جو اسلامی معاشرت

کے اور ثقافت کے خلاف ہے، اسلامی طرز زندگی کے خلاف ہے اسلامی احکام کے خلاف ہے وہ جاہلیت ہے اس لئے قرآن میں آیا ہے ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ اور حمية الجاهلية. کہ پرانے دور کے اندر تھا کہ میں بڑا، میرا قبیلہ بڑا اس نے کہا اوس بڑا اور دوسرے نے کہا خزرج بڑا تو یہ بھی جاہلیت ہے۔

اس لئے ایسا لباس پہننا کہ لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو نمایاں کرنا اور آج کل اس کے اندر اتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ بڑے مضحکہ خیز بات معلوم ہوتی ہے آخر کسی کو کب تک لوگ دیکھیں گے تنگ آجائیں گے دیکھ دیکھ کر۔ آپ اپنی بیوی کو سامنے بٹھالیں دیکھیں کہ آپ کتنی دیر دیکھیں گے گھنٹہ دو گھنٹہ آخر آپ تنگ آجائیں گے۔ اس لئے اللہ پاک نے ایک داخلی زندگی رکھی ہے اور ایک خارجی زندگی رکھی ہے اسی پردے کے اندر اللہ نے کشش رکھی ہے۔ آپ دفتر میں بیٹھے ہیں تو عورتیں دیکھ رہے ہیں، آپ کار کے اندر بیٹھے ہیں تو عورتیں دیکھ رہے ہیں، وہ منی اسکرٹ پہنے ہوئے ہیں دیکھتے دیکھتے وہ نظریں بھی ختم ہوگئیں اور وہ جذبات بھی مر گئے تو اللہ نے فرمایا یہ جاہلیت ہے۔

اس کے ساتھ اللہ نے اولیٰ کا لفظ فرمایا حالانکہ لفظ جاھلیت بھی کافی تھا تو اشارہ کیا کہ جیسے اسلام سے پہلے عورتیں زینت کرتی تھیں اپنے گھروں سے باہر نکلتی تھیں اور عورتیں اپنی جوانی اور اپنے اعضاء کے تناسب پر فخر کرتی تھیں اور نعوذ باللہ بعض عریاں ہوکر بیت اللہ کا طواف کرتیں تھی تو یہ جاہلیت اولیٰ ہے تو اے میرے نبی ایک جاہلیت اخریٰ بھی ہوگی، پھر جاہلیت کا دور دورہ ہوگا جیسے ابتداء کے اندر بے حیائی تھی، شراب خوری تھی، ابتداء کے اندر زنا عام تھا مخلوط معاشرہ تھا تو یہ پھر بھی آئے گا اس لئے فرمایا وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (الاحزاب:۳۳) کہ جاہلیت اولیٰ کی طرح اپنے آپ

کو بنا سنوار کر باہر نہ نکلنا۔

عورت کا گھر سے نکلنا کیوں منع ہے

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان تاک میں بیٹھا ہوتا ہے، انتظار میں بیٹھا ہوتا ہے کہ یہ اکیلی نکلے اور میں اس کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے ہتھکنڈے استعمال کروں پھر لوگوں کو توجہ دلائے گا، نوجوانوں کو توجہ دلائے گا، ان کے جذبات کو بھڑکائے گا پھر اس کے دل میں بھی ڈالے گا کہ دیکھیں وہ آدمی آپ کو کتنے شوق سے دیکھ رہا ہے ٹھہر جائیں، اس کو نظارہ کرنے دیں۔ تو اس لئے حکم ہے کہ عورت گھر سے نہ نکلے حتی کہ حج کے لئے بھی اگر عورت کا محرم نہیں ہے تو وہ حج پر نہ جائے۔ تو تمہاری عزت اور عصمت حج سے بھی اہم ہے حالانکہ حج فرض ہے کہ اگر عورت مالدار اور صاحب نصاب ہے لیکن چونکہ محرم نہیں ہے اور یاد رکھو محرم کا یہ معنی نہیں ہوتا جیسے آج کل رواج ہے کہ کہتے ہیں میری بہن ہے، یہ کیسے بہن ہے کسی کو بہن کہنے سے وہ بہن نہیں بن جاتی اور کسی مرد کو بھائی کہنے سے وہ بھائی نہیں بن جاتا۔

حج میں بھی محرم ساتھ ہو

محرم کا معنی ہے کہ جس سے نکاح اللہ نے تم پر ہمیشہ کیلئے حرام کیا ہو یعنی بھائی، بیٹا وغیرہ صرف کہنے اور بولنے سے محرم نہیں بن جائے گا اس لئے اللہ نے فرمایا خبردار! وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى. (الاحزاب:۳۳) اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ انصار کی عورتوں پر رحم فرمائے کہ جب سے اللہ کے نبی نے پردے کا حکم دیا ہے بغیر چادر اور پردے کے گھر سے باہر نہیں آتیں کیونکہ خدا اور اس کے رسول کا حکم ہے۔

اپنے آپ کو بچانے کا طریقہ

پہلا پردہ گھر کی چار دیواری کا ہوگا، اس کے بعد پردہ حجاب کا ہوگا، اس کے بعد حکم ہے کہ اپنی نظروں کو بھی نیچے رکھو اس لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر آدمی تین چیزوں کا خیال رکھے تو وہ بہت سے گناہوں سے بچ سکتا ہے بعض بزرگوں اور اہل اللہ نے اپنی مصطلحات بنائے ہوتے ہیں جس طرح حدیث اور تفسیر کے اندر مصطلحات ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک تو نظر برقدم کہ نظر جھکا کر چلو، دوسرا خلوت درانجمن کہ تمہارا دل ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ ہو کہ ہزار آدمی بھی بیٹھا ہو تو تمہیں اس سے کوئی فرق نہ پڑے تمہارا دل اللہ کی یاد میں لگا ہوا ہو اس طرح بعض علماء نے لکھا ہے کہ دور لازمۃ البیوت ہے کہ اپنے گھروں سے بلا ضرورت نہ نکلو اور فرمایا گزارہ معمولی کھانے پر ہو کہ جس سے گزارہ ہو سکے انسان کی نظر دوسروں پر نہ ہو۔

اور تیسری چیز کہ ہر معاملہ میں دخل نہ دو بلکہ اپنے آپ کو خاموش رکھو انہوں نے کہا کہ یہ طریقے ہیں اپنے آپ کو بچانے کے کہ آدمی کیسے بچے۔ ایک شخص بازار میں آئے گا تو ہر چیز پر نظر پڑتی ہے اب ایک آدمی کی ڈیوٹی بھی ایسی ہے کہ اس کو کام بھی عورتوں کے ساتھ کرنا ہے کب تک وہ نظر بچائے گا لیکن پھر بھی وہ آدمی اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مزین رکھے تو اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان گناہوں سے بچتا ہے کیونکہ انسان جب غافل ہوتا ہے تو شیطان فوراً اس کے دل پر آ کر انجکشن لگانا شروع کر دیتا ہے۔ اور جب انسان ذکر کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے، اس لئے شیطان کو خناس پیچھے ہٹنے والا کہا گیا ہے۔ اس لئے قرآن میں ہے بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ کہ ستارے کبھی

آتے ہیں کبھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور کبھی چھپ جاتے ہیں تو شیطان یہ بھی خناس ہے کہ انسان نے ذکر کیا تو یہ پیچھے ہٹ گیا اور جب وہ غافل ہوا تو فوراً حملہ آور ہو گیا انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر، اللہ کی یاد میں مشغول رہنا چاہئے جیسے قرآن ہے، ذکر اللہ ہے، استغفار ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہے، پڑھے جب شیطانی وسوسہ آئے تو فوراً اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے تو انسان شیطان کے وسوسہ سے بچ جاتا ہے تو اس لئے قرآن پاک میں فرمایا وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ اوران سب چیزوں کا آگے علاج بتلایا وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ . (الاحزاب:۳۳) کیونکہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔

واللہ اعلم صدق اللہ العلی العظیم



فصل پنجم

برادران اسلام، واجب الاحترام، دوستو، بھائیو، عزیز نوجوانو!

حضورؐ کی شان

الحمدللہ! آپ کی اس مسجد مستشفیٰ میں سلسلہ دروس شان امہات المؤمنین کے بارے میں، ازواج رسول کے بارے میں ہم نے کچھ باتیں عرض کی تھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے افضل الرسل، خاتم الرسل، امام الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چن لیا یہ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ تمام انبیاء برحق ہیں، تمام رسول برحق ہیں ان کی عظمت شان برحق ہے لیکن سب سے افضل، سب سے اجمل اور سب سے اکمل شریعت والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کے اندر کسی کا کوئی اختلاف نہیں جو کلمہ پڑھتا ہے وہ اس بات سے اتفاق رکھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری دنیا کے لئے بھیجا گیا کسی خاص قوم یا علاقہ کی طرف نہیں بھیجا گیا تو اس میں بالاتفاق یہ بات ہے کہ آپ تمام رسولوں سے افضل اور آپ تمام رسولوں کے امام آپ سید الاولین والآخرین ہیں اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو چن لیا ہے ایک تو مطلق آیت ہے: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ. (الانعام:۱۲۴)

کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ منصب رسالت، مقام رسالت اور تاج رسالت کے پہننے کا حقدار کون ہے۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ

میں نے آپ کو رسالت کے لئے چن لیا ہے ارشاد فرمایا: اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ. میں نے آپ کو رسالت اور اپنے کلام کے لئے چن لیا ہے۔ اسی طرح حضرت بی بی مریم کو فرمایا، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کنانة من ولد اسماعیل. کہ اللہ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو چن لیا و اصطفی قریشاً من کنانة پھر قبیلہ قریش کو کنانہ میں سے چن لیا و اصطفی بنی هاشم من قریش پھر قریش میں سے بنو ہاشم کو چن لیا۔ و اصطفانی من بنی هاشم پھر اللہ نے بنو ہاشم سے مجھے چن لیا۔

بنو ہاشم کوئی چھوٹا قبیلہ تو نہیں تھا۔ بہت بڑا قبیلہ تھا تو اللہ انتخاب در انتخاب کرتے رہے کہ اللہ نے ولد اسماعیل میں سے کنانہ کو چنا، پھر کنانہ سے قریش کو چنا، پھر قریش میں سے بنو ہاشم کو چنا، پھر بنو ہاشم سے عبدالمطلب کو چنا پھر بنو عبدالمطلب میں سے مجھے چنا۔

صلی اللہ علیہ وسلم وعلی اٰلہ واصحابہ وسلم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا۔

حضور علیہ السلام نے اس کی مزید وضاحت فرمائی کہ: اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفَانِیْ اور ایک روایت میں اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ اللہ نے مجھے چن لیا پھر اللہ نے میرے لئے میرے صحابہ کو بھی چن لیا و جعل منهم انصاری و اصهاری. پھر اللہ نے میرے صحابہ میں سے میرے مددگار پیدا کئے، میرے رشتہ دار پیدا کئے، پھر میری ان کے ساتھ رشتہ داری ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بیٹیاں دی ہیں اور کسی سے بیٹیاں لی ہیں تو یہ سارا انتخاب ہے یہ چناؤ چناؤ الٰہی ہے اور جس بات کو اللہ چن لیتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہیں، عالم الغیب ہیں، اللہ کا علم محیط ہے اس لئے اس چیز میں کبھی نقص نہیں ہوسکتا جس کو اللہ نے چن لیا ہو کیونکہ

اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

دیکھو بڑے سے بڑا آدمی پڑھا لکھا ہو اس کو پتہ نہیں ہوتا کہ یہ چیز دو سال کے بعد کیسے چلے گی کیونکہ وہ عالم الغیب تو ہوتا نہیں ہے وہ حاضر کو دیکھ کر بتاتا ہے لیکن پھر بھی غلطی کر جاتا ہے۔ لیکن اللہ تو جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا، مستقبل میں کیا ہوگا، ماضی کیا تھا، حال کیا ہے اس کے سامنے تو سارے زمانے برابر ہیں اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی تو ہے نہیں۔ اس لئے ازواج مطہرات، امہات المؤمنین، نساء النبی کو اللہ نے چنا اس لئے اللہ نے ان کو اتنی عزت دی کہ پورے قرآن میں لفظ زوج کا اطلاق ان پر ہوا، نساء النبی ان کو کہا گیا اور لفظ زوج میں تماثل اور تشاکل ہے اہل علم حضرات جانتے ہیں۔ تو یہ شان ازواج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی اسی پر ہم بات کر رہے تھے ہمارا پچھلا درس آیت تطہیر پر تھا۔

قرآن کا ایک اصول

ایک بات یاد رکھیں کہ قرآن پاک کا اسلوب یہ ہے کہ اگرچہ قرآن پاک کا حکم ایک خاص موقعہ میں نازل ہوا لیکن وہ حکم قیامت تک کے لئے قانون بن جاتا ہے۔ مسئلہ ظہار ہے کہ ایک صحابی کے ساتھ واقعہ پیش آیا۔ اسی طرح ابولبابہ کا واقعہ ہے اسی طرح اصحاب ثلاثہ کا واقعہ ہے جو جنگ میں پیچھے رہ گئے تھے ان سے تساہل ہو گیا اور وہ لیٹ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مقاطعہ فرما لیا تھا پھر ان کے بارے میں قرآن اترا، تو یہ قرآن اترا تو ان تین صحابہؓ کے لئے ہے لیکن یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے۔

اس لئے یاد رکھیں علماء فرماتے ہیں: **العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب** کہ اعتبار جو ہوتا ہے عموم الفاظ سے ہوتا ہے واقعہ سے

نہیں ہے جیسے اللہ فرماتے ہیں: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہ اے ایمان والو! لیکن یہ حکم قیامت تک ایمان لانے والوں کے لئے ہے۔

پردہ کا حکم قیامت تک کی عورتوں کیلئے ہے

اس لئے یاد رکھیں اللہ نے نبی کی بیویوں کو گھروں میں استقرار پکڑنے کا حکم دیا کہ گھروں سے باہر نہ نکلیں اور اگر نکلیں تو تبرج الجاہلیہ سے بچیں بظاہر یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو ہے لیکن قیامت تک آنے والی عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ اللہ کے نبی جو پاک ہیں، زمانہ پاک ہے، شہر پاک ہے، شوہر پاک ہے جب اتنی طہارت کے باوجود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گھر سے باہر نہ نکلیں تو پھر کسی اور کو بلا ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت کیسے ہے کہ وہ سیر کے لئے جائیں، تفریح کے لئے جائیں اور وہ شادی کے لئے نکلیں بلا وجہ وہ بازاروں میں پھریں، کلبوں میں ممبر بنیں، وہ سوشل ورک کے نام سے پھرتی رہیں تو اسلام ان باتوں کی اجازت نہیں دیتا۔

کیا عورت کے بغیر ترقی نہیں ہوسکتی

اور باقی یہ کہنا تو بڑی جہالت اور اللہ کے دین سے دوری کا نتیجہ ہے کہ دیکھیں جب ہم عورت کو آزادی نہ دیں گے، جب ہم عورت کو مرد کے برابر نہیں لائیں گے جب عورت میدان میں آکر کام نہیں کرے گی تو ہم ترقی کیسے کریں گے؟ یہ محض الزامات ہیں جن کے اندر کوئی حقیقت نہیں آپ اسلام کا سنہری دور دیکھ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دیکھیں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور دیکھیں، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، اور سیدنا علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دور دیکھیں کہ ان کے دور میں اسلام مدینہ منورہ سے چین تک ہسپانیہ (اسپین) تک

پہنچ گیا۔ اسی لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرا دیا اس کے اندر کون سی عورتیں تھیں کون سی آزادی تھی کہ عورتیں برابر کا کام کرتی تھیں اس لئے ترقی ہوگئی یہ محض توہمات، شبہات اور وساوس ہیں ہمیں دین سے دور کرنے کے لئے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

کبھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے یہ حکم تھا، بھلا ہماری بیٹیاں اور ہماری بہنیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی شان کا مقابلہ کرسکتی ہیں اچھا اس طرح تو پھر نماز کا حکم بھی ان کے لئے تھا ہماری نماز جب ان جیسی نہیں ہوسکتی پھر نماز بھی نہ پڑھیں کیونکہ یہ سارا حکم وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ اس آیت کے اندر کھڑا ہے پھر نماز کا حکم صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو تھا زکوٰۃ دینے کا حکم بھی صرف حضورؐ کی بیویوں کو تھا تو یہ عجیب منطق ہے جس کا عقل اور حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت عائشہؓ کی جنگ سے استدلال

اسی طرح جو ہمارے آزادی پسند لوگ ہیں جن کو آزادی نسواں کا بڑا شوق ہے اللہ رحم فرمائے ان عورتوں کے اندر نسوانیت تو باقی نہیں رہی لیکن باقی سب کچھ ہے کیونکہ نسوانیت ہوتی تو پھر آزادی نہ ہوتی۔ بہرحال ان کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اگر آزادی نہ ہوتی عورت کو فوج میں آنے کی اجازت نہ ہوتی، پائلٹ بننے کی اجازت نہ ہوتی تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کیوں میدان میں اتریں وہ خود میدان میں نکلی ہیں۔ امہات المؤمنین میں سے ہیں انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں خود جنگ لڑی ہے۔ اگر بی بی عائشہ میدان میں آسکتی ہیں جنگ کرسکتی ہیں خلیفہ راشد کا مقابلہ کرسکتی ہیں اگر ان کے

احکام عام ہیں تو بی بی عائشہؓ کا سا عمل ہماری عورتیں بھی کر سکتی ہیں وہ بھی فوج کے اندر آ سکتی ہیں تحریک چلا سکتی ہیں۔

اصل بات سمجھیں کہ وہ واقعہ کیا تھا تو اس کا مختصراً واقعہ عرض کروں کہ بی بی عائشہ، بی بی ام سلمہ، بی بی صفیہ رضی اللہ عنہن حج کے لئے تشریف لائیں جب یہ حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائیں تو اسی دور میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ظلماً شہید کر دیئے گئے۔ حضرت عثمانؓ کو مدینہ میں شہید کر دیا تو ان کے بعد خلافت کی بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہوئی تو جو قاتلان عثمان تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے بیعت کی اور اسی دور میں حضرت عثمانؓ کے قتل سے روکنے والوں میں حضرت علیؓ بھی تھے حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت نعمان بن بشیرؓ بھی اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ان کو کہا کہ خدا کا خوف کرو تم بلاوجہ خلیفہ وقت کو شہید کر رہے ہو اگر تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے تو آؤ اس کا ازالہ کریں۔ لیکن انہوں نے نہ سنا کیونکہ وہ عبداللہ بن سبا کی تحریک کا شکار ہو چکے تھے یہودیت کے جال میں پھنس چکے تھے اور یہودیت کا جال ایسا ہوتا ہے کہ اس سے نکلنا ہر آدمی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔

جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو بی بی عائشہؓ، بی بی صفیہؓ اور بی بی ام سلمہؓ یہ مکہ کے اندر تھیں وہیں ان کو خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔ اسی دور میں حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت نعمان بن بشیرؓ، حضرت کعب بن عجرہؓ ان کو بھی خطرہ ہو گیا کہ کہیں قاتلان عثمان ہمیں بھی شہید نہ کر دیں تو مدینہ سے چل کر یہ حضرات مکہ آ گئے مکہ پہنچنے کے بعد بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اور کہا کہ حالات بہت خراب ہو گئے ہیں حضرت عثمان داماد محمد مصطفیٰ جن سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے، جن کے بارے میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ عثمان آج کے بعد تم جو بھی کرو اللہ نے تیرے لئے جنت کا فیصلہ کر دیا ہے تو حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی گئی ہے لیکن حضرت علیؓ کی بیعت کرنے والوں میں سب سے آگے وہ لوگ ہیں جو قاتلین عثمان ہیں اور ہم نے حضرت علی سے مطالبہ کیا ہے کہ ان سے قصاص لیا جائے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش ہیں۔

بی بی عائشہؓ کو انتہائی صدمہ ہوا اور ان کو فرامین رسول یاد آ گئے کہ عثمان تیری خلافت کا دور آئے گا لوگ تیری خلافت کی قمیص کو تار تار کرنا چاہیں گے، اس کو اتارنا چاہیں گے لیکن تم مت اتارنا اور یہ بھی حضرت عثمانؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل جائے گا اور اللہ کی شان دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خاتم تھی، انگوٹھی تھی جس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا کیونکہ عجم کے بادشاہوں کو جو خط لکھے جاتے تھے ان پر مہر لگوائی جاتی تھی کیونکہ وہ مہر کے بغیر خط کو نہیں لیتے تھے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خاتم بنوائی۔ بہر حال وہ انگوٹھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی یعنی جو بھی خلیفہ بنتا رہا انگوٹھی اس کے پاس آتی رہی۔

اتفاق کی بات ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بئر اریس (مدینہ منورہ مسجد قبا کے پاس ایک کنواں ہے) کے کنارے پر بیٹھے تھے آپ نے اس انگوٹھی کو ہاتھ سے نکالا تا کہ اس کو صاف کر لوں تو آپ کے ہاتھ سے وہ انگوٹھی کنویں میں گر گئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس انگوٹھی کو تلاش کرایا مگر وہ نہ ملی تو معلوم ہوا کہ اس انگوٹھی کا نہ ملنا بھی آنے والے فتنوں کی طرف اشارہ تھا کہ ایک انگوٹھی

گر جائے گی تو ایک لحاظ سے حکومت ہل جائے گی۔

جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے بارے میں قصہ موجود ہے۔

تو بی بی عائشہؓ کے سامنے یہ ساری روایات تھیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی پریشان ہوئیں کہ جو دروازہ تھا وہ آج ٹوٹ گیا حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ یہ سارے آپ کے عزیز تھے آپ نے ان سے مشورہ کیا کہ اس کا حل کیا ہوگا تو انہوں نے کہا کہ اب کوئی شخصیت ایسی نہیں ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس بات پر آمادہ کر سکے کہ قاتلین عثمان کو پکڑ کر شریعت کے مطابق ان کو سزا دیں ان سے قصاص لیں اور پھر جا کر امن وامان ہوگا استحکام ہوگا وگرنہ اسلام خطرے میں پڑ جائے گا۔

آپ کے علاوہ اب ہمارے پاس کوئی شخصیت نہیں جو دباؤ ڈال سکے کیونکہ آپ ام المؤمنین ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ تو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مجبور کر سکتی ہیں تو آپ اب مکہ مکرمہ سے سیدھا مدینہ نہ جائیں کیونکہ اب اگر ہم آپ کے ساتھ مدینہ جاتے ہیں تو وہ ہمیں پکڑ لیں گے کیونکہ ہم نے بھی ان کو روکا تھا کہ حضرت عثمانؓ کو شہید نہ کریں لیکن انہوں نے ہماری نہیں مانی اور ہم جان بچا کر مکہ آئے ہیں اور اب اگر ہم مدینہ چلے جاتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ مدینہ میں ان کا تسلط ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مجبور ہیں اور ان میں گھرے ہوئے ہیں۔

تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر اس کا حل کیا ہے؟ تو وہاں جو بھی صحابہؓ تھے انہوں نے کہا اس کا حل یہ ہو سکتا ہے کہ آپ بجائے مدینہ منورہ جانے کے بصرہ جائیں وہاں صحابہؓ ہیں اور عقیدت والے لوگ ہیں تو وہاں اتنی طاقت جمع ہو جائے گی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اندازہ ہوگا کہ ان کے پاس قوت ہے میں ان کی بات مان لوں اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قوت کمزور ہے تو آپ ان کی مدد کریں گی تا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جا سکے مقصد تو

قصاص ہے اور تو کوئی جھگڑا نہیں۔

تو بہر حال بی بی عائشہؓ اس بات پر راضی ہو گئیں اور ان کو ساتھ لے کر اونٹوں پر سوار ہو کر بصرہ کی طرف سفر شروع کر دیا (بصرہ اب بھی عراق کا مشہور شہر ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخالفین نے کہا کہ اگر آپ نے ابھی سے کنٹرول نہیں کیا تو وہ ایک عظیم طاقت بن کر ابھریں گی، وہ زوجہ رسول ہے، عالمہ ہے، ذکیہ ہے، بات کرنا جانتی ہے اگر اس نے خطاب کیا تو لوگ اس کا ساتھ دیں گے اور پھر تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ وہ تمہاری خلافت چھیننا چاہتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کیا کروں تو انہوں نے کہا کہ فوراً ان کی طرف جائیں اور ان کو روکیں اگر وہ وہاں چلی گئیں تو ان کے پاس طاقت جمع ہو جائے گی پھر مقابلہ مشکل ہو جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی فوجوں کو تیار ہونے کا حکم دے دیا۔

لیکن آپ کتابیں اٹھا کر دیکھیں اہل سنت کی بھی اور اہل تشیع کی بھی ان میں ہے کہ حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن جعفر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ غلطی کر رہے ہیں آپ کبھی بھی لشکر کشی نہ کریں آپ کبھی فوج لے کر نہ جائیں آپ کس کے مقابلہ کے لئے جائیں گے اپنی ماں کا مقابلہ کریں گے تو پھر قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیں گے۔

آپ بالکل بھی لشکر کشی نہ کریں اس معاملہ کو مذاکرات کے ذریعہ سے حل کیا جا سکتا ہے آپ آدمی منتخب کریں وہ بی بی عائشہؓ کے پاس جا کر مذاکرات کریں آپ بلاوجہ کیوں بات کو بڑھا رہے ہیں یہ بات مذاکرات سے ختم ہو سکتی ہے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اتنا دباؤ تھا کہ انہوں نے حضرت حسن اور

حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی بات بھی نہیں مانی اور فوج لے کر نکل پڑے لیکن حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ساتھ نہیں گئے انہوں نے کہا کہ ہم بی بی عائشہؓ کے مقابلہ کے لئے نہیں جائیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کے قریب پہنچ گئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوجیں بھی پہنچ گئیں تو اب بالکل آمنا سامنا ہو گیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ بات تو بڑھ رہی ہے انہوں نے ایک صحابی حضرت قینقاع رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جا کر بی بی عائشہؓ سے پوچھو کہ کیا چاہتی ہیں اگر انہوں نے کوئی بات کرنی تھی تو مجھ سے کرتیں نہ یہ کہ بصرہ جا کر اپنی قوت بناتیں۔

حضرت قینقاعؓ تشریف لائے۔ بی بی عائشہؓ پردہ کے پیچھے بیٹھی تھیں انہوں نے آکر سلام کیا اور پوچھا ماذا تریدین آپ کیا چاہتی ہیں انہوں نے کہا اے میرے بیٹے میں تو اصلاح چاہتی ہوں صلح چاہتی ہوں میرا صرف ایک مطالبہ ہے کہ قاتلان عثمان کو پکڑا جائے اگر خلفاء رسول اسی طرح شہید ہوتے رہے اور قاتل دندناتے رہے تو پھر تو کوئی بھی کرسی پر نہیں بیٹھے گا اگر خلیفہ راشد کو شہید کر دیا جائے اور قاتلان عثمان کو کھلی چھٹی ہو اور پھر مدینہ منورہ میں ان کا کنٹرول ہو، قاتل ہنستے اور دندناتے پھرتے ہوں تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ پھر تو کوئی خلیفہ نہیں بچے گا۔

دیکھیں حضرت عائشہؓ کی بات کتنی سچی تھی آپ تاریخ عالم اٹھا کر دیکھ لیں اس وقت سے آخر تک کہ ہر چھٹا خلیفہ لازمی شہید کیا گیا ہے تو اس لئے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر آج قاتلان عثمان کو چھوڑ دیا جائے تو پھر فتنوں کا دروازہ کھل جائے گا باقی نہ میں جنگ چاہتی ہوں اور نہ مجھے خلافت کی ضرورت ہے اور نہ حضرت علی کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنانا چاہتی ہوں وہ تو داماد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہم تو سب سے پہلے ان کی بیعت کریں گے۔

حضرت قینقاعؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ان کو بتایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کن حالات میں ہوں تم دوبارہ جاؤ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کرو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمہارے بیٹے ہیں تم جس طرح یقین کرنا چاہو مجھ سے اعتماد لے لو سب سے پہلے بیعت کر کے اپنی پوری طاقت مجھے دو میرے ہاتھ پاؤں مضبوط کرو ابھی مدینہ منورہ میں میرا کنٹرول نہیں ہے۔ قاتلان عثمانؓ کا کنٹرول ہے اگر میں بدلہ لیتا ہوں تو مجھے بھی شہید کر دیا جائے گا میں اس حالت میں نہیں ہوں کہ ان سے قصاص لوں۔

سب سے پہلے آپ کے ساتھ جتنے لوگ ہیں میری بیعت کریں تا کہ قاتلان عثمان کو پتہ چلے کہ علی کی طاقت مستحکم ہوگئی ہے اب سب نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اس کے بعد میرے لئے سو دو سو آدمیوں کو پکڑنا مشکل نہیں ہوگا۔ وگرنہ اس سے پہلے میں ان کو کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب اطلاع دی گئی تو انہوں نے فرمایا علی تو ٹھیک کہتا ہے ہمارا مقصد تو صرف قصاص عثمانؓ ہے اور ہمارا کوئی مطالبہ ہی نہیں ہم مدینہ منورہ چلتے ہیں اور وہاں جا کر آپ کی بیعت کرتے ہیں قاتلان عثمان کا جو گروہ تھا انہوں نے کہا اب تو ہماری موت یقینی ہوگئی اگر سیدہ عائشہؓ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ تو اس کا مطلب ہے کہ تمام امہات المؤمنین ان کے ساتھ ہوں گی اور تمام اہل مدینہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں گے کوفہ بصرہ بھی اور مکہ بھی حضرت علیؓ کے ساتھ ہوں گے پھر تو ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ حضرت علی ابھی تو مجبور ہیں وگرنہ وہ ہمیں کہاں چھوڑتے۔

تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اس کا یہ حل سوچا کہ پچاس ساٹھ لوگ تیار کرو کہ رات کو جب سب سو جائیں تو وہ لوگ جا کر بی بی عائشہؓ کے کیمپ پر

حملہ کردیں اور پچاس لوگ ایسے ہوں جو حضرت علیؓ کے کیمپ پر حملہ کردیں جو لوگ حضرت عائشہؓ کے کیمپ پر حملہ کریں وہ کہیں کہ علی کا لشکر آ گیا اور جو حضرت علیؓ کے کیمپ پر حملہ کریں وہ کہیں عائشہؓ کا لشکر آ گیا۔

تو اس طرح انہوں نے اپنے آدمی تیار کئے اور ادھر حضرت علیؓ بھی مطمئن اور حضرت عائشہؓ بھی مطمئن ہیں وہ اپنے اپنے کیمپوں میں آرام سے سو گئے کہ اب تو مسئلہ حل ہو گیا تمام صحابہؓ بھی سو گئے کہ خدا کا شکر ہے جو پریشانی تھی وہ ختم ہو گئی تو رات کے وقت پچاس پچاس آدمی کیمپوں پر ٹوٹ پڑے اور کہنے لگے **جاء جیش علی، جاء جیش عائشہ**، تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو بھی نیند سے اٹھتا گیا وہ ہتھیار پکڑتا گیا اور لڑائی شروع ہو گئی بہت سے صحابہؓ شہید ہو گئے رضوان اللہ اجمعین۔ دشمنوں کی چال کامیاب ہو گئی۔

آج بھی آپ تاریخ کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ کر اپنی زانوں پر ہاتھ مارتے تھے اور افسوس سے کہتے تھے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں گا ان کے سامنے کیسے جاؤں گا ان کو کیسے منہ دکھاؤں گا اور بی بی عائشہؓ کا یہ عالم تھا کہ روتے روتے دوپٹہ بھیگ جاتا تھا۔

مگر بی بی عائشہؓ پر اعتراض نہ کیا جائے بلکہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ بی بی عائشہؓ کے حالات کیا تھے اگر آج بھی کسی کے خاندان کو قتل کر دیا جائے تو وہ عورت کورٹ میں عدالت میں جا سکتی ہے اس پر پابندی نہیں۔

لیکن اس واقعہ کو اس بات کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا کہ عورتیں کرکٹ کھیلیں، فٹ بال کھیلیں، یہ کیسے دلیل دی جا سکتی ہے کہ وہ کلب میں آ کر اپنے حسن کی نمائش کریں، یہ کیسے دلیل دی جا سکتی ہے کہ وہ ہماری شمع محفل ہے ان میں سے کتنوں کے باپ قتل ہو گئے ہیں کہ قصاص کے لئے کھڑی ہوں اور پھر یہ بھی دیکھو

کہ بی بی مجبور ہے مکہ سے وہاں گئی ہے اس کے باوجود بھی روتے روتے دوپٹہ بھیگ جاتا۔

اور کہتی تھیں کہ میری تمنا تھی کہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں دفن ہو جاتی۔ لیکن اس غلطی کی وجہ سے مجھے حیا آتی ہے کہ میں روضہ رسول میں کیسے دفن ہوں اس لئے بی بی عائشہؓ نے حکم دیا کہ میری موت کے بعد مجھے جنت البقیع میں دفن کیا جائے وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ والی آیت کے خلاف جو کیا حضرت عائشہؓ کو پوری زندگی ندامت رہی، افسوس رہا کہ میں نے کیا کیا مجھے باہر نہیں جانا چاہئے تھا۔

لہٰذا ایسے واقعات سے دلائل پکڑنا جہالت ہے، غباوت ہے شقاوت ہے اللہ کا حکم ہے عورت کی شان اور عظمت اسی میں ہے کہ اللہ نے عورت کو ایسا قیمتی ہیرا بنایا ہے جس کو جتنا سنبھال کر رکھو گے، جس کو جتنا پردے میں رکھو گے، جتنا حفاظت میں رکھو گے اتنا اس کی چمک میں اضافہ ہوگا، عورت کے حسن میں اضافہ ہوگا۔ عورت کا حسن حیا کا نام ہوتا ہے، فیشن اور آوارگی کا نام نہیں ہوتا۔ اللہ نے جو حسن دیا ہے وہ تو حیا کا نام ہے وہ عزت اور عفت اور عظمت کا نام ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ.

اب دیکھیں اس کے اندر اللہ نے ایک حکم تو یہ دیا کہ اپنے گھر میں رہیں اور دوسرا حکم یہ دیا ہے کہ اگر شرعاً باہر نکلنا پڑے تو جائز ہے جیسے نماز کے لئے یا گھر میں کوئی نہیں ہے اور سودا سلف لینا ہے، گھر میں چھوٹا بچہ ہے دودھ لینا ہے تو جائز ہے لیکن شرط یہ ہے وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ۔

تبرج کا مطلب ہے برج جس کو ٹاور کہتے ہیں جیسے وہ دور سے ظاہر ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو مینار نہ بنائیں کہ سب کی نظریں اس کی طرف لگ جائیں۔

وہ اپنے لباس، زیورات، سنگھار کو اس انداز سے پہن کر نہ نکلے کہ لوگوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں وہ اپنی چال اور ڈھال کو اس طرح نہ بنائے کہ لوگ سوچیں کہ یہ کون مستانی چال چل رہا ہے اس لئے یہ حکم آ گیا وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ۔

جاهلية کا معنی یہ ہے کہ اسلام کے علاوہ جو اس قدر تہذیب تھی، جاہلیت تھی کہ پردے کا کوئی رواج نہیں تھا بدن دکھانے کا رواج عام تھا تو اللہ نے اس سے روک دیا اور تیسرا حکم یہ دیا کہ ان چیزوں پر عمل کرنا، شریعت پر قائم رہنا، اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر قائم رہنا، پردے پر قائم رہنا وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ نماز قائم کرنا۔

نماز کو قائم کرنے کا معنی

کیونکہ اس کے ذریعہ بندے کا اللہ کے ساتھ تعلق ہو جاتا ہے اور نماز ذکر ہے، فکر ہے، معراج مؤمن ہے، نماز میں جب آدمی پانچ وقت اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا لازمی بات ہے کہ اہل اللہ سے محبت ہوگی نماز کو قائم کرنے کا علماء نے یہ معنی لکھا ہے کہ نماز کو اس کے ارکان و شرائط کے ساتھ اور وقت کے اندر ادا کرنا۔ اور اگر فجر کی نماز ادا کی جب سورج نکلنے لگا، عصر کی نماز ادا کی جب سورج ڈوبنے لگا اور نیند کھلی تو نماز پڑھ لی اگر نہیں کھلی تو سورج نکلنے کے بعد پڑھ لیں گے یہ نماز کو قائم کرنا نہیں ہوتا۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا. کہ نماز کو ان کے اوقات اور ارکان و شروط کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے وگرنہ نماز ہی نہیں ہوگی کھانا اگر آپ نے نماز پڑھی بغیر تلاوت یا بغیر رکوع و سجود کے تو نماز نہیں ہوگی۔ تو نماز کی شروط و ارکان اور سنن و مستحبات ہیں ان کے ساتھ نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرنا تو یہ ہے نماز کو قائم کرنا۔

ازواج مطہرات کا زکوٰۃ دینا

تو اللہ نے بھی نبی کی بیویوں کو حکم دیا وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ۔ علماء فرماتے ہیں کہ دیکھیں خدا کی شان دیکھیں اور اس کو سمجھیں کہ آپ نے اس سے پہلے آیت تخییر پڑھی کہ گھر والیوں نے خرچ میں زیادتی کا مطالبہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ میں بیویوں کے پاس ایک مہینہ نہیں آؤں گا تو اس کے بعد آیت تخییر اتری تھی کہ اپنی بیویوں کے سامنے مسئلہ رکھ دیں اگر تمہیں دنیا اور اس کی زیب و زینت چاہئے تو میں تمہیں عزت کے ساتھ کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کردوں اور طلاق دے دوں اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ. اور اگر تمہیں اللہ اور اس کا رسول چاہئے اور آخرت کا گھر چاہئے پھر تمہیں گزارہ کرنا ہوگا تو اس وقت عالم یہ تھا کہ گھر میں بستر نہیں تھا پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیا تھا ایک چٹائی یا ایک چمڑے کا ٹکڑا تھا اس کو ڈبل کر کے بچھا دیا جاتا تھا ایک چمڑے کا سرہانہ جس میں کھجور کی چھال تھی تو جب یہ عالم تھا تو زکوٰۃ کہاں دیں گے اس سے اشارہ ہوا کہ ایک وقت اللہ تمہیں بھی دولت دے گا۔ اللہ تمہیں بھی اتنا مال دیں گے کہ تم بھی زکوٰۃ دوگی۔

حضرت عائشہؓ کی سخاوت

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے پاس حضرت امیر معاویہؓ نے اسی ہزار درہم بھیجے اس دور کے اندر دیکھیں یہ کتنی بڑی رقم ہوگی۔ شان دیکھیں کہ صبح کے وقت یہ پیسے پہنچے اور شام کو ختم، سب تقسیم کر دیئے بی بی صاحبہ روزے سے تھیں جب افطار کا وقت آیا تو خشک روٹی اور پانی تھا آپ کی خادمہ نے کہا کہ ایک درہم آج ہم کو بھی دے دیتیں تو ہم گھر کے اندر کھانا بنا لیتے آپ نے فرمایا تم مجھے کہتی تو میں

تمہیں دے دیتی تم نے یاد ہی نہیں دلایا اسی ہزار درہم ایک دن کے اندر خرچ کر دیے اور پتہ ہی نہیں کہ میرے گھر کے اندر کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن جو بات کہتا ہے وہ حقیقت ہوتی ہے کیونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ علام الغیوب ہے۔

عورت کا غیر سے بات کرنے کا اسلامی انداز کیا ہے

یاد رکھیں کبھی پہلے حکم عام ہوتا ہے بعد میں تخصیص ہوتی ہے اور کبھی ایسے ہوتا ہے کہ پہلے خاص خاص حکم بیان کر کے بعد میں عمومی حکم دیا جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کے اندر بھی خطاب دیکھیں کہ حکم ہے وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ خطاب کا انداز دیکھیں پہلے فرمایا:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ. (الاحزاب:۳۲)

یہ پہلے خطاب ہے کہ تم کوئی دنیا کی عورتوں کی طرح نہیں ہو تم کسی سے نرم لہجے کے اندر بات ہی نہ کرو۔ پہلے تو بلاضرورت بات ہی نہ کریں اور جب بات کریں تو لہجے میں نرمی نہ ہو لگاوٹ نہ ہو بات کے اندر کوئی اندیشہ اور ابہام بھی نہ ہوتا کہ کسی کے دل کے اندر کھوٹ ہو تو وہ نرمی سے فائدہ نہ اٹھائے۔ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا. (الاحزاب:۳۲)

ازواج مطہرات کا بات کا انداز

اور خدا کی شان دیکھیں کہ بیویوں کا خدا کے فرمان پر عمل کا کیا عالم تھا اسی سے سمجھیں کہ عورت کے صرف بدن پر نہیں بلکہ اس کی عادات پر بھی اللہ نے کپڑا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بڑی شان ہے عورتوں کی وہ نبی کی ماں بن سکتی ہے۔ بیوی بن سکتی ہے۔ لیکن مسجد کی امام اور مؤذن نہیں بن سکتی وجہ کیا ہے کہ اس

کے بدن پر بھی پردہ ہے اور اس کی آواز پر بھی پردہ ہے اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ اس آیت کے اترنے کے بعد اگر کوئی بیوی بات کرتی تو منہ کے آگے ہاتھ رکھتی تھی تاکہ صحیح آواز کوئی پہچان ہی نہ سکے کہ کون بول رہی ہے یہ ازواج رسول کا مقام تھا کہ اپنی آواز بھی بدل رہی ہیں۔

اور آگے فرمایا:

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ کتنی بڑی شان ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑو حالانکہ یہی وہ گھر ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا تھا بیوت النبی کہ میرے نبی کے گھروں میں ایسے نہ آیا کرو جب تک تم کو اذن (اجازت) نہ دیں اور یہاں اللہ فرماتے ہیں اپنے گھروں میں قرار پکڑو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے نبی کی بیویوں کو کتنی بڑی شان دی ہے۔ اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ اس کے اندر اشارہ ہے کہ تم قیامت تک نبی کی بیویاں ہو یہ نہیں ہے کہ تم اور شادی کرلو گی نہیں نہیں، بلکہ اب تم امہات المؤمنین ہو اب تم تمام امت کی مائیں ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سارے مؤمن مرد تمہارے بیٹے ہیں تو بیٹوں سے شادی تھوڑی ہوتی ہے اس لئے فرمادیا وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى.

یورپ نے عورت کو کیا دیا

علماء نے فرمایا ''اولیٰ'' سے اشارہ ہے کہ جاہلیت اخریٰ کا بھی دور آئے گا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جاہلیت اولیٰ کا دور تھا ایک وقت ہوگا کہ جاہلیت اخریٰ کا دور ہوگا آج وہی دور دیکھ لیں ہر جگہ عورت آگے ہے، کوئی دنیا کا فیشن، کوئی دنیا کی پروڈکٹ، کوئی دنیا کی دوریال کی سگریٹ کی ڈبی نہیں بک سکتی

جب تک کہ اس پر عورت کا فوٹو نہ ہو۔

آپ اندازہ فرمائیں کہ عزت دی جارہی ہے یا ذلیل کیا جارہا ہے۔ ایک بات یاد رکھیں کہتے ہیں یورپ نے عورت کو حقوق دیئے ہیں یورپ نے عورت کو عورت سمجھ کر حقوق نہیں دیے ہیں عورت کو مرد بنادیا ہے عورت کو تو انہوں نے حقوق ہی دیے ہی نہیں۔ پہلے تم عورت کو عورت تو سمجھو۔

اسلام نے عورت کو حقوق دیے ہیں کہ ماں کا یہ حق ہے، بیوی کا یہ حق ہے بیٹی کا یہ حق ہے، بہن کا یہ حق ہے، مطلقہ عورت کا یہ حق ہے، اسلام نے عورت کو یہ حقوق دیے ہیں۔

اور یورپ والوں نے کیا حقوق دیے ہیں کہ مرد بھی گاڑی چلاتا ہے تم بھی گاڑی چلاؤ، مرد بھی سیکرٹری ہوتا ہے تم بھی سیکرٹری بنو، مرد بھی ٹائپسٹ ہوتا ہے تم بھی ٹائپسٹ بنو، مرد بھی ٹیلی فون آپریٹر ہوتا ہے تم بھی ٹیلی فون آپریٹر بنو۔ اب تو یہ ہوگیا ہے کہ جتنے بڑے بڑے دفاتر ہیں ان کے کاروبار چلانے کے لئے خوبصورت لڑکیاں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر رکھی جاتی ہیں تا کہ اگر ہمارے کاروبار کے لئے نہ آئے تو کم از کم اس کو دیکھنے کے لئے تو آئے دفتر میں تو آئے۔

تو تمہیں کوئی حقوق تو نہیں دیئے جارہے بلکہ تمہیں عورت ہونے کی بجائے مرد بنایا جارہا ہے اسلام نے تمہیں حقوق دیئے ہیں۔

اس کے بعد اللہ فرماتے ہیں وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ . یہاں سے اشارہ ہوگیا کہ جب نبی کی بیویاں بغیر نماز کے نہیں چھوٹ سکتیں تو عورت کا کیا حال ہے کہ نماز نہ پڑھے لہٰذا نماز کو وقت پر شروط وارکان کے ساتھ ادا کریں اس کے بعد جامع حکم آگیا کہ وَ اَطِعْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اور ہر کام میں اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

فصل ششم

برادران اسلام، واجب الاحترام، دوستو، بھائیو، عزیز نوجوانو!

الحمدللہ! آپ کی اس مسجد مستشفیٰ میں دروس قرآن کا سلسلہ جاری ہے اور آج بارہ ربیع الاول ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باعظمت کا دن اور بارہ کی موافقت بھی عین سوموار کے دن ہوئی اور اللہ نے ہمیں اس ماہ مبارک کا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار محبت کا موقع مسجد حرام میں عطا فرمایا یہ ہمارے لئے بہت بڑی خوش نصیبی ہے۔

کبھی بات کا انجام خیر ہوتا ہے

جیسا کہ علماء نے لکھا ہے اور قرآن میں بھی ہے کہ کبھی انسان سوچتا ہے کہ یہ چیز نقصان دہ ہے تو اللہ نے فرمایا تم یہ خیال نہ کرو کیونکہ ہوسکتا ہے جس چیز کو تم برا سمجھ رہے ہو وہ عاقبت کے اعتبار سے، مآل کے اعتبار سے اچھی ہو فرمایا: لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ. جیسے سیدہ عائشہؓ کا واقعہ، افک کا قصہ ہے کہ بہت بڑی پریشانی کی بات تھی لیکن آخر کے اعتبار سے براءت سیدہ عائشہ ہوئی اور قیامت تک تمام منبر و محراب میں اس کو پڑھا جائے گا۔

انگریزوں کے گستاخانہ خاکے

اسی لئے آپ نے دیکھا کہ ڈنمارک یا ناروے یا دوسرے یورپین ممالک نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون شائع کئے۔ اپنے بغض باطن کا

اظہار کیا حالانکہ اس کا آزادی رائے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ آزادی رائے نہیں آزادی تحریر نہیں، بے داغ صحافت نہیں بلکہ یہ ایک بغض باطن اور سازش کفر ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے ہر رات نئی سازش تیار کرتے ہیں مسلمانوں کو الجھانے کے لئے، اگر یہ آزادی رائے ہے تو پھر یہودیوں کے خلاف بات کرنے پر کیوں سزا دی ہو جاتی ہے۔

آزادی رائے کا فریب

یعنی ایک صحافی یہ بات کہہ دیتا ہے کہ ساٹھ لاکھ یہودی قتل نہیں ہوا تو اسے سزا ہو جاتی ہے کہ ہولوکاسٹ کے مسئلہ پر بات نہیں کرنی پھر وہاں آزادی رائے کہاں چلی جاتی ہے ایک مرتبہ انٹرنیشنل لیول کے ماہر تعمیرات کو نائن الیون کا جو حادثہ پیش آیا تھا اس پر تبصرے کے لئے بلایا گیا جب وہ میڈیا کے سامنے بیٹھ کر اپنی رائے کا اظہار کر رہا تھا کہ کسی جہاز کا اس طرح اور سے ٹکرا جانا اور اس ٹاور کا زمین کے اندر بیٹھ جانا یہ سمجھ ہی نہیں آتا زیادہ سے زیادہ دو فٹ نیچے جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ 65 فلور میں جہاز ٹکرائے۔ اور وہ سارا بیٹھ جائے جب اس نے یہ بات کی تو اس کا بائیکاٹ کر دیا گیا اور ٹی وی کو بند کر دیا گیا تو وہاں آزادی رائے کہاں گئی تھی۔

بہر حال بات کا مقصد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاذ اللہ کارٹون شائع کرنا نہ یہ آزادی رائے کا مسئلہ ہے، نہ آزادی صحافت کا مسئلہ ہے یہ عالم کفر کی سازشیں ہیں کہ کبھی وہ رشدی کو خریدتے ہیں، کبھی وہ تسلیمہ نسرین کو خریدتے ہیں، کبھی اس طرح کے بغض باطن رکھنے والے صحافیوں کو خریدتے ہیں، بازاری اخبار اور اس کے ایڈیٹروں کو خریدتے ہیں اور اس کے ذریعے وہ چھیڑتے ہیں تا

کہ اس سے دو ردعمل پیدا ہوں۔

۱۔ کیا مسلمان کے اندر حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم باقی ہے یا ختم ہو گیا ہے۔

۲۔ دوسرا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر مسلمان خاموش ہو جاتے ہیں احتجاج نہیں کرتے تو ہمیں پتہ چل جائے گا کہ مسلمان بے حس ہو چکا ہے اور اگر مسلمان احتجاج کرتا ہے تو کہتے ہیں دیکھو مسلمان دہشت گرد ہیں، ہر جگہ شرارتیں کر رہے ہیں۔ یعنی جو آدمی آگ لگاتا ہے وہ دور کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے اور جو آدمی آگ بجھاتا ہے اب اگر اس سے غلطی سے آگ بڑھ جاتی ہے تو ہر آدمی اس کو مورد الزام ٹھہراتا ہے لیکن آگ لگانے والے کو کوئی نہیں پوچھتا وگرنہ قاعدہ یہ ہے کہ البادی اظلم کہ سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو ابتداء کرتا ہے۔

حضورؐ کی شان کی بلندی

کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جہاں دشمنوں نے دشمنی کی تو وہاں اللہ نے میرے آقا کے ساتھ جو وعدہ فرمایا تھا وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى کہ میرے مدنی ہر آنے والی گھڑی آپ کے شان کو بلند کرتی جائے گی۔ آج آپ دیکھ لیں کہ پورے عالم میں چاہے عرب ہے عجم ہے کوئی ملک ہے گورا ہے کالا ہے ہر کسی کی زبان پر محمد عربی کا نام ہے۔ ہر آدمی کی زبان پر اشتہاروں میں، گاڑیوں میں، دیواروں پر، اللہ نے محمد مدنی کا نام اتنا اونچا کر دیا ہے کہ دشمن پھر حیران ہو کر رہ گیا ہے کہ ان کے دلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت کتنی زیادہ ہے۔ آج آپ دیکھ لیں وہ لوگ جو ان مجلسوں کو اپنی علمی رائے کے مطابق جائز ہی نہیں سمجھتے تھے۔ وہ بھی مجبور ہو گئے ہیں کہ سیرت کے نام پر جلسہ کریں کیونکہ حالات ایسے پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

شان کو اونچا کر دیا ہے اسلیئے کسی نے کہا تھا۔

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلیئے

کہ اگر ہوا مخالف ہوگی تو تب آپ اونچے ہوں گے وگرنہ آپ کیسے اونچے ہوں گے۔

ازواج مطہرات کی شان

اس لئے خدا کی شان کہ اللہ کی رحمت سے جو درس قرآن ہے وہ بھی ازواج محمد کے بارے میں ہے وہ درس بھی امہات المؤمنین کے بارے میں ہے۔ اس لئے آپ سارے قرآن پر نظر ڈال کر دیکھیں کہ قرآن کے اندر جو لفظ زوج آیا ہے۔ یہ صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے آیا ہے جیسا کہ گزشتہ دروس کے اندر گزر چکا ہے۔

فرمایا: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ لفظ زوج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے ہے دیکھیں ابراہیم خلیل اللہ کتنے بڑے پیغمبر ہیں ان کی بیوی کے لئے لفظ امرأۃ آیا ہے کہ وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ اور بی بی آسیہ بڑی شان والی ہیں جس کی دعاؤں کا ذکر اللہ نے قرآن کے اندر کیا ہے ان کے بارے میں بھی آتا ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ لفظ امرأۃ آیا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھیں ان کی نانی جو حضرت عمران کی بیوی تھیں ان کے لئے بھی لفظ امرأۃ آتا ہے اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا ۔ وہاں بھی لفظ امرأۃ آتا ہے حضرت لوط

علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام بھی اللہ کے پیغمبر ہیں لیکن ان کے لئے بھی آتا ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ. وہاں بھی لفظ امرأۃ ہے۔

یہ شان ازواج محمد مصطفیٰ ہے کہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ حالانکہ یہ آیت تخییر ہے اس کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے بہت بڑی تنبیہ ہے اور خطاب ہے قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ جہاں اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ سے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو خطاب کیا ازواج سے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا. (الاحزاب:۲۸)

اگر تم دنیا کی زیب وزینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے کر آرام سے رخصت کردوں وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

اب دیکھیں یہ شان جو ملی ہے ازواج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود عتاب کے کہ عتاب بھی ہے لیکن لطف بھی ہے یعنی تادیب بھی ہے تو تکریم اور تعظیم بھی ہے۔

اللہ کی شان دیکھیں اور یہ مقام صرف میرے آقا کو ملا ہے کہ جیسے شہد والا معاملہ کہ وہاں بھی ازواج کا معاملہ ہے ہاں اللہ کی طرف سے تنبیہ بھی ہے تادیب بھی ہے لیکن خطاب يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ. آگے ہے تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ. یہاں بھی لفظ ازواج ہے اور لفظ زوج میں جو تماثل، تشاکل اور برابری ہے وہ اہل لغت سے مخفی نہیں ہے۔

لہٰذا یہ خصوصی شان ہے کہ کبھی براءت عائشہ کے نام سے قرآن اتارتے ہیں، کبھی آیت تخییر کے نام سے آیت اتارتے ہیں، اور کبھی آیت تطہیر کے نام سے آیت اتارتے ہیں۔ کبھی لفظ ازواج سے خطاب فرماتے ہیں اور کبھی یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ. کا خطاب دیتے ہیں اور کہیں حکم دیتے ہیں وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی الی آخر الآیات۔

مشرکین کے شرکیہ عقائد اور عیسائیوں کا عقیدۂ تثلیث

اس سے علماء فرماتے ہیں آیت تخییر دیکھیں اور آیت تطہیر دیکھیں اور آیات حجاب جہاں بھی دیکھیں تو اللہ نے ازواج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص کرم کا معاملہ فرمایا ہے اسی طرح اگر آپ دیکھیں (اللہ کا شکر ہے آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں مطالعہ کر سکتے ہیں، اخبار پڑھ سکتے ہیں، رسائل پڑھ سکتے ہیں) آپ غور کریں کہ سابق امتوں اور سابقہ انبیاء علیہم السلام میں ایسے حالات پیدا ہوئے ہیں کہ لوگوں نے اللہ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کیا، بتوں کے پجاری پیدا ہوئے۔

اسی طرح دیکھیں کہ بعض لوگوں نے عقیدہ رکھا کہ جس طرح اللہ کی ذات قدیم ہے تو مادہ بھی قدیم ہے یہ بھی عقیدہ نکلا اور بعض لوگوں نے کہا اللہ بھی قدیم ہے مادہ بھی قدیم ہے اور روح بھی قدیم ہے۔ اسی طرح آگے دیکھیں کہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ قوم عیسائیوں کی تھی کیونکہ آہستہ آہستہ اپنے فکری بلوغ کو پہنچتی گئی۔ جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دور آتا ہے تو ان کی قوم کا عقیدہ ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اکثر عیسائیوں نے کہا کہ نہیں اصل میں یہ ہے کہ ایک باپ ہے، ایک بیٹا ہے اور ایک ماں ہے جو عقیدہ تثلیث ہے اس میں غور کریں گے تو بات سمجھ آجائے گی اور کہا کہ ایک فادر ہے، ایک ماں ہے اور ایک

بیٹا ہے یہ ایسی عجیب قوم ہیں کہ ان کے نزدیک بی بی مریم اتنی مقدس ہیں کہ اس کو الٰہ سمجھا ہوا ہے اور ان کے ہاں ایک شراب ہے اور اس کا نام رکھا ہوا ہے بلڈی مریم کہ خون آشام مریم ادھر تقدیس اور عقیدہ دیکھیں اور ادھر شراب کا نام دیکھیں یہ ایسی قوم ہے کہ شراب حرام چیز اور اس کا نام بھی خون آشام۔

انسان کی بدقسمتی

تو بہر حال یہ ان کی اپنی بدقسمتی ہے کیونکہ انسان جب خدا کو چھوڑتا ہے تو عقل چلی جاتی ہے کیونکہ جب خالق عقل کو نہیں مانو گے تو پھر عقل کیا کام کرے گی۔ ابھی آپ نے نہیں دیکھا کہ لوگ چاند پر پہنچ گئے لیکن خدا کو نہیں مانا۔ اس عقل کا کیا فائدہ جو اپنے باپ کو بھی نہ پہچانے آپ کا بیٹا بڑا ہوا اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے اس نے کہا پتہ نہیں چھوڑو باپ کو تو ہر آدمی کہے گا یہ کیسا ناخلف اور گندا بیٹا ہے جو اپنے باپ کو بھی نہیں پہچانتا ہے ایسے ہی وہ بندہ گندہ ہے جو خالق کو نہ پہچانے اپنے مالک کو نہ پہچانے جتنا وہ قریب سے اللہ کی قدرتوں کو دیکھ رہے ہیں ہم نہیں دیکھ رہے یعنی جتنا وہ مشاہدہ قدرت کر رہے ہیں کہ کیسے چاند بنایا کیسے کرے بنائے کیسے کواکب بنائے کیسے بروج بنائے اور کیسے ان کا نظام بنایا اور کیسے چاند گرہن ہوتا ہے، سورج گرہن ہوتا ہے وہ بڑے قریب سے دیکھ رہے ہیں ان کے پاس آلات ہیں، جہاز ہیں لیکن پھر بھی خدا کو نہیں مانا۔

عیسائیوں کی گمراہی

بہر حال نصاریٰ میں ایک گروہ پیدا ہوا انہوں نے کہا کہ خدا تین میں سے ایک ہے ان اللہ ثالث ثلثة. یعنی باپ، بیٹا اور ماں پھر اس کے بعد اور آئے انہوں نے کہا ایسے نہیں ہے یہ غلط ہے بلکہ باپ، بیٹا اور روح القدس ہیں انہوں

نے ماں کو نکال دیا کیونکہ انہوں نے کہا کہ عورت کو نکال دیں کیونکہ مذکر بھی خدا ہو اور مؤنث بھی خدا ہو تو اس کو عقل تسلیم نہیں کرتی اس لئے انہوں نے کہا کہ عورت کا قصہ نکال دو اور یہ عقیدہ رکھو کہ تین خدا یہ ہیں باپ، بیٹا اور روح القدس۔

اسی طرح یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بنا دیا لیکن آپ دیکھیں کہ آج چودہ سو سال گزر گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہر طرح کے فرقے پیدا ہوئے لیکن کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں کہا اور نہ خدا کا بیٹا کہا تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قدرت کا اہتمام ہے وگرنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرنے والوں سے کم تو نہیں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے تو عیسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیا، موسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیا اور کہہ دیا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا آپ اور آپ کا خدا جائیں قتال کریں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ لیکن اصحاب محمد نے غزوہ بدر کے موقع پر کہا یا رسول اللہ آپ ہمارا فکر کیوں کرتے ہیں ہم تو اصحاب محمد ہیں اصحاب موسیٰ نہیں ہیں ہم تو آپ کے آگے کٹیں گے، دائیں کٹیں گے، بائیں کٹیں گے۔ جب تک کوئی ایک انصاری زندہ ہے کوئی تیر اور تلوار آگے نہیں آسکتی ہم تو حضور کے صحابہ ہیں۔ یہ صحابہ ہیں، تابعین ہیں۔

عام مسلمان کی حضورؐ سے محبت

اور آج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر مرنے والے موجود ہیں کتنا بڑا فاسق ہے، فاجر ہے، کبھی نماز نہیں پڑھی، کلین شیو ہے، کبھی غسل کے فرائض نہیں سیکھے ہیں، کھڑا ہو کر جانوروں کی طرح پیشاب کرتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر مر جاتا ہے وجہ کیا ہے آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور

محبت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا حضور نے فرمایا:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین. کہ اس وقت تک تم مؤمن ہی نہیں کہلاؤ گے جب تک کہ ماں سے، باپ سے، بیوی سے حتیٰ کہ ساری کائنات سے پیارا محمد مصطفیٰ نہ ہو جائے صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ ایک محبت ہے اختیاری اور ایک محبت ہے غیر اختیاری۔ محبت غیر اختیاری تو ہمارے بس میں بھی نہیں ہے ہر آدمی کو اپنی اولاد سے محبت ہے، ہر آدمی کو اپنی بہن بھائیوں سے محبت ہے اپنے بیوی بچوں سے محبت ہے یہ تو طبعی بات ہے۔ ایک ہے اختیاری محبت کہ انسان کا ایک بیٹا ہے سب سے پیارا آنکھوں کا تارا اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک لفظ غلط کہہ دے اٹھ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارتا ہے، بھول جاتا ہے کہ میرا بیٹا ہے وجہ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب آ گئی، بیٹے کی محبت کو بھول گیا اس کا سگا بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو کہے کہ میرے گھر سے نکل جاؤ تم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ ہو۔

محبت اختیاری ایک ایسی چیز ہے چاہے۔ مؤمن جیسا بھی ہو لیکن اس کے دل میں حضور کی جو محبت ہے آج بھی کسی کو کہیں قرآن پھینکتا ہوا دیکھے۔ حدیث مبارک کی کتاب لے کر پھینکے اور تو اور چھوٹا بچہ حالانکہ جانتے ہیں کہ یہ مکلّف نہیں ہے اس کو بھی اٹھ کر تھپڑ ماریں گے کہ شرم نہیں آتی قرآن کو پھینکا، شرم نہیں آتی حدیث کو پھینک دیا۔ حالانکہ وہ بچہ ہے اس کو مسئلے کا پتہ نہیں ہے وہ تو کتاب سمجھ کر پھینک رہا ہے لیکن کیا ہے کہ محبت غالب آ جاتی ہے۔

اس لئے آپ غور کریں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا ماننے والے پیدا ہوئے

حضرت عزیرؑ کو خدا کہنے والے پیدا ہوئے تین خدا کہنے والے پیدا ہوئے ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہنے والے پیدا ہوئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کسی نے خدا کہا اور نہ خدا کا بیٹا کہا۔

شاعروں کی خرافات

باقی جو شعر و شاعری کے اندر ہے کہ

جو مستوی تھا عرش پر خدا ہو کر
اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

یہ شاعروں کا کلام ہے یہ نہیں کہ کسی جماعت کا کلام ہے یا کسی عالم کا کلام ہے یا ان کے کسی مستند فرقے کا کلام ہے کبھی نہیں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کبھی نہیں کہیں گے۔ یہ کسی شاعر نے اپنی شاعری کے اندر آ کر غلو کی بات کہہ دی یا کسی شاعر نے کہہ دیا کہ ہم نے مدینہ کے اندر بغیر عین کا عرب دیکھا اب عین نکالو تو باقی رب رہ جائے گا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب ہیں بظاہر تو سمجھ آئے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرب ہیں لیکن اصل میں رب ہیں تو یہ بھی شاعرانہ کلام ہے کسی جماعت کا کلام نہیں ہے کہ اس نے ذمہ داری قبول کی ہو کہ ہم بھی خدا سمجھتے ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مرزائیوں کا دھوکہ

اسی لئے جب پارلیمنٹ میں مرزا ناصر سے بحث ہو رہی تھی تو حضرت مفتی محمودؒ موجود تھے تو مرزا ناصر نے ہمارے اشتہارات پمفلٹ کا اتنا بڑا بنڈل پیش

کیا اور کہا کہ میں ایم این ایز سے نیشنل اسمبلی کے ممبران سے سپیکر سے اور آپ سب لوگوں سے گزارش کرتا ہوں کہ ان مولویوں کی باتوں پر نہ جایا کریں یہ دیکھیں یہ پمفلٹ ہیں جس کے اندر اہل حدیث نے حنفیوں کو کافر کہا ہے اور یہ دیکھیں ان پمفلٹوں میں حنفیوں نے اہلحدیثوں کو کافر کہا ہے یہ دیکھو پمفلٹ ہیں جن میں اہل سنت نے شیعہ کو کافر کہا ہے اور یہ دیکھیں جس میں شیعہ نے اہل سنت کو کافر کہا ہے اور یہ دیکھیں اس میں خوارج کو کافر کہا ہے اور خوارج نے ان کو کافر کہا ہے اور یہ دیکھیں جس میں انہوں نے منکرین حدیث کو کافر کہا ہے اور منکرین حدیث نے ان کو کافر کہا ہے یہ تو مولویوں کی عادت ہے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اسی طرح قادیانیوں کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں یہ تو ان بیچاروں کو مرض ہے یہ تو ان کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح یہ ہمیں بھی کافر کہتے ہیں لہٰذا ہم بھی کافر نہیں وگرنہ تو ساری دنیا کافر ہوگئی شیعہ بھی کافر سنی بھی کافر اور اہل حدیث بھی کافر ہو گئے۔

ایک نوجوان کی جہالت

کچھ عرصہ قبل ایک نوجوان جو کچھ عرصہ مدرسہ میں پڑھا تھا تو میرے پاس آیا اور کہا کہ میں نے کتابیں پڑھی ہیں تو مجھے اب پتہ چلا کہ یہ دیوبندی بھی کافر ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اور کیا پڑھا ہے اس نے کہا کہ یہ تبلیغی جماعت والے بھی کافر ہیں۔ میں نے کہا اور کیا پڑھا اس نے کہا کہ خارجی کافر تھے اور شیعہ بھی وہ بھی کافر تھے باقی بریلوی تو اس نے کہا وہ تو قبر پرست ہوتے ہیں وہ تو پکے کافر ہوئے کیونکہ وہ مشرک ہیں میں نے کہا دیوبندی بھی کافر ہو گئے، تبلیغی بھی کافر ہو گئے، سارے کافر ہو گئے۔ تو پھر مسلمان کتنے فیصد بچے ہیں اس پر بھی کبھی غور کیا ہے اس نے کہا حق والے تھوڑے ہی ہوتے ہیں میں نے کہا یہ بات نہیں بلکہ

بات یہ ہے کہ پورے عالم اسلام کے اندر جتنے بھی مسلمان ہیں وہ انہی لوگوں میں سے ہیں ان کو تو ہم نے کافر قرار دے دیا تو مسلمان تو کوئی رہا نہیں تو ان باتوں کا انجام کیا ہو گیا۔

بہر حال پارلیمنٹ کے لوگوں نے ہمیں خود بتایا کہ ہم خود بھی پریشان ہو گئے کہ آج تو پھنس گئے اس کے پاس تو اخبارات، اشتہارات ہیں اور پمفلٹ ہیں ان کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور اگر یہ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں تو قادیانی کہتے ہیں کہ اسی طرح یہ ہمیں بھی کافر کہتے ہیں تو اسپیکر نے مفتی صاحب سے کہا کہ آپ جواب دیں۔

مفتی محمودؒ کا جواب

مفتی صاحب نے فرمایا جو کچھ مرزا صاحب نے کہا ہے اور جو پمفلٹ پیش کئے ہیں بالکل ٹھیک ہیں۔ اب ہم اور حیران ہیں مفتی صاحب کو تو کہنا چاہئے تھا کہ پتہ نہیں یہ سارے اشتہارات جھوٹ ہیں یا سچ ہیں پتہ نہیں انہوں نے خود چھاپے ہوں ہمیں کیا پتہ کیونکہ یہ سارے اشتہارات تو وہ ساتھ لائے ہیں لیکن ہم پریشان کہ مفتی صاحب تو ایگری (Agree) کر رہے ہیں، مان رہے ہیں۔ تو مفتی صاحب نے اسپیکر کو کہا کہ جب علماء دیوبند نے مکتبہ فکر بریلوی پر فتوی لگایا کیوں لگایا اور وجوہات کفر کیا تھیں کہ وہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کرتے ہیں غیر اللہ کو مشکل کشا سمجھتے ہیں یہ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں اس لئے کافر ہیں جب یہ فتوی آیا تو بریلوی علماء نے کہا کہ ہم ان باتوں سے انکار کرتے ہیں، ہم علماء ان باتوں کو نہیں مانتے، غیر اللہ کی نذر کفر ہے، قبر کو سجدہ کرنا بالکل حرام ہے وجوہات کفر جب باقی نہ رہیں تو فتویٰ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

انہوں نے فتوی دیا کہ دیوبندی جو ہیں یہ گستاخ ہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی سمجھتے ہیں یہ حضور کی اور اولیاء اللہ کی توہین کرتے ہیں، اتنے شدید ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نبوت کا بھی انکار کرتے ہیں اس لئے یہ کافر ہیں تو علماء دیوبند نے ان وجوہات کفر کا انکار کر دیا تو جب کفر کا انکار کر دیا تو فتوی خود بخود ختم ہو گیا۔

اور ان قادنیوں پر کفر کا فتویٰ اجتماعی فتوی ہے تمام امت کا فتوی ہے کیونکہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور بعض اس کو نبی نہیں مجدد مانتے ہیں تو یہ بھی انکار کر دیں کہ ہم اس کو نبی نہیں مانتے تو جب یہ بھی وجوہات کفر کا انکار کریں گے تو فتوی خود بخود ختم ہو جائے گا تو مرزا صاحب کو کہیں ایک منٹ کی بات ہے لیکن وہ کیسے کہتا اس کے دادے کی نبوت ختم ہوتی تھی اس لئے اس نے کافر بننا تو منظور کیا لیکن اپنی بات سے نہ ہٹا۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا ہے تو اس کی کوئی وجہ ضرور ہے کسی نے خدا نہیں کہا مسلمانوں کی کسی جماعت نے آپ کو خدا کا بیٹا نہیں کہا اگر نعوذ باللہ آپ کو بھی کوئی جماعت خدا یا خدا کا بیٹا کہتی تو ختم نبوت کا مسئلہ ہی ختم ہو جاتا جب نبی نہ رہا تو اور کون نبی آئے گا تو وجہ یہی تھی کہ اللہ نے قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو باقی رکھنا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء والمرسلین رکھنا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں **لا نبی بعده ولا رسول بعده ولا کتاب بعد کتابه ولا شریعة بعد شریعته.**

اب اگر خدانخواستہ، خدانخواستہ، خدانخواستہ یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود خدا ہیں یا خدا تو نہیں ہیں لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہے۔

حضور خدا کے بیٹے یا خدا کا سایہ ہیں یا اللہ ان میں حلول کر گیا ہے تو باقی رہ کیا جاتا چونکہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حفاظت کرنی تھی اس لئے کوئی ایسا فرقہ اور جماعت پیدا نہیں ہوئی۔

امہات المؤمنین کو حضورؐ کے بعد شادی کی اجازت کیوں نہیں تھی

اسی طرح غور کریں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام بھی قیامت تک کیلئے ہے تو اللہ نے ایسا انتظام کر دیا تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نکاح کر لیتیں تو وہ قیامت تک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں نہ رہتیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دے دیتے اور اجازت ہوتی کہ کوئی دوسرا بندہ شادی کر لے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تو نہ رہتی وہ تو کسی اور کی بیوی بن جاتی تو اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو اتنا بلند کیا کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور پھر ایسا انتظام کیا کہ آپ کی بیویاں اتنی مامون اور محفوظ ہو جائیں ایسی پاکیزہ ہو جائیں کہ وہ قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں رہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وہ کسی کی بیوی نہیں بن سکتیں کیونکہ نبوت باقی ہے انبیاء علیہم السلام آئے اور ان کی نبوت گزر گئی لیکن حضور علیہ السلام کی نبوت تو قیامت تک باقی ہے۔

اسی لئے قرآن پاک کے اندر جو فرمان آیا ہے آپ دیکھیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. تو یہاں بھی اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مردوں کے باپ ہونے کی

حضور خدا کے بیٹے یا خدا کا سایہ ہیں یا اللہ ان میں حلول کر گیا ہے تو باقی رہ کیا جاتا چونکہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حفاظت کرنی تھی اس لئے کوئی ایسا فرقہ اور جماعت پیدا نہیں ہوئی۔

امہات المؤمنین کو حضورؐ کے بعد شادی کی اجازت کیوں نہیں تھی

اسی طرح غور کریں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام بھی قیامت تک کیلئے ہے تو اللہ نے ایسا انتظام کر دیا تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نکاح کر لیتیں تو وہ قیامت تک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں نہ رہتیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دے دیتے اور اجازت ہوتی کہ کوئی دوسرا بندہ شادی کر لے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تو نہ رہتی وہ تو کسی اور کی بیوی بن جاتی تو اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو اتنا بلند کیا کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور پھر ایسا انتظام کیا کہ آپ کی بیویاں اتنی مامون اور محفوظ ہو جائیں ایسی پاکیزہ ہو جائیں کہ وہ قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں رہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وہ کسی کی بیوی نہیں بن سکتیں کیونکہ نبوت باقی ہے انبیاء علیہم السلام آئے اور ان کی نبوت گزر گئی لیکن حضور علیہ السلام کی نبوت تو قیامت تک باقی ہے۔

اسی لئے قرآن پاک کے اندر جو فرمان آیا ہے آپ دیکھیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. تو یہاں بھی اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مردوں کے باپ ہونے کی

نفی کی اور وجہ یہ بتائی کہ حضور تو خاتم النبیین ہیں اگر اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بیٹے کو زندہ رکھتے اور وہ بڑا ہوتا تو ہوسکتا کہ کوئی ایسا جاہل پیدا ہوتا جو کہتا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلمکے بعد تخت کا وارث ہے۔ اللہ نے فرمایا ہم نے فیصلہ ہی ایسا کر دیا کہ حضور کی جتنی اولاد ذکور ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں فوت ہو جائے۔

خلاصہ خطبات

خطبہ کے اندر جو آیت تلاوت کی اس پر ساری بحث الحمد للہ ثم الحمد للہ ہم نے پہلے کر دی ہے کہ ایک تو اللہ نے حکم دیا کہ تم اپنے گھروں میں رہو۔ اس لئے عورتوں کے لئے پہلا پردہ گھر کی چار دیواری ہے اس کے بعد یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ چادر کا پردہ آیا اس کے بعد آنکھوں کو جھکا کر چلنے کا پردہ، اس کے بعد کسی نامحرم سے نہ ملنے کا پردہ ہے، اس کے بعد کسی غیر محرم سے بات کے اندر بے تکلفی نہ کرنا، بلکہ جب بات کرو تو مختصر کرو اور ضرورت کی بات کرو اور ایسی بات نہ کرو جس کے اندر نرمی ہو اور اگلے کے دل میں نعوذ باللہ کوئی غلط خیال آئے۔ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ نرم بات نہ کرو تا کہ کوئی آدمی آگے بڑھنے کی جرأت ہی نہ کر سکے یہ پردہ ہے۔

اس کے بعد یہ حکم ملا تھا کہ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى تبرج کا معنی برج جس کو ٹاور کہتے ہیں جو دور سے نظر آتا ہے کہ اظہار زینت نہ کریں کہ جو دور سے نظر آئے کہ زیورات کے ذریعے کریں یا چال ڈھال کے ذریعے کریں تو ان ساری چیزوں سے اللہ نے منع کر دیا ہے جب اتنے سخت احکام آگئے تو ان پابندیوں پر قائم رہنا کوئی آسان بات نہیں ہوتی۔

تو اللہ نے اس کا علاج بتادیا کہ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ جب نماز سے تعلق ہوگا تو تمہارا تعلق اور رابطہ اللہ سے ہو جائے گا۔ نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ نماز فلاح کا ذریعہ ہے۔ نماز فرق بین المؤمن والکافر ہے۔ نماز سے ہی علاج بتلایا اس لئے جہاں جہاں تکلیف کا ذکر ہے وہاں وہاں اللہ نے علاج بھی بتلایا ہے جیسے ارشاد فرمایا:

دکھوں کا علاج

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ. (الحجر:۹۷)

پکی بات ہے ہم جانتے ہیں یہ کافر آپ کے بارے میں جیسی باتیں کرتے ہیں آپ کو تکلیف ہوتی ہے، آپ کو دلی صدمہ ہوتا ہے لیکن آگے علاج کیا بتلایا۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَ کُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ میرے مدنی اپنے رب کی تسبیح بیان کرو، اس کی تحمید بیان کرو، اس کا علاج لڑائی اور زور نہیں بلکہ اس کا علاج یہ ہے کہ تسبیحات میں آجاؤ، ذکر میں آؤ اور سجدہ کرنے والوں کے ساتھ مل جاؤ جب تم ان کے ساتھ مل جاؤ گے اور تسبیح کے ساتھ نمازوں کی ابتداء کرو گے سبحانک اللھم وبحمدک و تبارک اسمک. اسی طرح جب رکوع میں جاؤ گے تو تسبیح ہے، سجدے میں جاؤ گے تو تسبیح ہے، تکبیر تحریمہ کے بعد تسبیح ہے وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ. (الحجر:۹۹) تو علاج یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں آجاؤ گے تو ذکر سے تم کو طاقت ملے گی، اطمینان ملے گا اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (الرعد:۲۸)

نماز کے بعد کی تسبیحات کا فائدہ

اس لئے جب فاطمہ الزاہراءؓ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

تھا کہ یارسول اللہ کوئی خادم ہمیں بھی عطا فرمادیں کہ گھر کے کام کے اندر مددگار ثابت ہو۔ گھر کے اندر حسن حسین ہیں، بی بی ام کلثوم ہیں، ان کو بھی سنبھالنا ہے، گھر کو بھی سنبھالنا ہے، پھر چکی پر آٹا بھی پیسنا ہے، گھر میں آگ بھی جلانی ہے، لکڑیاں بھی لانی ہیں اور روٹی بھی تیار کرنی ہے لہٰذا خادم مل جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا اے فاطمہ! ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس تینتیس بار اور اَللّٰہُ اَکْبَر چونتیس بار پڑھ لیا کرو بس یہ ذکر تیری غذا بن جائے گا، یہ ذکر تیری قوت اور طاقت بن جائے گی اس سے تجھ میں تحمل آئے گا قوت برداشت آئے گی اور یہ بھی بتلا دیا کہ یہاں تو تکلیف سے بھی وقت گزر جائے گا لیکن اصل بات تو آخرت کی ہے، یہ دنیا کے خادم وہاں کام نہیں آئیں گے وہاں تو اعمال صالحہ کام آئیں گے اس لئے فرمایا:

قرآنی احکام کی تفصیلات

وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ اور اگر تمہیں اللہ صاحب نصاب بنائیں تو زکوٰۃ ادا کرو وَ اَطِعْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ یاد رکھو پہلے کبھی اجمال ہوتا ہے بعد میں تفصیل ہوتی ہے اور کبھی پہلے خلاصہ ہوتا ہے اور بعد میں تفصیل ہوتی ہے۔

کبھی پہلے خاص ہوتا ہے بعد میں عام ہوتا ہے، کبھی پہلے عام ہوتا ہے بعد میں تخصیص ہوتی ہے، عام و خاص کی نسبت ہوتی ہے اس لئے پہلے حکم دیا تھا وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ اور اس سے پہلے وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اپنے گھروں میں قرار پکڑو یہ امر ہے اور وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ یہ نہی ہے کہ تبرج جاہلیہ اولیٰ نہ کرو، اظہار و زینت نہ کرو، چاہے زینت زیورات کی ہو یا بدن کی ہو پھر حکم آ گئے:

قرآن کے اوامر ونواہی کی تعداد کا نکتہ

وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ قرآن کی آیات پر غور کریں کہ اوامر بھی ہیں اور نواہی بھی ہیں، کہیں حکم دیا جاتا ہے یہ کرو اور کہیں حکم دیا جاتا ہے یہ نہ کرو، کہیں حکم تفصیل سے دیا جاتا ہے اور کہیں حکم اجمال سے دیا جاتا ہے، پھر خدا کی قدرت اور معجزہ دیکھیں کہ چودہ سو سال سے اوپر گزر گئے ہیں، اب کمپیوٹر کا دور آیا ہے، اب مسلمانوں نے کمپیوٹر پر محنت کی ہے کہ پورے قرآن کے اندر جو پورے اوامر کے صیغے ہیں ایک ہزار ہیں اور خدا کی قدرت دیکھیں کہ نواہی بھی ایک ہزار ہیں یہ اتفاق تو نہیں ہے یہ اللہ کی عظمتیں اور شان ہے اور قرآن کا اعجاز ہے کہ اس کے ہر ہر حکم کے اندر کوئی نہ کوئی حکم چھپا ہوا ہے اعجاز قرآن اور ظاہر ہوتے جائیں گے قرآن کی حکمتیں اور کھلتی جائیں گی قرآن کے اسرار اور دنیا کے سامنے آتے جائیں گے۔

اس لئے فرمایا وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ جہاں نماز کا حکم ہے وہاں زکوٰۃ کا حکم ہے اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا کہ جو زکوٰۃ کا منکر ہوگا میں اس سے قتال کروں گا کیونکہ اگر آج زکوٰۃ کا انکار کریں گے تو کل کو نماز کا بھی انکار کریں گے تو اس طرح تو دین ختم ہوتا جائے گا۔

آگے جامع حکم ہے وَ اَطِعْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ کہ اللہ کی اطاعت کریں اللہ کے رسول کی اطاعت کریں اللہ سے ہماری براہ راست بات نہیں ہو سکتی، ملاقات نہیں ہو سکتی تو اللہ کے رسول کے ذریعے پہنچے گی اور اللہ کے رسول اللہ کی بات کرتے ہیں آگے فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ

تَطْهِيْرًا. انما حصر کے لئے ہے اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں کہ تم سے رجس کو دور کریں اور تمہیں خوب پاک کریں۔

آیت تطہیر سے رافضیوں کا دھوکہ

بہت سارے لوگوں کو اس آیت سے دھوکہ لگا ہے کہ تطہیر کا معنی ہوتا ہے پاک کرنا۔ پہلی بات کہ اس آیت تطہیر کا مصداق کون ہے کیونکہ اس پر روافض نے بے انتہاء کتابیں لکھی ہیں اور عجیب قسم کی ایک بات لوگوں کے دلوں میں بٹھادی ہے کہ ان کے نزدیک دو باتیں ہیں ایک لفظ اہل بیت سے کون مراد ہیں دوسرا ان کا عقیدہ ہے کہ اہل بیت معصوم ہیں یہ دماغ میں رکھیں گے تو بات سمجھ میں آئے گی۔

پہلی بات کہ اہل بیت کون ہیں اور دوسری بات کہ اہل بیت معصوم ہیں تو ان کا عقیدہ ہے کہ اہل بیت کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، اور حضرت حسنؓ و حسینؓ پر ہوتا ہے اس سے انہوں نے پنجتن نکالا کہ پانچ تن ہیں اس کی وجہ ایک حدیث ہے کہ بی بی ام سلمہ بھی ہیں اور بی بی عائشہ بھی ہیں صحیح حدیث ہے لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ قرآن کی ان آیات کے اترنے کے بعد کا یہ واقعہ ہے اور ان آیات کا نام کیا ہے آیات تطہیر پہلے آیت تخییر پڑھی تھی اس سے پہلے آیت حجاب پڑھی۔

تو اس آیت تطہیر کے اترنے کے بعد ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر کالی چادر تھی شاید اسی سے کالی کملی والے مشہور ہیں یا جو پہلی وحی اتری تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کانپتے ہوئے حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور فرمایا: زملونی زملونی تو وہاں بھی چادر ڈالی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر تو یاد رکھیں وہاں چادر کے بارے میں ہے لیکن کالی چادر کا ذکر نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کالی چادر پہننا تو ثابت ہے ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ پسند رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کے لئے بہترین رنگ سفید ہے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی یعنی کفن بھی سفید ہو اب جس دن مکہ فتح ہوتا ہے اس موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر سیاہ پگڑی مبارک تھی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ پگڑی کیوں باندھی ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں غلاف کعبہ کی مناسبت سے کہ وہ سیاہ ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں سیاہ کپڑا پہننا کوئی خوشی تفاخر کی علامت نہیں ہے بلکہ ادب کی علامت ہے کہ میرے اللہ آپ نے مکہ کے اندر لڑائی کی اجازت تو دے دی ہے اور آج میں فوجیں لے کر حرم میں داخل ہو رہا ہوں اس لئے فرمایا مجھ سے پہلے اللہ نے کسی کے لئے حرم کو حلال قرار نہیں دیا کہ وہ اس کے اندر لڑے تو یہ معمولی بات تو نہیں کہ اللہ کے حرم میں قتال کی اجازت ملے۔

بہر حال کہنے کا مقصد یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کالی پگڑی مبارک باندھی ہے اس کے اندر کوئی شبہ نہیں باقی یہ تو آتا ہے کہ جنت کے اندر سبز رنگ کا لباس ہوگا جنت میں سبز رنگ ہوگا اور شہیدوں کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں ہیں وہ جنت میں پھرتی ہیں تو یہاں بھی سبز رنگ کے پرندوں کا ذکر ہے وگرنہ پرندے تو ہر قسم کے ہوتے ہیں، سبز بھی ہوتے ہیں، سرخ بھی ہوتے ہیں، کالے بھی ہوتے ہیں۔

اسی طرح یہ بھی آتا ہے کہ میرے آقا کو جو لباس سب سے زیادہ پسند تھا وہ تھا بردہ یمانیہ یمن کے علاقوں سے چادریں آتی تھی تو علماء نے فرمایا وہ چادریں خالص کاٹن کی بنی ہوتی تھیں فیھا خطوط احمر اور بعض روایات کے اندر

آتا ہے اخضر اور بعض روایات کے اندر آتا ہے ازرق کہ ان کے اندر لکیریں سرخ، سبز اور نیلے رنگ کی ہوتی تھیں تو بعض نے کہا کہ یہ اختلاف نہیں بلکہ کبھی سبز بھی ہوتی تھیں سرخ بھی ہوتی تھیں، اور نیلی بھی ہوتی تھیں۔ تو یہ چادریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھیں کیونکہ ان کے اندر سادگی تھی، ان کے اندر کوئی تکبر نہیں تھا کوئی شہرت اور ریا نہیں تھا۔

بہر حال ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کالی چادر تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو اس کے نیچے لیا اور فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی.

زندگی باقی تو بات باقی

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین



فصل ہفتم

برادران اسلام، واجب الاحترام، دوستو، بھائیو، عزیز نوجوانو!

تمہید

الحمدللہ سلسلہ دروس سیرت امہات المؤمنین کے ضمن میں ہم نے سابقہ درس کے اندر بھی یہ بات عرض کررہے تھے کہ ایک ہے آیت تخییر اور ایک ہے آیت حجاب اور ایک ہے آیت تطہیر ان تینوں کا ذکر اللہ کے قرآن میں ہے جو الحمدللہ ہم مختصراً پڑھ چکے کہ آیت تخییر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اختیار دیا تھا کہ اگر آپ دنیا اور دنیا کی زینت چاہتی ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں علیحدہ کردیں اور اگر تم اللہ اور اللہ کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو پھر تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تکلیفیں برداشت کرنا ہوں گی لیکن اس کا اجر قیامت کے دن بہت بڑا ہوگا جو تم کو ملے گا۔ تو تمام بیویوں نے اللہ اور اللہ کے رسول کو چن لیا یہ تھی آیت تخییر۔

اسی طرح آیت حجاب جس میں پردے پر بحث تھی اور باقی آیت تھی آیت تطہیر اس کے اندر اللہ نے فرمایا کہ اللہ چاہتے ہیں کہ اہل بیت نبی کو رجس سے پاک کردیں، رجس کو دور کریں اور بالکل پاکیزہ بنادیں یہ آیت تطہیر تھی۔ اصل میں یہ عظمت ازواج رسول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی وجہ سے ہمیں اتنے مسائل کا علم ہوا۔ کتنا اللہ پاک نے قرآن کے اندر فصاحت بلاغت کے ساتھ تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیا کہ جیسے ہم نے نبی کو چنا ہے ایسے

ہم نے ان کی ان کے لئے بیویاں بھی چنی ہیں۔

شیعوں کا عقیدہ پنجتن پاک اور اہل سنت

اب سمجھیں مسئلہ تطہیر اس کے اندر جو اختلافات ہیں کہ شیعہ حضرات کے ہاں ایک تو تطہیر سے مراد عصمت ہے یعنی ان کے نزدیک آیت تطہیر کا مقصد ان کو معصوم بنانا ہے ایک بات۔

اور دوسری بات کہ ان کے نزدیک اہل بیت کا جو لفظ ہے اس کے اندر بیویوں کا دخل نہیں ہے بلکہ شیعہ حضرات کے نزدیک اہل بیت سے مراد حضرت علیؓ ہیں، حضرت حسینؓ ہیں، حضرت فاطمہؓ ہیں، حضرت حسنؓ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے آپ نے ان کے عقیدے کے مطابق لفظ پنجتن پڑھا اور سنا ہوگا کہ یہ پانچ نفوس ہیں جو پاک ہیں ہر جگہ وہ اسی کا اظہار کرتے ہیں فارسی میں بھی اردو میں بھی اور عربی میں بھی کہ

لی خمس أطفی بها حرَّ الوباء الحاتمة
المصطفیٰ و المرتضی و ابناهما و الفاطمة

(ترجمہ شعر) میرے لئے پانچ لوگ کافی ہیں جن سے میں تباہ کن وباء کی تکلیف کو بجھا سکتا ہوں۔ ۱-محمد مصطفیٰ، ۲-علی مرتضیٰ، ۳-حضرت حسن، ۴-حضرت حسین، ۵-حضرت فاطمہ۔

ان کے نزدیک یہ بڑا عقیدہ ہے کہ یہ پانچ ہیں جن کی وجہ سے ہم جہنم کی آگ کو بھی بجھا دیتے ہیں وہ پانچ کون سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، المرتضیٰ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابنائھما یعنی ان کے بیٹے حضرت حسنؓ و حسینؓ الفاطمہ یعنی بی بی فاطمہ اس طرح ان کے نزدیک یہ پانچ نفوس پاک ہیں اور اسی

طرح بارہ امام ہیں۔

کیونکہ شیعہ حضرات کی بڑی دو قسمیں ہو جاتی ہیں۔

ایک اثنا عشریہ کہلاتے ہیں جو بارہ اماموں کو مانتے ہیں اور دوسرے شش امامیہ جو کہ چھ اماموں کو مانتے ہیں ویسے تو شیعہ حضرات کی تین سو کے قریب قسمیں بنتی ہیں امام ابن تیمیہؒ کی ایک بڑی عظیم کتاب ہے منہاج السنۃ اس کے اندر شیعہ کی ساری اقسام ذکر کی ہیں زیادہ اثنا عشریہ اور شش امامیہ ہیں کہ بارہ اماموں کو ماننے والے۔ اور چھ اماموں کو ماننے والے اب ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح یہ پانچ تن پاک ہیں اسی طرح بارہ امام وہ بھی پاک اور معصوم ہیں ایک عقیدہ اور ان کا دوسرا عقیدہ یہ کہ اہل بیت سے مراد پنجتن ہیں ان کے علاوہ کوئی اہل بیت نہیں ہے ازواج رسول ان میں شامل نہیں ہیں۔ یہ دو باتیں ہیں ان کو ذہن میں رکھیں۔

اب ان کے مقابلے میں عقیدہ اہل سنت والجماعت ہے وہ یہ ہے کہ اہل بیت کے لفظ سے سب سے پہلے مراد ازواج رسول ہیں اور اس کے بعد اولاد رسول بھی مراد ہے۔ اہل سنت ان کو بھی اہل بیت سے خارج نہیں کرتے۔ صرف پانچ نہیں ہیں۔

شیعوں اور اہل سنت کے عقیدہ عصمت میں فرق

دوسری بات اہل سنت کے عقیدے میں کہ معصوم صرف انبیاءؑ کی ذات ہوتی ہے انبیاءؑ کے بعد جتنا بڑا مرتبہ ہو چاہے وہ صحابہؓ ہیں، اہل بیت ہیں، ازواج رسول ہیں ان کو آپ محفوظ تو کہہ سکتے ہیں لیکن معصوم نہیں کہہ سکتے معصوم صرف انبیاءؑ کی ذات ہے۔ اسی لئے ہمارے علماء کہتے ہیں جس طرح آپ کے

بعد لا نبی بعدہ کوئی نبی نہیں و لا معصوم بعدہ آپ کے بعد معصوم بھی کوئی نہیں کیونکہ معصوم صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً ہیں۔

عصمت ملائکہ

اور یہ بات یاد رکھیں کہ انبیاء جیسے معصوم ہیں اسی طرح اللہ کے جو فرشتے ہیں وہ بھی معصوم ہیں کیونکہ ان کی تعداد کو تو کوئی نہیں جانتا و لا یعلم جنود ربہ الا ھو اللہ کا جو لشکر ہے اللہ کے جو ملائکہ ہیں ان کے عدد تو ہم جانتے ہی نہیں لیکن اتنی بات ہے کہ ان کی کثیر تعداد ہے اور اللہ ہی ان کی تعداد کو جانتے ہیں۔

حدیث مبارک میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آسمان چرچرایا اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے کیونکہ آسمان کے اندر ایک بالشت کے برابر کوئی جگہ خالی نہیں ہے مگر اللہ کا کوئی نہ کوئی فرشتہ رکوع میں ہے، سجود میں ہے وہ دائماً تسبیح کرتے ہیں بلکہ بعض روایات کے اندر ان کی تسبیح مذکور ہے کہ سبوحٌ قدوسٌ ربنا و رب الملائکۃ والروح یہ ان کی تسبیح ہے۔

اب یہ بات سمجھیں کہ ملائکہ بھی معصوم ہیں کیونکہ قرآن پاک میں ہے کہ ملائکہ ایک ایسی مخلوق ہے لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ. (تحریم:٦) کہ وہ اللہ کے حکم کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا اللہ انہیں حکم دیتے ہیں جو اللہ کا حکم ہوتا ہے اس کی وہ تعمیل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے۔

جبرائیلؑ کی حضورؐ کے پاس آمد

اس لئے ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک دن حضرت جبرائیلؑ سے ارشاد فرمایا:

اے جبرائیل! تم بہت دیر کر دیتے ہو آنے میں اور مجھے اشتیاق ہوتا ہے کہ جبرائیل آئے ایک تو ان سے ملاقات ہوگی اور دوسری صاف بات ہے کہ وہ اللہ کی وحی لائیں گے اللہ کا قرآن لائیں گے لیکن تم کافی دیر کر دیتے ہو تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے زیادہ اشتیاق ہوتا ہے کہ آپ کے دربار میں حاضر ہوں اور آپ کی زیارت کروں آپ سے ملوں اور آپ سے باتیں کروں لیکن ہم اللہ کے بندے ہیں اس کے حکم کے پابند ہیں جب تک اللہ حکم نہ دے ہم حرکت ہی نہیں کر سکتے، اللہ کے حکم کے بغیر ہم کیسے آ سکتے ہیں اس لئے دیر ہوتی ہے کہ حکم ملے تو ہم آئیں جب تک حکم نہ ملے ہم کیسے آسکتے ہیں۔

فرشتوں کی ڈیوٹیاں

سورۃ القدر آپ نے تلاوت کی ہوگی کہ لیلۃ القدر کی ایک عظمت یہ بھی ہے کہ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا کہ اس کے اندر جبرائیلؑ بھی اترتے ہیں اور ملائکہ بھی اترتے ہیں لیکن بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اللہ کے حکم سے اگر اللہ کا حکم نہ ہو تو وہ نہیں اترتے فرشتوں کے کام اللہ کے حکم کے تابع ہیں۔

اسی طرح قرآن میں آتا ہے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کہ تدبیر امر کے لئے بھی اللہ نے ملائکہ کی ذمہ داری رکھی ہے ارواح کو قبض [illegible] ملائکہ کی ڈیوٹی ہے۔ روح پھونکنا ملائکہ کی ڈیوٹی ہے، بادلوں کو چلانا ملائکہ کی [illegible] ہے، کس جگہ برسانا ہے یہ بھی ملائکہ کی ڈیوٹی ہے، اگرچہ موجودہ سائنس تاویلات [illegible] پھرے لیکن ان ہواؤں کا خالق کون ہے، ان بخارات کو پیدا کرنے [illegible] ہے، ان

سمندوں کا خالق کون ہے، ان دریاؤں کا خالق کون ہے، سیدھی بات کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ. (الفرقان:۴۸)

ہوائیں اور بارشیں

کہ ہم ہوائیں چلاتے ہیں کہ وہ خوشخبریاں لاتی ہیں میری رحمت کے آنے سے پہلے جب ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے تو کہتے ہیں آج بارش ہوگی یا آج کہیں بارش ہوئی ہے اور پھر اللہ کے حکم سے بادل چلتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے بادل لاکھوں ٹن پانی لیکر کھڑے ہوئے ہیں لیکن ایک قطرہ بھی نہیں گرتا جہاں حکم ہے وہاں برستے ہیں۔ حرم کے اندر بارش ہے لیکن باہر نہیں ہے کبھی باہر بارش موجود ہے لیکن اندر بارش نہیں ہے تو یہ اللہ کا نظام ہے سائنس اسباب میں گم ہو جائے گی لیکن مؤمن کی نظر خالق الاسباب پر ہوگی وہ صرف مادے کے چکر میں رہ جائیں گئے لیکن مؤمن صرف مادے کے بنانے والے کو سوچتا ہے۔ وہ مون سون کی ہواؤں کو ذریعہ سمجھتے ہیں لیکن مومن خالق کی ہوا کو ذریعہ سمجھتا ہے کہ جو ہواؤں کو پیدا کرنے والا ہے۔

اب ان پر ملائکہ کی ڈیوٹیاں ہیں مجال ہے کسی کو کام میں دیر ہو یا سستی ہو اپنے اپنے احکام پر پابند ہیں تو ملائکہ معصوم ہیں اور انبیاءؑ بھی معصوم ہیں۔

انبیاء اور فرشتوں کی عصمتوں میں فرق

لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ جو شان عصمت انبیاء ہے وہ ملائکہ کی نہیں کیونکہ ملائکہ کی عصمت غیر اختیاری ہے کیونکہ اللہ نے ان کے اندر قوت حیوانیہ نہیں رکھی، کھانے کی قوت نہیں رکھی، اللہ نے ان کے اندر پانی کا جذبہ نہیں رکھا، قوت

شہوانیہ نہیں رکھی تو اس میں کون سی بہادری ہے۔

کمال تو عصمت انبیاءؑ کا ہے

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک آدمی نامرد ہو، عنین ہو وہ کہے کہ میں نے ایک حسین وجمیل عورت کے ساتھ رات گزاری ہے لیکن میں نے کوئی گناہ نہیں کیا جب اس کے اندر اس کا مادہ ہی نہیں تھا وہ کیا گناہ کرتا۔ اس لئے ملائکہ معصوم تو ہیں لیکن ان میں اللہ نے یہ جذبات رکھے ہی نہیں اصل کمال تو عصمت انبیاءؑ کا ہے کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ سارے جذبات رکھے ہیں لیکن اس کے باوجود حکم کو نہیں توڑتے کہ کھانے کا بھی جذبہ ہے قوات ملکیہ بھی ہیں، قوات شہوانیہ بھی ہیں قوات غضبیہ بھی ہیں۔

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیال رکھا کرو کہ میں کبھی غصہ بھی ہو جاتا ہوں کیونکہ میں بشر ہو اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ انسان ہوں جیسے تمہیں غصہ آتا ہے مجھے بھی تو غصہ آتا ہے، جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔

عصمت یوسف علیہ السلام

تو کمال عصمت یہ ہے کہ طاقت ہے، قوت ہے، حسن و جمال ہے، جوانی ہے، جذبات ہیں، زلیخا سارے دروازے خود بند کرتی ہے اور خود دعوت دیتی ہے هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ وہاں پیغمبر بولتا ہے خبردار میں اللہ کی نافرمانی کیسے کروں اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔

تو یہ کمال عصمت ہے آپ اندازہ کریں کہ یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال ہو اور شباب ہو اور پیغمبر کی قوت ہو لیکن اس کے باوجود پیغمبر صرف کہتا نہیں

بلکہ کر کے دکھاتا ہے۔ وہ کھینچتی ہے وہ دوڑتا ہے وہ اپنے گناہ کو عملی جامہ پہنانا چاہتی ہے وہ بچتا ہے اس لئے اللہ نے بھی فرمایا: كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ . (یوسف:۲۴)

کہ وہ میرے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے ہم نے اس سے برائی کو ہٹایا۔

فرشتوں کی عصمت اضطراری ہے انبیاءؑ کی اختیاری

اس لئے معصوم ملائکہ بھی ہیں اور معصوم انبیاءؑ بھی ہیں، لیکن عصمت انبیاء کروڑوں درجے فرشتوں سے بہتر ہے۔ کیونکہ انبیاء کی شان فرشتوں سے افضل ہے کیونکہ فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں لیکن وہ آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں بغیر اذن کے اندر نہیں آسکتے وہی جبرائیل ہیں جو براق لے کر آتے ہیں وہی جبرائیل ہیں جو خادم بن کر معراج پر ساتھ جاتے ہیں انبیاءؑ کی شان بہت بلند ہے کیونکہ فرشتے معصوم اضطراری ہیں اور انبیاء معصوم اختیاری ہیں ان کو عظمت بھی ہے اور اختیار بھی ہے لیکن انہوں نے اللہ کے ڈر سے اپنے آپ کو گناہ سے محفوظ رکھا ہے۔

انبیاءؑ کی عصمت میں اقوال علماء

انبیاءؑ کی عصمت میں بھی علماء کے اقوال ہیں بعض علماء فرماتے ہیں معصوم ہونے سے مراد کبائر سے معصوم ہونا ہے۔ یعنی بڑے گناہوں سے پاک ہیں جیسے شرک، زنا، قتل، قذف علی المحصنات ہے اسی طرح تولی یوم القتال ہے ان سے معصوم ہیں، صغائر سے معصوم نہیں کہ بڑے بڑے گناہ تو نہیں ہو سکتے لیکن چھوٹی چھوٹی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔

اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ انبیاءؑ معصوم تو ہیں لیکن نبوت کے بعد کیونکہ نبوت سے پہلے ہوسکتا ہے کہ ان سے کوئی چھوٹی سے خطا ہو جائے لیکن نبوت ملنے کے بعد معصوم ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ انبیاءؑ معصوم ہیں صغائر سے بھی معصوم ہیں اور کبائر سے بھی معصوم ہیں، نبوت سے پہلے بھی معصوم ہیں اور نبوت کے بعد بھی معصوم ہیں بہر حال نبوت کے بعد معصومیت کے اندر کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اقوال علماء کی وجوہات

دراصل بعض علماء فرماتے ہیں کہ دیکھیں کہ نبوت کے ملنے سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام درخت چکھ بیٹھے تو غلطی ہوگئی حالانکہ اللہ نے منع کیا تھا لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ. اسی طرح دیکھیں کہ یونس علیہ السلام نے حکم خداوندی کا انتظار نہ کیا اور بستی چھوڑ کر چلے گئے غلطی تو ہوگئی اسی لئے تو انہوں نے اللہ کو پکارا تھا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ چھوٹے گناہ تو ہو سکتے ہیں لیکن بڑے گناہ نہیں ہو سکتے۔

اور جو کہتے ہیں نبوت سے پہلے ہو سکتے ہیں بعد میں نہیں وہ کہتے ہیں ثم اجتبہ ربہ پھر اس کے رب نے ان کو چن لیا۔ بہر حال جو علماء کہتے ہیں کہ نبی ہر حال میں معصوم ہے وہ صغائر سے بھی معصوم ہے، کبائر سے بھی معصوم ہے، نبوت سے پہلے بھی معصوم ہوتا ہے اور نبوت کے بعد بھی معصوم ہوتا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ آپ جو کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی وہ تو خطا اجتہادی ہے غلطی تو ہے نہیں اللہ بھی اس کو غلطی نہیں کہتے تو تم اس کو کیسے غلطی کہتے ہو۔ کیونکہ قرآن میں ہے فنسی آدم کہ حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے

قرآن کہتا ہے کہ بھول گئے اور آپ کہتے ہیں کہ گناہ کیا۔

معمولی غلطی کو بھی بڑے حضرات بڑی غلطی سمجھتے ہیں

بڑے آدمی سے کوئی چھوٹی سے غلطی ہو جائے تو وہ اس کو اتنا بڑا سمجھتا ہے جیسے کوئی بہت بڑی غلطی ہوگئی ہو اب دیکھیں کہ عام آدمی سارا دن گالیاں دیتے ہیں لیکن اگر کسی بڑے آدمی سے بھول کر بھی کوئی غلط بات نکل جائے تو اتنا شرمندہ ہوتا ہے کہ میں نے کیا کہہ دیا ہے مجھے تو یہ زیب نہیں دیتا تھا کہ میری زبان سے یہ لفظ نکلتا۔

اب ادھر اللہ بھی فرما رہے ہیں کہ آدم بھول گیا لیکن حضرت آدم خود کہہ رہے ہیں رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. کیونکہ یہ عظمت انبیاء ہے۔

اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام نے بیٹے کے لئے دعا مانگی یہ کوئی کبیرہ گناہ نہیں بلکہ انہوں نے سوچا کہ اللہ نے تو میرے اہل کو بچانے کا وعدہ کیا ہے اس لئے تو کہا اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ. مولا یہ میرا بیٹا ہے میرے خاندان میں سے ہے اور آپ کا تو وعدہ ہے کہ میرے اہل کو بھی نجات دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کافر ہے لہٰذا آپ کا اہل نہیں اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ. اس لئے یہ غلطی نہیں۔

اللہ تعالیٰ انبیاءؑ کو بچپن میں بھی محفوظ رکھتے ہیں

اسی طرح انبیاءؑ سے نبوت سے پہلے بھی غلطی نہیں ہوتی کیونکہ صحیح احادیث کے اندر موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی سے کہا جو آپ کے ساتھ بکریاں چراتا تھا کہ مکہ کے اندر فلاں کی شادی ہے میں بھی جا کر ذرا شادی

کے اندر شرکت کروں دیکھوں شادیوں کے اندر کیا انتظامات ہوتے ہیں یہ شادیاں کیسے مناتے ہیں سنا ہے کہ بڑے بڑے قصاص (قصہ گو) آتے ہیں، قصے سناتے ہیں اور وہاں کچھ کھیل وغیرہ بھی ہوتے ہیں تو ساری رات جاگوں گا تو صبح کو نیند تو آئے گی دیکھو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شادی والی رات میں اس شادی والے مقام پر پہنچ گیا سارے لوگ بیٹھ گئے اس کے بعد میں نے کہا کہ ان کا فنکشن شروع ہوتا ہے فغلبنی النوم اللہ کی شان ہے کہ مجھ پر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ میں وہیں پنڈال کے اندر سو گیا وہ جوانہوں نے شادی کے لئے جگہ بنائی تھی میں وہیں سو گیا اور میری نیند نہیں کھلی حتی کہ سورج چڑھ آیا اس کی گرمی سے میں اٹھا تو دیکھا نہ وہاں کوئی شامیانہ ہے، نہ پنڈال ہے، نہ کوئی بندہ ہے، میں اکیلا مٹی پر سویا ہوا ہوں تو میں حیران ہو گیا کہ شادی ختم ہو گئی لوگوں نے کہا وہ تو رات کو ختم ہو گئی تھی تو فرماتے ہیں کہ میں واپس آ گیا۔

دوسرا واقعہ

پھر میں نے دوسری رات بھی اپنے ساتھی سے کہا کہ رات تو مجھے نیند آ گئی نہ تو میں نے ان کا فنکشن دیکھا اور نہ میں نے ان کا کوئی قصہ سنا اگر مہربانی کرو تو آج رات بھی ایک شادی ہے میں وہاں جاؤں گا اس نے کہا آپ جائیں فرماتے ہیں میں وہاں پنڈال کے اندر آ کر بیٹھا ابھی مہمانوں کی آمد و رفت ہے اور میں اپنے آپ کو جگانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آج میں نے نہیں سونا ہے لیکن خدا کی شان کہ مجھ پر اسی طرح نیند نے غلبہ کر لیا اور پھر میں اسی طرح سو کر صبح اٹھا تو سورج نکلا ہوا تھا اس لئے علماء نے فرمایا یہ عصمت انبیاء کا مقام تھا اللہ

نہیں چاہتے تھے کہ میرا رسول خاتم النبیین جھوٹے قصے سنے ان کی شان کے مناسب نہیں تھا تو اللہ نے ان پر نیند کا غلبہ کر دیا کہ وہ اس سے محفوظ رہیں حالانکہ وہ بچپن تھا ابھی تو نبوت بھی نہیں ملی تھی۔

تیسرا واقعہ

اسی طرح جب کعبۃ اللہ کی تعمیر ہو رہی تھی سارے قریش پتھر اٹھا رہے تھے تو قریش جب کام کرتے تھے تو وہ یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ نیچے چادر ہے یا نہیں ہے کوئی بات نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر اٹھاتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر بار کا اثر ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک چچا نے آ کر کہا کہ آپ اتنا بڑا پتھر اٹھاتے ہیں اور آپ کے کندھے پر کپڑا نہیں ہے چادر کھول کر کندھے پر رکھ لیں تا کہ کندھا زخمی نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھوڑو میں اسی طرح پتھر اٹھاؤں گا انہوں نے کہا نہیں مجھے تکلیف ہو رہی ہے تو یہ آپ کا بچپن تھا تو انہوں نے جلدی سے کپڑا کھینچا تا کہ چادر کو اتار کر ان کے کندھوں پر رکھوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہو گئے حالانکہ زیادہ بھی نہیں کھلی تھی۔

اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ اللہ اپنے انبیاءؑ کی ایسی حفاظت فرماتے ہیں حالانکہ اس دور میں یہ عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ مردوں کا مردوں کے سامنے اس طرح کے احوال میں بغیر لباس کے کام کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا تھا۔

آج کل کے سٹیوم

جیسے دیہاتوں کے اندر لوگ نہروں پر اور دریاؤں پر غسل کرنے کے لئے جاتے ہیں تو کوئی پرواہ نہیں ایک دوسرے کے سامنے نہا رہے ہوتے ہیں، غسل

کر رہے ہوتے ہیں، ویسے آج کل جو کاسٹیوم بنائے ہیں وہ پردہ داری کی بجائے عریاں کرنے کا زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں اور ان کے تیراکی کے لباس ایسے ہیں کہ جاذب نظر ہوتے ہیں تا کہ اس کی طرف آدمی زیادہ توجہ کے ساتھ دیکھے اور ہر چیز واضح نظر آئے۔

خلاصہ بحث عصمت انبیاءؑ وملائکہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ اللہ نے چھوٹی سی بات پر بھی نبی کو محفوظ کر لیا تا کہ نبی کے بدن پر بھی کسی کی نظر نہ پڑے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمادی۔ اس لئے ان علماء کا عقیدہ ہے فرشتے بھی معصوم ہیں اور انبیاء بھی معصوم ہیں۔ فرشتے اضطرای معصوم ہیں اور انبیاء اختیاری معصوم ہیں لہٰذا عصمت انبیاء فرشتوں کی عصمت سے بھی بڑھ کر ہے اس لئے وہ کہتے ہیں جہاں تک اولاد رسول کا تعلق ہے وہ معصوم نہیں ہیں ہاں البتہ محفوظ ہو سکتے ہیں۔

دوسری بات کہ اہل بیت سے مراد ازواج رسول نہیں بلکہ صرف پانچ کے لئے ہے تو سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن اپنی تفصیل خود بیان کرتا ہے قرآن میں تفصیل نہ ملے تو پھر حدیث کی طرف آئیں گے اب یہاں قرآن نے لفظ اہل بیت فرمایا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ.

اب قرآن سے پوچھتے ہیں کہ اہل بیت سے کیا مراد ہے تو قرآن ہمیں قصہ ابراہیم کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام گئے اور چپ کر کے ایک بچھڑا خوبصورت جوان ذبح کر کے اس کو بھونا اور اس کو لے کر آئے۔

مہمانی کے آداب

اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ قصہ ابراہیم اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ میزبان کے پاس جو کچھ حاضر ہے وہ اس کے سامنے لا کر رکھ دے اس سے پوچھنا نہ چاہئے کہ کھانا کھائیں گے چاہے چھوٹی چیز ہو یا بڑی چاہے گھر میں دال ہو سبزی ہو جو اللہ نے اس کو دیا ہے۔ عربوں کے اندر مشہور ہے **الجود من الموجود** کہ سخاوت موجود چیز کی ہے کہ کوئی چیز ہوگی تو اس کی سخاوت کرے گا تو یہ بھی آداب مہمان نوازی کے لئے ہے۔

اب تو لوگ اور زیادہ سمجھدار ہو گئے ہیں وہ کہتے ہیں آپ ہم غریبوں کا کھانا کہاں کھائیں گے آپ تو کسی بڑے آدمی کے پاس کھائیں گے اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ دفع ہوں نہ کھائیں گویا کہ یہ اس کا انداز ہوتا ہے یا پھر کہتے ہیں چلو کھانا نہیں چلو ناشتہ یا چائے تا کہ ان کو بتائے کہ وہ ابھی چلے جائیں گے رہیں گے تھوڑا ہی۔ شریعت کے اندر ہے کہ جو چیز موجود ہے وہ لے آئیں اس کے اندر آسانی بھی بڑی ہوتی ہے۔

میرے والد صاحب کا قصہ

میرے والد صاحب کو مہمان کا بڑا خیال ہوتا تھا تو اپنے استاد کو خط لکھا کہ میرے اوپر قرضہ بہت ہو چکا ہے کیونکہ جو بھی مہمان آتا ہے تو اس کی مہمانی اچھی طرح کرتا ہوں۔ بلوچ قبائل اور عرب قبائل کے اندر سخاوت فطرت کے اندر ہوتی ہے تو دوبارہ اپنے استاد کو خط لکھا کہ میں بڑا پریشان ہوں انہوں نے لکھا اس کا بڑا آسان حل ہے تیرے پاس جو موجود ہو وہ پیش کر دیا کرو اہتمام نہ کرو فرماتے ہیں اس کے بعد استاد کے کہنے پر عمل شروع کیا تو بڑی فراوانی ہو گئی جو

چیز موجود ہوئی سامنے رکھ دی کھائے کھائے نہیں کھائے تو اس کی مرضی۔

قرآن کے نزدیک اہل بیت سے مراد بیویاں ہیں

پہلی دلیل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا لیکن انہوں نے کھانا شروع نہیں کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ڈر گئے کیونکہ کھانا نہ کھانا یہ تو دشمنی کی علامت ہے کیونکہ دوست ہو اور پھر کھانا نہ کھائے یہ تو نہیں ہوسکتا اس لئے ڈر گئے۔ تو ان مہمانوں نے کہا حضرت آپ نہ ڈریں ہم تو فرشتے ہیں ہم تو کھانے سے پاک ہیں ہم مجبور ہیں۔ اس کے بعد فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ہم نے حضرت اسحاق کی خوشخبری دی تو آپ کی بیوی بھی ساتھ کھڑی تھی وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ تو وہ ہنس پڑیں کہ یہ اب ہمیں بچے کی خوشخبری دے رہے ہیں میں بھی بوڑھی ہوگئی ہوں اور ابراہیم علیہ السلام بھی بوڑھے ہو گئے ہیں ہم اس اولاد والی عمر سے گزر گئے تو انہوں نے اس لئے فوراً کہا یٰوَیْلَتٰى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ. عجیب بات ہے کہ بڑھاپے کے اندر اولاد ہوگی تو فرشتوں نے کہا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ۔

آپ اللہ کی رحمت سے تعجب کر رہی ہیں، آپ تو پیغمبر کی گھر والی ہیں۔ کیا اللہ قادر نہیں ہیں کہ بڑھاپے کے اندر اولاد دیں۔ خطاب کس سے کیا اہل البیت سے اور اولاد تو کوئی ہے ہی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کا اطلاق بیوی پر ہوتا ہے اور یہاں کوئی تاویل بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ قرآن کہتا ہے وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ۔

تو اہل بیت سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ہے نہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور اسی طرح اس آیت (اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ) میں بھی اہل بیت سے مراد ازواج رسول ہیں اولاد رسول مراد نہیں ہیں ہاں اولاد رسول کو ہم اہل بیت مانتے ہیں لیکن نص قطعی کا جو تقاضا ہے وہ یہ ہے کہ اس سے مراد ازواج رسول ہیں۔

دوسری دلیل:

اسی طرح دوسرے مقام پر دیکھیں کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر کہ آپ اس کو ایک صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈال دو۔ ہم اس کو آپ کے پاس واپس لوٹائیں گے آپ اپنا غم نہ کریں اور موسیٰ علیہ السلام پر بھی غم نہ کریں ہم آپ کو بھی بچائیں گے موسیٰ علیہ السلام کو بھی بچائیں گے اور اس کو آپ سے زیادہ دیر دور بھی نہیں کریں گے تو اب انہوں نے دریا میں ڈال دیا۔ کیونکہ ماں ہیں تو انہوں نے اپنی بیٹی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو فرمایا وَ قَالَتْ لِاُخْتِہٖ قُصِّیْہِ فَبَصُرَتْ بِہٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ ھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کی بہن کو کہا کہ ہم نے موسیٰ کو دریا میں ڈال تو دیا ہے جا کر پتہ تو کرو۔ اس کا بہاؤ جس طرف ہے جاؤ کہ آخر صندوق ڈوب گئی یا پکڑی گئی اگر پکڑی گئی ہوگی تو لوگ باتیں تو کریں گے اس کے بارے میں کہ اس کے اندر بچہ ہے۔ بی بی صاحبہ چل پڑیں اللہ نے فرمایا اے فرعون جس بچے سے تم ڈر رہے ہو اور جس کی وجہ سے تم بچوں کو قتل کرا رہے ہو ہم اس کی پرورش تیرے گھر میں کرائیں گے۔

منصوبہ بندی کا لطیفہ

اسی لئے جب ہمارے ہاں نیا نیا منصوبہ بندی کا آرڈر تھا تو ہمارے ایک عالم تھے بزرگ تھے فوت ہو گئے انہوں نے تقریر کے اندر فرمایا کہ منصوبہ بندی والوں کو بڑی دیر سے خیال آیا فرعون نے ستر ہزار بچوں کو قتل کرایا لیکن پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے اور تم بھی یہ ٹیبلٹ کھلا کر کیا کرو گے جس نے پیدا ہونا ہے وہ ضرور پیدا ہوگا اچھا خدا کی قدرت یہ ہے کہ اس دور کے اندر منصوبہ بندی کا جو چیئرمین تھا تو اس نے بھی باقاعدہ اپنے گھر کے اندر منصوبہ بندی کا علاج شروع کرایا تاکہ خود تو عمل کروں تو اللہ نے اس کو جڑواں بچے دو بچے اکٹھے دیئے بجائے ایک کے دو بچے اور دونوں صحت مند اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ دوائی جہاں بچے روکنے کے کام آتی ہے وہاں بچے پیدا کرنے کے بھی کام آتی ہے یہ گولی جرثومے کو اندر نہیں آنے دیتی جس دن بھول گیا وہ جرثومہ داخل ہو گیا۔

تکمیل دلیل

بی بی صاحبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے معلوم ہوا کہ فرعون کے محل کے اندر بچہ آیا ہے بی بی کو دل کے اندر خیال آیا کہ ہے تو میرا بھائی اور کون ہے۔ صندوق کے اندر پکڑا گیا محل کے اندر گئیں تو دیکھا کہ محل کے اندر سارے محل کے مرد اور عورتیں اکٹھے ہیں اور ایک چھوٹا سا بچہ ہے جو رو رہا ہے تو قریب آ کر طریقے سے پوچھا تاکہ ان کو پتہ بھی نہ لگے **و هم لا يشعرون**. ان کو شک نہ ہوتا کہ مجھے پکڑ نہ لیں تو ان سے پوچھا کہ اس کے رونے کی کیا وجہ ہے تو انہوں نے کہا کہ بچہ دودھ نہیں پیتا جتنی شہر کے اندر دودھ والیاں ہیں ان کو بلوایا ہے یہ کسی کا دودھ لیتا ہی نہیں ہے۔ اور چپ بھی نہیں کرتا تو اب حضرت موسیٰ علیہ

السلام کی بہن کو کہنے کا موقع ملا **اھل ادلکم علی اھل بیت.**

اگر تم کہو تو میں تم کو ایک ایسے گھر کے بارے میں بتاتی ہوں جو اس بچہ کی کفالت کر سکیں گے یہاں لفظ آیا اہل بیت اور یہاں اہل بیت سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں بہن تو ہے نہیں کیونکہ وہ تو بتانے آئی ہیں۔ تو انہوں نے کہا اچھا کوئی عورت ہے تو اس نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا خدا کے لئے اس کو جلدی سے لے کر آؤ۔ تو شاہی سواریاں اس کی بہن کو ساتھ لے کر چل پڑیں تو وہ دوڑتی ہوئی ماں کے پاس آئی اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام مل گئے ہیں وہ فرعون کے گھر میں ہے رو رہا ہے اور کسی کا دودھ نہیں پیتا جلدی چلیں انہوں نے کہا کہ میں تو نہیں جاتی اس نے کہا کیوں انہوں نے کہا کہ اللہ نے فرمایا تھا کہ موسیٰ تیرے پاس آئے گا انا رادوہ الیک تو میں کیوں جاؤں اسی کے اندر اللہ نے پردہ بھی رکھنا تھا چلی جاتیں تو راز کھل جاتا لیکن نہ جانے سے اللہ نے پردہ ڈال دیا کہ اگر ماں ہوتی تو سن کر فوراً جلدی آتی تو اس صبر کے اندر حکمت بھی تھی اور راز بھی تھا کہ اللہ نے پردہ بھی ڈال دیا۔

اب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی ماں کے پاس لائے تو انہوں نے فرمایا اس طرح کیا کرو کہ ہم آپ کا وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں لیکن ہم اس بچے کو محل کے اندر رکھیں گے کیونکہ یہ گھر چھوٹا ہے اس پر علماء نے لکھا ہے واہ میرے مولا کیسے تو شان پر آتا ہے، کرم پر آتا ہے کہ اپنے بچے کو دودھ پلاؤ اور پیسے بھی دلواو فرعون بچے کے پیسے بھی دے رہا ہے اور گھر کے اندر بھی رکھا ہوا ہے۔

بہر حال اس کے اندر ہمارا استدلال یہ تھا کہ یہاں لفظ اہل بیت بولا گیا اور اس کا اطلاق صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر ہوا ہے اور یہاں کوئی اور اولاد نہیں تھی تو اسی طرح ان مذکورہ بالا آیات جو خطبہ کے اندر تلاوت کیں ان

سے مراد بھی ازواج رسول ہیں۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں دیکھیں کہ وہاں ہے وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وہ عورت جس کے گھر میں حضرت یوسف علیہ السلام رہتے تھے اب نسبت بیت ہوتی ہے اہل کی طرف بیوی کی طرف جیسے حضرت لوط علیہ السلام کو فرشتوں نے کہا فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ رات کے کچھ حصہ میں آپ اپنے اہل کو لیکر چلے جائیں وَ لَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ پیچھے ان کے انجام کی طرف بھی نہ دیکھنا کیونکہ ان پر فیصلے کا وقت آ چکا ہے اب ان پر نزول عذاب کا وقت آ چکا ہے اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ. اور صبح قریب ہے۔

اور وہاں بھی قرآنی لفظ اھلک ہے اور جب وہاں سے حضرت لوط علیہ السلام چلے ہیں آپ کی بیٹیاں ہیں یا آپ کی بیوی ہے لیکن بیوی نے خیانت کی وہ بھی عذاب کے اندر ماری گئی۔ لیکن بیٹیاں ایمان پر رہیں لہٰذا اللہ نے آپ کی بیٹیوں کو تو بچالیا لیکن اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ. آپ کی بیوی ھلاک ہونے والوں میں آ گئی۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ لفظ اہل بیت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں اور یہ بھی دیکھیں کہ منشأ قرآن پر غور کریں کہ قرآن کہتا ہے: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا.

اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ سارے قرآن پر نظر ڈالیں اور سورۂ احزاب پر نظر ڈالیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا. خطاب کس کو ہے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ [illegible] لہٰذا خطاب کس کو ہے ازواج النبی

صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے قرآن کہتا ہے: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۔ خطاب کس کو ہے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے: وَ مَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ. خطاب کس کو ہے ازواج النبی کو ہے فرمایا: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ. خطاب کس کو ہے ازواج النبی کو ہے وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ازواج رسول کو خطاب ہے وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ. یہ سارا خطاب ازواج رسول کو چلا آرہا ہے۔

پہلے بھی دیکھ لیں اور بعد میں بھی دیکھ لیں وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِکْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا. اللہ نے فرمایا واذکرن آپ یاد رکھیں اور اس پر غور کریں کہ آپ تو وہ گھر والی ہیں جن کے گھروں میں قرآن اترتا ہے وحی آتی ہے جن کے گھروں میں اللہ کا نبی قرآن پڑھاتا ہے، دانائی کی باتیں سکھلاتا ہے اول سے لے کر آخر تک خطاب اہل بیت رسول کو ہے۔ اور اہل بیت رسول سے مراد ازواج رسول اللہ ہیں ہاں یہ الگ بات ہے کہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی اہل بیت ہیں اور آپ کی اولاد اطہار بھی اہل بیت ہیں۔ اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما یعنی بنات رسول اور ان کی اولاد بھی اہل بیت رسول میں داخل ہیں ماسوا شیعہ حضرات کے کہ وہ اہل بیت رسول سے ازواج کی نفی کرتے ہیں۔ جبکہ دلائل قرآنیہ سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اہل بیت سے مراد ازواج رسول ہیں۔

فصل ہشتم

برادران اسلام، واجب الاحترام، دوستو، بھائیو، عزیز نوجوانو!

خلاصہ درس سابق

گزشتہ درس کے اندر تطہیر پر بات ہو رہی تھی آیت تطہیر الگ بات ہے اور آیت تخییر الگ بات ہے اس ضمن کے اندر عرض کیا تھا کہ معصوم صرف انبیاء ہوتے ہیں اللہ کے جتنے نبی پیغمبر اور رسول ہیں وہ سب معصوم ہیں اور ان کی عصمت ملائکہ سے بھی زیادہ شان والی ہے کیونکہ معصوم ملائکہ بھی ہیں لیکن انبیاء کی معصومیت ملائکہ سے زیادہ ہے کیونکہ ملائکہ کی عصمت اضطراری ہے یعنی وہ مضطر ہیں اللہ نے ان کے اندر گناہ کا مادہ ہی نہیں رکھا۔

مثلاً قوت حیوانیہ ہے ہی نہیں ان کو بیوی کی ضرورت اور خواہش ہی نہیں، ان کو کھانے پینے کی ضرورت ہی نہیں تو انہیں کیا ضرورت ہے کہ چوری کریں، ڈاکہ ماریں، رشوت لیں وہ تو پاک ہیں اور ان کی شان اور صفت یہ ہے کہ اللہ کے شان والے بندے ہیں لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وہ کبھی اللہ کے نافرمان نہیں ہوتے اور وہی کرتے ہیں جس کا اللہ انہیں حکم دیتے ہیں وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ تو وہ معصوم ہیں ہی چونکہ ان کی عصمت اختیاری نہیں اس لئے انبیاء کی عصمت کی شان زیادہ ہے کیونکہ وہ معصوم ہیں اور عصمت اختیاری ہے اللہ نے ان کے اندر قوت رکھی ہے، ان کے اندر حیوانیت کا مادہ رکھا ہے، مادہ شہوانیہ رکھا ہے جہاں اللہ نے ان کے اندر قوی ملکیہ رکھے ہیں وہاں ان کے اندر قوی

شہوانیہ بھی رکھے ہیں۔ان کو جہاں اللہ نے قوت علمیہ سے،قوت ذکریہ سے اور قوت فکریہ سے،قوی ملکیہ سے نوازا ہے،لیکن وہ بشر ہیں،انسان ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رات کو سوتا بھی ہوں اور رات کو عبادت بھی کرتا ہوں کیونکہ مجھے نیند کی ضرورت ہے فرمایا میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں تو اس لئے جب طاقت ہو پھر انسان گناہوں سے محفوظ رہے تو یہ مقام عصمت بہت بلند ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی نامرد ہے خنثیٰ مشکل ہے اگر وہ یہ دعوی کرے کہ حسین وجمیل عورت میرے کمرے میں رہی مگر میں نے نظر نہیں ڈالی یہ کوئی کمال ہی نہیں کیونکہ اس کے اندر اس کی قوت ہی نہیں،طاقت ہی نہیں،کمال تو تب ہے کہ امرأۃ العزیز ہو وقت کے مقتدر گھرانے کی عورت ہو محلات ہوں جمال ہو اور خود حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے جال میں ڈالنا چاہے لیکن پیغمبر کہے معاذ اللہ تو یہ مقام عصمت ہے۔جبکہ آپ ان کے غلام ہیں،خریدے ہوئے ہیں،یعنی حالات ایسے نہیں کہ آپ ان کی کسی بات کا انکار کرسکیں حالانکہ وہ اگر ان کی بات مان لیتے تو دنیوی اعتبار سے ان کو اور آرام ملتا۔لیکن وہ مقام عصمت ہے کہ اس وقت بھی پیغمبر کی زبان سے ایک بات نکلی کہ معاذ اللہ یہ کیا کہہ رہی ہو مجھے دعوت گناہ دیتی ہو۔

اس لئے علماء نے فرمایا کہ عصمت انبیاء زیادہ شان والی ہے اس لئے انبیاء کی شان ملائکہ سے زیادہ ہے۔ملائکہ کی شان ہے لیکن جبرائیل علیہ السلام ایسے ہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہوں۔جبرائیل علیہ السلام بغیر اذن کے داخل نہیں ہوسکتے،براق لے کر آتے ہیں اور خدمت کرنے کے لئے ساتھ چلتے ہیں تو اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں انبیاء معصوم ہیں صحابہ بھی

معصوم نہیں، ازواج بھی معصوم نہیں، اولاد بھی معصوم نہیں، البتہ وہ محفوظ ہیں۔ معصومیت کا مقام الگ ہے اور محفوظیت کا مقام الگ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور کے صحابہؓ کو مقام محفوظ تک پہنچا دیا لیکن جو نبی کا مقام ہوسکتا ہے وہ صحابہؓ کا مقام تو نہیں ہوسکتا اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

شیعہ: ائمہ کو نہ قرآن سے معصوم ثابت کر سکتے ہیں نہ حدیث سے

لیکن شیعوں کا عقیدہ ہے کہ جس طرح انبیاء معصوم ہیں اسی طرح امام بھی معصوم ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسا دعوٰی ہے جس پر کوئی دلیل نہیں نہ وہ قرآن سے اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں کہ اہل بیت معصوم ہیں نہ وہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں کہ انبیاء بھی معصوم ہیں اور بارہ امام معصوم ہیں تو اب ان کے نزدیک صرف آیت تطہیر ہے جس کے اندر وہ اپنی پسند کے مطابق اللہ کے قرآن کے اندر تحریف کرتے ہوئے اپنے اس مسلک کو ثابت کرنے کے لئے دو باتوں پر زور دیتے ہیں ایک تو یہ کہ اہل بیت معصوم ہیں دوسرا یہ کہ ازواج رسول کا اہل بیت سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

شیعہ استدلال کا رد

اگر ہم ان کی پہلی دلیل مان لیں لیکن قرآن تو کہتا ہے: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ. کہ اللہ چاہتے ہیں کہ تم سے رجس کو دور کریں معنی یہ ہوا کہ رجس تھا تو دور کیا اگر رجس تھا ہی نہیں تو پھر دور کرنے کا کیا مطلب ہے تو سب سے پہلے قرآن کی پہلی آیت دلالت کرتی ہے کہ ماثوم کو معصوم بنانے کا کیا مطلب۔ ماثوم کو تب پاک بنایا جا رہا ہے کہ پہلے کچھ ہے اس رجس کو اللہ دور کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے یہ آیت بھی ان کی تائید میں نہیں آتی۔

اور جوان کی دوسری دلیل ہے کہ اہل بیت صرف عترت رسول ہیں، اولاد رسول ہیں باقی ازواج اہل بیت نہیں ہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کی وزنی دلیل ہو محض تاویلات ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث مشہور ہے جو حدیث عباء کے نام سے مشہور ہے۔

اس کا قصہ یہ ہے کہ بی بی ام سلمہؓ کے گھر میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور امہات المؤمنین میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آتے ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آتی ہیں اسی طرح حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما آتے ہیں اور یہ آیت تطہیر نازل ہو چکی ہے اس کے بعد کی بات ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے قریب کیا اور جو آپ کے پاس چادر تھی اس کو اوپر ڈال لیا اور ان سب کو کہا کہ تم چادر کے اندر آجاؤ سب چادر کے اندر آ گئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

اللھم ھٰؤلاء اھل بیتی. یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں اب بی بی ام سلمہ بھی موجود ہیں انہوں نے بھی خواہش کی کہ میں بھی اس چادر کے اندر آجاؤں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنکِ علی خیرٍ تم تو پہلے سے بھلائی پر ہو۔ اس حدیث عباء کو سامنے رکھ کر شیعہ حضرات اہل بیت کو محصور کر دیتے ہیں کہ

لی خمسۃٌ اطفی بھا حر الوباء الحاطمۃ
المصطفی والمرتضی وابنا ھما و الفاطمۃ

(ترجمہ شعر) میرے لئے پانچ لوگ کافی ہیں جن سے میں تباہ کن وباء کی تکلیف کو بجھا سکتا ہوں۔ ۱-محمد مصطفیٰ، ۲- علی مرتضیٰ، ۳-حضرت حسن، ۴-حضرت حسین، ۵-حضرت فاطمہ۔

یہ صرف پانچ ہیں اس لئے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر چادر ڈالی ام سلمہؓ کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کے اندر آنے ہی نہیں دیا تو وہ کیسے اہل بیت میں سے ہوگئیں ان کی بڑی دلیل یہی ہے۔

اب اس بات کو سمجھیں کہ لفظ اہل بیت کے اندر حضرت علی، حضرت حسن و حضرت حسین اور حضرت فاطمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین داخل ہیں تو پھر کپڑا ڈال کر دعا مانگنے کی ضرورت ہی کیا ہے اس کو سمجھیں کہ جب اللہ نے قرآن نازل کر دیا اور اللہ نے حضور کو بتا دیا ہوگا کہ یہ آپ کے اہل بیت ہیں بس پھر ان کو کپڑا ڈال کر دعا مانگنے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی۔ اسی لئے آپ دیکھیں اس کو عربی کے اندر کہتے ہیں تحصیل حاصل مثلاً یہ عینک ہے پھر میں ڈاکٹر صاحب سے کہوں کہ عینک دیجئے عینک دیجئے یہ تو تحصیل حاصل ہے وہ تو میرے پاس پہلے موجود ہے موجود کو مانگنے کا کیا فائدہ ہے مانگی تو وہ چیز جاتی ہے جو غیر موجود ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ آنے کے بعد دعا کی یا اللہ ان ابراھیم خلیلک. ابراہیم تیرا خلیل ہے قد دعا لمکة اس نے آپ سے مکہ کے لئے دعا مانگی تھی میں بھی تو تیرا حبیب ہوں میں دعا مانگتا ہوں مدینہ کے لئے کہ اللھم بارک فی مُدنا یا اللہ! اس کے مد میں برکت فرما، اس کے صاع میں برکت عطا فرما، اس کی ہر چیز کے اندر برکتیں عطا فرما تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مکہ کے لئے نہیں مانگی بلکہ مدینہ کے لئے مانگی کیونکہ مکہ کے لئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا مانگ چکے ہیں اور اللہ نے ان کی دعا قبول فرمالی سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے بچوں کو چھوڑا تھا تو اس وقت دعا مانگی:

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ. (ابراہیم:۳۷)

تو حضرت ابراہیمؑ کی دعائیں اللہ نے قبول فرمالیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے لئے تو دعا مانگی لیکن آپ نے مکہ کے لئے دعا نہیں مانگی حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد مکہ ہے، مکہ میں پیدا ہوئے، آپ کی بعثت مکہ میں ہوئی، آپ کو نبوت مکہ میں ملی، آپ پر قرآن مکہ میں اترنا شروع ہوا، مکہ میں نماز کا ثواب ایک لاکھ ملتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے لئے دعا نہیں مانگی۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا اللہ انی اجعل ما بین لابتیہ. یا اللہ میں جوان دو پہاڑوں کے درمیان کا علاقہ ہے میں بھی مدینہ کے اس علاقہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے لئے دعا نہیں فرمائی کہ میں مکہ کو حرم قرار دیتا ہوں وجہ یہی تھی کہ مکہ پہلے سے حرم تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دعا کی ضرورت نہیں تھی لیکن مدینہ حرم نہیں تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے لئے حرم ہونے کی دعا کی کہ یا اللہ مہربانی فرمائیں کہ مکہ تو حرم ہے لیکن ان دو جانبوں کے اندر جتنا بھی مدینہ کا علاقہ ہے، اس کو حرم قرار دیتا ہوں تو آپ بھی اس کو حرم قرار دے دیں۔

اس لئے یاد رکھیں دعا اس چیز کی مانگی جاتی ہے جو موجود نہ ہو لیکن جو پہلے سے موجود ہو تو اس کی دعا نہیں مانگی جاتی یہ تو تحصیل حاصل ہے اسی سے آپ اندازہ کریں کہ اگر حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین رضوان اللہ اجمعین اگر پہلے سے اہل بیت ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اوپر چادر ڈال کر دعا مانگنے کی کیا ضرورت تھی اللھم ھولاء اھل بیتی کہنے کی ضرورت کیا تھی۔

تو صاف ظاہر ہے کہ اصل میں یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے آئی تھی ازواج مطہرات امہات المؤمنین کے لئے یہ آیت اتری تو ان کو اتنی

بڑی شان ملی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اس کے اندر میری عترت اولاد بھی شامل ہو جائے کہ ازواج کے لئے تو اللہ نے قرآن کے اندر اتنا بڑا فیصلہ فرما دیا کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا. کتنی بڑی شان ہے تو اے اللہ میرے ان بچوں کو بھی ان میں شامل فرما لے۔

ہم اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نص قرآنی سے اہل بیت ازواج رسول اللہ ہیں اور اس دعاء مدنی سے اولاد نبی بھی اہل بیت کے اندر شامل ہیں تو ہمارے نزدیک ازواج بھی اہل بیت ہیں، سیدہ فاطمہ اور ان کی اولاد بھی اہل بیت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت ہیں لیکن ہم اس کی تفصیل کرتے ہیں کہ ازواج رسول کا اہل بیت ہونا قرآن سے ثابت ہے، لیکن عترت کا اہل بیت ہونا حضور کی دعا سے ثابت ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ اپنی اولاد کے لئے حرام قرار دیا۔

اب بی بی سلمہؓ کا یہ کہنا کہ میں بھی چادر کے نیچے آجاؤں تو کیوں نہیں لے آئے ایک تو یہ کہ آیات حجاب اتر چکی تھیں حضرت علیؓ کے ساتھ چادر میں کیسے آئیں اور دوسری وجہ یہ تھی کہ جب اللہ ان کے لئے اہل بیت کا فیصلہ فرما چکے تھے تو اب کیا ضرورت تھی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا ضرورت ہے انک علی خیرٍ تم تو پہلے بھلائی پر بیٹھی ہو۔

اس لئے اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت محفوظ ہیں، معصوم نہیں اہل بیت سے مراد ازواج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جہاں جہاں بھی قرآن کے اندر اہل بیت کا لفظ آتا ہے تو اس سے ازواج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

خلاصہ دلائل

قرآن مجید کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ جب اللہ کے پیغمبر کو اللہ کے فرشتوں نے بچوں کی خوشخبری دی تو ان کی بیوی حیران ہوگئی کہ میں بوڑھی ہوگی اور ابراہیم علیہ السلام بھی بوڑھے ہو گئے تو اب اللہ تعالیٰ ہمیں بچہ دیں گے تو حیران ہوگئیں اس وقت انہوں نے کہا:

یٰوَیْلَتٰی ءَ اَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ. قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ھود:۷۲،۷۳)

تو اللہ کے فرشتوں نے اہل بیت کس کو کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو کہا اس سے معلوم ہوا کہ لفظ زوج کا اطلاق ازواج پر ہوتا ہے ازواج رسول پر ہوتا ہے۔

اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر پہنچ گئے اور ان کی بہن ڈھونڈتی ہوئی پہنچی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب دودھ نہیں پی رہے تھے تو انہوں نے بھی یہی کہا تھا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓی اَهْلِ بَیْتٍ. (القصص:۱۲) کیا میں تمہیں ایسا گھر نہ بتاؤں جو اس کو دودھ پلائے گا اور مراد موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔

اسی طرح جب اللہ نے لوط علیہ السلام کو حکم دیا فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ آپ اپنی بیوی کو لے کر چلے جائیں اگر چہ وہ نہیں بچے گی لیکن آپ نکل جائیں اور مڑ کر نہ دیکھیں۔ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ یہاں بھی لفظ اہل ہے اور اس سے مراد بھی حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی اور بیٹیاں ہیں۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس دس سال کی مدت گزار کر اپنی بیوی کو

لے کر روانہ ہوئے اور حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو کچھ بکریاں بھی دیں اور کچھ مال بھی دیا تو راستے کے اندر راستہ بھول گئے اور شدید سردی ہے دور سے روشنی نظر آئی تو اپنے اہل سے کہا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا. (طٰہٰ:۱۰) یہاں بھی قرآن نے لفظ اہل استعمال کیا کہ اپنے گھر والوں کو کہا اس سے بھی معلوم ہوا کہ لفظ اہل بیت کا تعلق ازواج النبی سے ہے۔

اس لئے قرآن کہتا ہے: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ. یہ سارا جہاں سے ہم نے قرآن پڑھا ہے بحث بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ مخاطب کون ہیں بیویاں ہیں وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مخاطب بیویاں ہیں يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ صراحت آگئی مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ مراد ازواج النبی ہیں اسی طرح آگے اللہ تعالیٰ دوبارہ فرماتے ہیں يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مراد ہیں پورا رکوع ہی حضور کی بیویوں کے بارے میں ہے تو کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اہل بیت سے مراد بیویاں نہیں اور صرف اولاد مراد ہے تو میرے خیال میں اس سے بڑی کم عقلی اور کیا ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد آتا ہے وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو ہے وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ. سب خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو ہے اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا. اس سے مراد کون ہے ازواج النبی ہیں وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا. تو سارا

خطاب ازواج رسول کو ہے سارا سیاق وسباق ازواج رسول کے لئے ہے۔

تو ازواج رسول کو اہل بیت سے نکال دینا یہ تو قرآن کی بھی تحریف ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان کی بھی تحریف ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی گھر والیوں کے لئے لفظ ازواج استعمال ہوا کیونکہ وہ نبی کا جوڑ، نبی کے متماثل، نبی کے متشابہ ہیں۔ یہ ساری شان ازواج النبی کی ہے آیت تخییر کے بعد ان کا اللہ کے نبی کو چن لینا یہ بھی مقام ہے ازواج نبی کا اور اللہ کا یہ وعدہ فرمانا کہ اگر تم نے اعمال صالحہ کئے نؤتھا اجرھا مرتین ہم تمہیں ڈبل ثواب عطا فرمائیں گے تو ان تمام آیات کا تعلق ازواج رسول سے ہے، اہل بیت رسول سے ہے، امہات المؤمنین سے ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین اور اس کا کوئی عقل مند انکار نہیں کرسکتا۔

اشکال

بعض شیعہ حضرات کا اشکال یہ ہے کہ بھئی ہم مانتے ہیں کہ یہ ساری آیات امہات المؤمنین کے حق میں ہیں، ازواج رسول کے حق میں ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ یہ جو خطاب کے اندر آیا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ لفظ عنکم آیا ہے عنکن نہیں کہا گیا وَ یطھر کم یہاں بھی کن نہیں کہا گیا بلکہ جمع مذکر ہے تو اس کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں کیسے آگئیں یہ تو صیغہ بھی جمع مذکر کا ہے یہ ان کا سب سے بڑا اشکال ہے کہ جیسے پہلے مؤنث کے صیغے ہیں تو یہاں پر مؤنث کے صیغے کیوں نہیں ہیں؟ لہٰذا اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں کیسے مراد ہوسکتی ہیں؟

جواب

کبھی شرعاً ایک قاعدہ ہوتا ہے جس کو کہتے ہیں تغلیباً جیسے اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ. اللہ نے فرمایا اے ایمان والو! میرے مدنی کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا نہ کرو۔ اس کا کیا مطلب ہوا کہ صرف مردوں کو حکم ہے اور عورتیں چیختی رہیں وہ نبی سے بھی اونچی آواز کریں کوئی حرج نہیں۔

وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ. اللہ نے فرمایا: خبردار میرے نبی کو اس طرح نہ پکارا کرو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو یا محمد یا محمد نہ کہو، ادب کرو، احترام کرو، اگر کوئی کام ہے تو انتظار کرو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے توجہ فرمائیں تو اپنا کام پیش کرو۔ یہ نہیں کہ باہر سے پکارنا شروع کردو اب بظاہر تو یہ حکم مردوں کو ہے یہ مطلب تو نہیں ہے کہ عورتیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکاریں تو کوئی حرج نہیں، عورتیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شور کریں تو کوئی حرج نہیں۔

تو اس لئے ہمیشہ سمجھیں کہ قرآن میں جتنے احکام ہیں ان میں مردوں کو مخاطب کیا جاتا ہے تو عورت خود بخود اس حکم میں آجاتی ہے۔ عورتیں تو ان سے ادنیٰ درجہ میں ہیں جب اعلیٰ درجہ والے کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ ڈاکٹر صاحب شور نہ کریں تو اس کا مطلب ہے کہ کمپوڈر شور کرتا رہے اس کا مطلب کہ جو ڈاکٹر کا پی این ہے، چوکیدار ہے وہ شور کرتا رہے نہیں بلکہ معنی یہ ہوتا ہے کہ جب ایک بڑے آدمی کو اور پڑھے لکھے کو روکا جارہا ہے تو نچلے درجے والے خود بخود اس کے

اندر شامل ہو گئے۔

اس لئے یاد رکھیں کہ کبھی ایسے ہوتا ہے کہ اللہ کا خطاب بظاہر مردوں کے لئے ہوتا ہے لیکن عورتیں اس میں شامل ہو جاتی ہیں اس کو کہتے ہیں تغلیبًا۔ یہاں بھی اللہ نے تغلیبًا اور لفظ اہل کو سامنے رکھتے ہوئے مذکر کا صیغہ استعمال کر دیا اگر صرف اس صیغہ کے اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں تو بی بی فاطمہ بھی تو عورت ہیں تو ان کو آپ اس اہل بیت کے اندر کیسے شامل کریں گے۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں یہ ایسے اعتراض ہیں کہ ایک اپیل آتی ہے ہائی کورٹ میں اور ہائی کورٹ کی سپریم کورٹ میں تو وکلاء کہتے ہیں کہ اس میں ٹیکنیکل اعتبار سے دیکھا جائے گا کہ اس کے اندر کوئی قانونی خلاف ورزی تو نہیں ہوئی باقی حق اور ناحق کا فیصلہ یہ عدالتوں کا کام ہے ہمارا کام تھوڑا ہے یہ عدالت کا کام ہے کہ حق کسے کہے، ملزم کون ہے۔ بہر حال اس بات کو سامنے رکھیں کہ ازواج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں اور نساء النبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں اہل بیت نبی بھی حضور کی بیویاں ہیں اور یہ بہت بڑی شان ہے۔

رجس کے معانی

یاد رکھیں لفظ عنکم الرجس رجس کئی معنی کے اندر استعمال ہوتا ہے رجس کا معنی بت بھی ہے اللہ نے قرآن میں فرمایا: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ. اللہ نے فرمایا رجس سے بچو یعنی بتوں سے بچو اور رجس کا معنی عذاب بھی ہے اور یہاں جو مراد ہے کہ اللہ چاہتے ہیں کہ حضور کی بیویوں کی شان، عظمت، عصمت، رفعت اتنی ہو جائے اس مقام پر آ جائیں کیونکہ وہ میرے مدنی پاک کی گھر والیاں ہیں۔

اس لئے فرمایا: وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ حضور کی بیویاں تم اس

بات کو تو سوچو کہ تم اس گھر میں ہو جس کے اندر اللہ کا قرآن اترتا ہے۔ جس میں جبرائیل آتا ہے، جس میں وحی آتی ہے، جس میں اللہ کا پیغمبر آکر تمہیں وہ آیات سناتے ہیں اور وہ آیات اترتی بھی تمہارے گھروں میں ہیں اور تمہیں دانائی کی باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا. اللہ اپنی مخلوق پر لطف فرمانے والے ہیں ان کے احوال کو جانتے ہیں یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ پاک جاننے والے بھی ہیں اور اللہ لطف و کرم کے مالک بھی ہیں تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو ان کے لئے چن لیا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ ان کا مقام اتنا بلند تھا کہ ان سے بہتر عورتیں دنیا کے اندر پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں اس لئے علماء نے استدلال کیا کہ

ازواج النبیؐ کی خصوصیت

عَسٰی رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْکَارًا. (التحریم:۵)

اللہ تعالیٰ اگر چاہیں تو تم کو بدل دیں بہتر عورتیں اور بہتر بیویاں اپنے مدنی پاک کو دے دیں لیکن اور نکاح نہیں ہوا اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ ان سے بہتر اور عورتیں دنیا کے اندر تھیں ہی نہیں۔ اس لئے ان کو نہیں بدلا تو یہ مقام اگر ملا ہے تو ازواج رسول اللہ کو ملا ہے کہ ان کے بعد اللہ نے اپنے نبی کو مزید نکاح کرنے سے بھی منع کر دیا منع ہی نہیں بلکہ یہ بھی حکم دے دیا کہ مثلاً ایک آدمی کی چار بیویاں ہوتی ہیں وہ ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہے تو وہ اس کے بدلے میں کسی اور سے نکاح کر سکتا ہے۔

اللہ نے فرمایا میرے نبی یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ آپ ان میں سے کسی کو چھوڑ

دیں اوران کے بدلے اور بیوی لے آئیں اب ان کو ہم نے آپ کے لئے چن لیا اور آپ کو ہم نے ان کے لئے چن لیا ہے یہ مقام اور عظمت اور اللہ کے فیصلے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جواز واج رسول کو مقام دینا تھا وہ اور کسی کو نہیں دیا۔

اگر اللہ نے توفیق بخشی تو آئندہ خطبہ کے اندر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ابتداء کریں گے میرے آقا کی سب سے پہلی بیوی بھی سیدہ خدیجہ ہیں پہلی مؤ... سیدہ خدیجہ ہیں، پہلی محسنہ بھی سیدہ خدیجہ ہیں۔

مسئلہ تعدد ازواج النبیؐ

اب رہا مسئلہ تعداد ازواج کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی شادیاں کیوں کیں؟ اس پر دشمنوں نے بے انتہاء زیادتی سے کام لیا ہے خصوصاً مستشرقین نے اپنی کتابوں کے اندر زہر اگلا ہے پھر نام نہاد مسلمانوں کے اندر رسلمان رشدی ہے، اس نے بھی ازواج رسول پر بے انتہاء زہر اگلا ہے لیکن یاد رکھیں کہ ایک تو ہوتا ہے الزام برائے الزام اگر ہم حقیقت پر نظر ڈالیں تو دیکھیں کہ ابوریحان البیرونی جو ہیں جنہوں نے پورے ہند کی سیاحت کی اور اس پر ایک کتاب لکھی اس نے ثابت کیا ہے کہ کہ ہندو دھرم میں بھی ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا رواج ہے اسی طرح انہوں نے ثابت کیا ہے ان کا جو سب سے بڑے اوتار کے درجے میں ہے کرشن اس کی بھی سینکڑوں بیویاں ہیں بلکہ ان کی کتابوں کے اندر بھی ہے کہ جو برہمن ہے وہ چار شادیاں کر سکتا ہے، جو کھتری ہیں وہ تین کر سکتے ہیں اور جو ویش ہیں وہ دو کر سکتے ہیں۔

اقوام عالم میں تعدد ازواج

رح سابقہ مذاہب جتنے بھی گزرے ہیں آپ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جو ہے

پڑھیں ایک ڈاکٹر مردک جو ماہر انسانیات ہیں انہوں نے ۱۹۶۹ کے اندر تحقیق کی کہ دنیا کے اندر انسانوں کی چار سو پچاس قومیں ہیں جن میں چار سو پندرہ کثیر الازواج ہیں کہ وہ ایک سے زیادہ شادیاں کرتے ہیں اور یہ ان میں عیب شمار نہیں ہوتا۔

انبیاء کرامؑ کا تعداد ازواج

اسی طرح جب ہم اسلام کے اندر دیکھتے ہیں تو سیدنا سلیمان علیہ السلام کی سات سو کے قریب بیویاں تھیں، سیدنا داود علیہ السلام کی کئی بیویاں تھیں، اسی طرح جب ہم قرآن کے اندر دیکھتے ہیں تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویوں کا ذکر تو ہمیں باقاعدہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ملتا ہے ام اسماعیل اور ام اسحاق یعنی بی بی ہاجرہ اور بی بی سارہ اور صحیح روایات کے اندر ہے کہ ایک کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور ایک کے بطن سے سیدنا اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت اسحاق سے پھر حضرت یعقوب پیدا ہوئے پھر حضرت یعقوب علیہ السلام سے سارے بنی اسرائیل کے نبی پیدا ہوئے اور حضرت اسماعیل کی پشت سے اللہ نے ایک نبی رکھا جو سارے انبیاءؑ سے افضل ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جواب کا خلاصہ

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی بھی کئی بیویاں تھیں اگر سارے انبیاءؑ کی کئی بیویاں تھیں، ہر مذہب یہودیت، عیسائیت اور ہندو دھرم میں بدھ مت میں اور تمام مذاہب میں اگر تعدد ازواج ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے کی کیا ضرورت ہے، ٹھنڈے دل سے سوچیں اعتراض تو تب ہوتا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات نرالی ہوتی اور کسی نبی کی کئی بیویاں نہ ہوتیں تو اعتراض ہوتا۔

اسی طرح ہندو جن کو بڑا اوتار کا درجہ دیتے ہیں ان کی بھی کئی بیویاں تھیں بعض لوگ بڑے بڑے، اپنے مذاہب کے قد آور لوگ گزرے ہیں ان کی بھی کئی بیویاں تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر کسی کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے نمبر ایک۔

دوسرا اشکال اور جواب

نمبر دو زیادہ بیویوں کا تصور دے کر دشمن یہ تصور دیتا ہے کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ کہ ان کے نبی کے اندر جنس کی زیادہ خواہش تھی اس لئے تو آپ نے اتنی عورتیں رکھیں تو اگر ان کے اس اعتراض کو سامنے رکھا جائے اور پھر حیات رسول پاک پر نظر رکھی جائے تو آپ غور کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال ہے عین جوانی ہے اور پہلی بیوی کی عمر چالیس سال ہے اور اس کے دو شوہر پہلے فوت ہو چکے ہیں اور دونوں سے اولاد ہے یعنی بیوہ ہیں، صاحب اولاد ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر کے اندر اتنی بڑی ہیں کہ پندرہ سال کا فرق ہے۔

اور آج بھی آپ طب کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں کہ گرم ملک کے اندر رہنے والے جو لوگ ہوتے ہیں ان کی عورت کی چالیس سال کے بعد کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تمنا نہیں کی کسی کنواری لڑکی کی تلاش نہیں کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آ کر اہل مکہ نے خود پیشکش کی کہ اگر دنیا چاہئے تو ہم دنیا دینے کے لئے تیار ہیں اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مکہ کے کسی گھرانے میں شادی چاہئے تو آپ ہاتھ اٹھائیں مکہ کے ہر گھرانے کی بیٹی

آپ پر قربان ہونے کے لئے تیار ہے۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی نہیں کی تو نعوذ باللہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر جنسی خواہشات کا اتنا زور تھا تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال والی عورت سے شادی کرتے جس کے دو خاوند فوت ہو چکے ہوں۔ اور پھر اس کی اور پھر نکاح کا پیغام بھی اس نے بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوگئی شادی کے ایک سال بعد نہیں دو یا تین سال نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال مکہ کے اندر رہے یعنی آپ کی عمر ترپین سال (۵۳) سال ہوگئی جب شادی کی تھی تو اس وقت آپ کی عمر (۲۵) سال تھی اب جب آپ کا ہجرت کا وقت آیا تو آپ کی عمر ۵۳ سال تھی تو آپ اندازہ کریں کہ (۲۵) سال سے زیادہ صرف ایک بوڑھی عورت کے ساتھ گزار دینا کیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنس کی خواہش تھی، یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کی خواہش تھی یعنی ان کو تو اپنی عفت اور عصمت پر اتنا کنٹرول تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بیوی کی خواہش ہی نہیں کی۔

حضرت خدیجہؓ فوت ہوتی ہیں ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے دو سال بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوتی ہے اور پھر اس پر بھی نظر ڈالیں کہ یہ شادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں فرماتے بلکہ یہ تو اللہ کا حکم ہے۔

دیگر امہات سے شادیوں کی وجوہات

اسی طرح دیکھیں کہ بی بی زینبؓ سے شادی ہوتی ہے تو وہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے اس میں جاہلیت کے ایک رواج کو مٹایا گیا کہ جاہلیت کے اندر

ایک رواج تھا کہ اگر کوئی کسی کو کہہ دیتا کہ تم میرے بیٹے ہو میرے متبنیٰ ہو تو اس کی بیوی کو اپنے لئے حرام سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے بیٹے کی بیوی ہے، ہماری بہو ہے، بہو ہمارے لئے کیسے حلال ہو سکتی ہے چاہے بیٹا اس کو چھوڑ بھی دے تو اب جب حضرت زیدؓ نے طلاق دی تو اللہ تعالیٰ نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے نکاح کا فیصلہ کیا اللہ نے قرآن کے اندر فرمادیا:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ. (الاحزاب:۳۷)

ہم نے تیرا نکاح کیا اللہ نے نکاح کیا اپنی طرف سے نکاح نہیں کیا۔

اسی طرح آپ حضرت ام حبیبہؓ کو دیکھیں کہ ان کے شوہر عیسائی ہو کر مر گئے اب دیکھیں ایک عورت ہے وہ اسلام کے لئے مکہ چھوڑ رہی ہے وہ اتنی قربانی دے رہی ہے، وہ حبشہ جا رہی ہے لیکن اس کا شوہر مرتد ہو کر مر جاتا ہے، وہ بیوہ ہو جاتی ہے تو اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کو پیغام بھیجا کیونکہ اس کے حالات کا تقاضا بھی یہی ہے اور وہ عام عورت بھی نہیں ہے ابوسفیان کی بیٹی ہے۔ ابو سفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ابوسفیان حضرت عبدالمطلب کی اولاد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی طرف پیغام بھیجا تو نجاشی نے بڑے اکرام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کیا اور حق مہر ادا کیا اور آپ کی زوجہ محترمہ کو وہاں سے بھیجا۔ پھر اس شادی کے اندر حکمت دیکھیں کہ اس کے دور کے اندر ابوسفیان اسلام کا سب سے بڑا مخالف ہے اور ہر جنگ کے اندر وہ آگے ہوتا ہے لیکن جب اس کو پتہ چلتا ہے کہ میری بیٹی کا نکاح ہو گیا ہے تو کہتا ہے یار محمد مصطفیٰ تو اتنا بڑا مرد ہے کہ ہم تو اس سے لڑنے کے لئے تیار ہیں لیکن اللہ نے اس کو اتنا اونچا کر دیا کہ میرے بیٹی اس کی بیوی بن گئی ہے ہم اس کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں

اس کے بعد آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں ابوسفیان نے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ نہیں کیا کافر مجبور بھی کرتے رہے اور آ بھی جاتے تھے ظاہر کے اندر لیکن موقع دیکھ کر ہٹ جاتے تھے کہ اب میں کیسے مقابلہ کرسکتا ہوں۔

بی بی صفیہؓ کا آپ اسی طرح دیکھیں انشاء اللہ تفصیل کے ساتھ ہم پڑھیں گے اسی طرح بی بی جویریہؓ کا آپ نکاح دیکھیں یہ تو حکم خداوندی سے ہیں منشأ خداوندی سے ہیں اس میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی خواہش نفسانی کا کوئی تذکرہ ہی نہیں کہ دیکھیں ایک پیغمبر اپنا عین شباب ایک بوڑھی عورت کے ساتھ گزار دیتا ہے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بوڑھے ہو جاتے ہیں تو آخری پانچ سالوں کے اندر ساری بیویاں جمع ہوتی ہیں۔

تیسری وجہ

اور تیسری وجہ دیکھیں کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اب جب اللہ کے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو اللہ احکامات کس کے ذریعے پہنچائیں گے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اللہ میری امت کے علماء سے وہ کام لیں گے جو بنی اسرائیل کے انبیاء سے لیا گیا چونکہ میرے بعد نبی کوئی نہیں میں خاتم النبیین (آخری نبی) ہوں اور اس کا ترجمہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمادیا لا نبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور دین اسلام قیامت تک اور رسالت بھی قیامت تک کیلئے ہے اب کون اس کو چلائیں گے فرمایا: العلماء ورثۃ الانبیاء کہ علماء نبی کے وارث ہوتے ہیں۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر عمل اور قول ہمارے لئے نمونہ ہے اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سونا لیٹنا عائلی زندگی، داخلی زندگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تہجد کے لئے جاگنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں سے حسن معاشرت، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک نبی ہیں وہاں بحیثیت ایک باپ، وہاں بحیثیت ایک شوہر، وہاں بحیثیت ایک قائد، وہاں بحیثیت ایک سپہ سالار اور بادشاہ ہر عمل آپ کا ہمارے لئے نمونہ ہے اب جو گھریلو زندگی ہے وہ ہمیں کون بتائے گا۔

اسی لئے علماء نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دو ہزار سے زائد روایات ہیں یعنی انہوں نے دو ہزار یا اس سے زیادہ حدیثیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر امت کو پڑھا دیں۔ اب جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے پوچھیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیسے سوتے تھے، حضور جب سونے کے بعد اٹھتے ہیں تو کیا پڑھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے حقوق کی ادائیگی کا کیسے خیال رکھتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر گھر کے اندر ہوں تو کیسے عمل ہوتا ہے۔

اسی طرح آپ بی بی ام سلمہؓ کی روایات اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات دیکھیں کہ بڑے بڑے صحابہ آکر دروازے پر بیٹھتے ہیں اور ام المؤمنین پردے کے دوسری طرف ہوتیں تو وہ آکر پوچھتے کہ اے اماں جان ہمیں فلاں مسئلہ بتائیں، ہمیں فلاں مسئلہ بتائیں، ہمیں فلاں مسئلہ کے بارے میں تعلیم دیں تو یہ سارا علم جو قیامت تک پھیلانا تھا اس لئے اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں ایسی بیویاں چن کر بھیجیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل کی نگران ہوں، ہر عمل کو یاد رکھنے والی ہوں، ہر عمل کی اتباع کرنے والی ہوں اور ہر

فرمان کو آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تک پہنچانے والی ہوں۔

چوتھی وجہ

اب دیکھیں بعض حیض اور نفاس کے مسائل ہیں، ولادت کے مسائل ہیں رضاعت کے مسائل ہیں، یہ ایسے مسائل ہیں جن کا تعلق عورتوں سے ہے اس لئے یہ حکمت تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے گھر کے اندر چن کر بیویاں بھیجیں۔

تو جتنے بھی نکاح ہیں ہر نکاح کے پیچھے ایک حکمت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے اندر کوئی خواہش اور تمنا نہیں ہے صرف حکمتیں ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے دین کی تبلیغ کا کام لینا ہے اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو شرف اسلام سے نوازنا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی خاندان کو ایک عورت کو آپ کے گھر بھیج کر عزت بخشنی ہے۔

اس لئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہؓ کے بارے میں رائے لی تھی انہوں نے ایک ہی بات کی تھی کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے ایک ہی سوال کا جواب دے دیں کہ کیا آپ نے شادی خود کی ہے اپنی مرضی سے یا یہ حکم الٰہی ہے۔ فرمایا یہ حکم خداوندی ہے فرمایا جب یہ اللہ کا حکم ہے تو پھر پوچھنے کی کیا ضرورت ہے کیا اللہ کو نبی کے لئے اچھی بیوی نہیں ملی۔

اس لئے یہ عظمت شان اور رفعت جو ازواج رسول کو ملی ہے وہ اور کسی کو نہیں ملی اور یہ اس دور کی بات ہے جو خیر القرون کا دور ہے ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرا زمانہ

ہے اور پھر وہ زمانہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب ہو۔ اسی لئے ایک عالم فرماتے تھے کہ عقیدہ تو ہمارا یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر و عمر افضل ہیں لیکن ہم قریب سے دیکھیں تو جو شان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو ملی ہے وہ کسی اور کو تو نہیں ملی جو بے تکلفی ایک بیوی کی اپنے خاوند کے ساتھ ہوتی ہے جو اتصال بیوی کا خاوند کے ساتھ ہوتا وہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ تو نہیں ہوسکتا اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور تمہیں بھی ازواج رسول کی عظمت سمجھنے کی توفیق دے اور ان کا ادب واحترام کرنے کی توفیق دے۔ واللہ اعلم



فصل نہم

برادران اسلام، واجب الاحترام، دوستو، بھائیو، عزیز نوجوانو!

الحمد للہ سلسلہ دروس ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں کچھ دروس گزر چکے ہیں جن میں ہم نے مجموعی طور پر فضیلت ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بات کی اور اب ان شاء اللہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ باتیں عرض کرنی ہیں۔

اول خاتون اسلام

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جن کو خاتون اول ہونے کا اعزاز حاصل ہے آج تو ہر صاحب اقتدار کی بیوی اپنے آپ کو خاتون اول کہلاتی ہے اور ہر صاحب اقتدار اور بڑا اپنے آپ کو قائد اور قائد اعظم کہتا ہے وگرنہ حقیقۃً اگر بغیر عصبیت کے نظر ڈالی جائے تو خاتون اول کا لقب صرف حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو ہی زیب دیتا ہے۔

حضورؐ کا انقلاب کائنات

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا قائد کائنات کے اندر نہیں دیکھا گیا، دنیا کے اندر بڑے قائد پیدا ہوئے کوئی سیاسی انقلاب کا ذریعہ بنے اور کوئی معاشی انقلاب کا ذریعہ بنے لیکن یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے کہ ایسا عظیم انقلاب برپا کیا کہ عقیدے کے اندر انقلاب، اعمال کے اندر بھی انقلاب، اشکال میں بھی

انقلاب، یعنی اللہ کے پیغمبر نے ضلال مبین میں گھری ہوئی قوم کو ستاروں سے زیادہ روشن بنادیا تو ایسی قیادت نہ کوئی کرسکا ہے اور نہ کوئی قیامت تک کرسکے گا۔

تو اسی لئے عرض کیا کہ خاتون اول کہلانے کی جو مستحق ہے اہل اسلام کے نزدیک، اہل کفر سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں وہ جس کو چاہیں اعزاز دیں جس کو چاہیں، ٹائیٹل دیں ہم نے تو بحیثیت مسلمان کے بات کرنی ہے کہ اللہ نے جو مقام سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا ہے کہ اول مسلمہ کہ سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون اور اول محسنہ اسلام، محسنہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح علماء نے لکھا ہے کہ بہت ساری عورتیں دنیا کے اندر گزری ہیں لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے فہم وذکاء عطا فرمایا تھا، جن کو حق کی پہچان عطا فرمائی تھی تو ان میں ایک بی بی آسیہ ہیں زوجہ فرعون ان کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑی عظمت دی ہے بڑا مقام دیا ہے کہ جب انہوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جس وقت آپ دودھ پینے والے بچے تھے ایک صندوق میں بند ہیں وہ دریا کی موجوں پر بہتے آتے ہیں فرعون کے گھر کی طرف ندی نالے جاتے ہیں وہ صندوق وہاں پہنچتا ہے تو حضرت آسیہؓ جب دیکھتی ہیں تو کہتی ہیں قرۃ عینی میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شیر خوارگی کے اندر دیکھ کر پہچان لینا کہ کوئی عظمت والا بندہ ہے تو یہ پہچان جو تھی کہ انہوں نے ان حالات کے اندر اندازہ لگالیا کہ اس صندوق کے اندر بچے کا ہونا اور پھر اس صندوق کا ہمارے گھر کی طرف آنا، اس صندوق کو ہمارے ہی لوگوں نے پکڑنا تھا اور پھر موسیٰ علیہ السلام کا چہرہ (کیونکہ اللہ جن کو اپنی نبوت ورسالت سے سرفراز فرماتے ہیں تو لازمی بات ہے کہ ان کو خصائص اور حسین صفات کے ساتھ متصف کرتے ہیں) اسی لئے علماء نے فرمایا ہے کہ جس طرح بی بی آسیہ نے

ایک ہی نظر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنالیا۔

حضرت خدیجہؓ کا کمال فہم

اسی طرح حضرت خدیجہؓ کا بھی کمال ہے کہ بی بی خدیجہ مسلمان نہیں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ابھی نبوت نہیں ملی اعلان نبوت نہیں کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور اخلاق حسنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال دیکھ کر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال خلقی دیکھ کر سیدہ خدیجہؓ نے پہچان لیا کہ یہ خاص کوئی اونچے مقام کی ذات ہے اور ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی مقام پر سرفراز کرنا ہے۔ اس لئے بی بی خدیجہؓ نے خود خواہش کی وگرنہ سیدہ خدیجہؓ بہت بڑی تاجرہ تھیں سرزمین مکہ کی بہت بڑی صاحب مال تھیں اور قریش سے تھیں کہ ان کا نسب قصی بن کلاب بن مرہ پر جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے ملتا ہے۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب ہے۔

حضرت خدیجہؓ اور حضورؐ کا نسب میں اشتراک

حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن کلاب بن قصی تو قصی پر جا کر سیدہ خدیجہؓ کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملتا ہے اس کا نسب بھی قصی پر آتا ہے ان کے والد کا نام خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب اور ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زاہدہ ہے نانی کا نام زاہدہ ہے اور یہ اعلیٰ نسب سے ہیں اور قریش کی اس شاخ سے ہیں کہ اس اصل لڑی سے ہیں کہ جہاں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسب مل جاتا ہے۔

حضرت خدیجہؓ کیلئے حضورؐ کی تجارت

سیدہ خدیجہؓ باعتبار خاندان کے اور باعتبار مال وتجارت کے بڑی خاتون تھیں حتی کہ قریش کے جو بڑے بڑے لوگ تھے وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مال لے کر شام جاتے تھے اور تجارت کرتے تھے اور اس وقت بھی حصے تقسیم کر رکھے تھے کہ میرا مال اور پیسہ ہوگا اور جو نفع ہوگا اس کو ہم نصف نصف تقسیم کریں گے تو بہت سارے لوگ سفارشیں کرا کر بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ضمانتیں دیتے، کیونکہ پیسہ دینا بڑا مشکل ہوتا ہے، ضمانتیں دے کر پیسہ لیتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ الٹا ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آدمی خود بھیجتی اور خود ایسے حالات واسباب پیدا کرتی ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا مال لے کر تجارت کے لئے جائیں خود کہتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے کہا کہ اس طرح حضرت خدیجہؓ کا پیغام پہنچا ہے تو ابو طالب نے کہا کہ بیٹے یہ تو بڑی خوش نصیبی کی بات ہے لوگ ضمانتیں دیتے ہیں، سفارشیں کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خود مال دیتی ہیں عجیب آدمی ہیں آپ مال لیں اور تجارت کریں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مال دیا اور آج بھی تاریخ کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں جس کے اندر واقعات کی تفصیل ہے اور بی بی خدیجہ پہلے سے کہہ رہی ہیں کہ آپ کی امانت دیانت اور صداقت کو دنیا مانتی ہے اگر اللہ نے آپ کو اس کے اندر کامیابی دی تو جتنا حصہ میں لوگوں کو دیتی ہوں آپ کو اس سے بھی زیادہ دوں گی لیکن میری تمنا ہے کہ آپ میرے مال سے تجارت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے۔

حضرت خدیجہؓ کا ایک غلام جس کا نام میسرہ تھا خاندانی غلام تھا حضرت خدیجہؓ نے فرمایا میرا غلام بھی آپ کے ساتھ جائے گا تا کہ سامان اٹھانے اور رکھنے کا کام کرے اور آپ پہلی دفعہ جارہے ہیں اور آپ کو وہاں کے تاجروں کا اور دوکانداروں کا پتہ نہیں کہ مال کہاں بیچنا ہے اور کہاں پہنچانا ہے اس کو پتہ ہے تو یہ میسرہ آپ کی خدمت میں رہے گا کیونکہ طویل سفر ہے مکہ مکرمہ سے شام تک ایک مہینے کا سفر تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی ٹرین نہیں چلتی تھی، کوئی گاڑیاں نہیں جاتی تھیں، کوئی جہاز نہیں چلتے تھے اونٹوں پر سفر ہوتے تھے اور قافلے چلتے تھے اگر آدمی قافلہ سے بھٹک جائے تو ویسے ہی ختم ہو جاتا۔

تو مال تجارت کے ساتھ میسرہ بھی ہے اور میسرہ کو حضرت خدیجہؓ فرماتی ہیں دیکھو میسرہ میں آپ کو ان کے ساتھ کیوں بھیج رہی ہوں انہوں نے کہا کہ مجھے تو پتہ نہیں ہے تو انہوں نے کہا اس لئے بھیج رہی ہوں کہ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر قدم پر نظر رکھنی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر بات پر نظر رکھنی ہے، آپ کی عادت، انداز گفتگو اور غیروں کے ساتھ معاملات اور کوئی نئی بات سامنے آئے تو اس کو دماغ کے اندر محفوظ رکھنا اور واپسی پر مجھے بتلانا، تو بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یہ اہتمام بتلاتا ہے کہ وہ نور محمد کو پہچان چکی تھیں جو جبین محمد مصطفیٰ میں تھا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرًا کثیرًا۔

عظمت رسول کے بارے میں ان کا احساس جاگ چکا تھا ان کا وجدان چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا **ھٰذا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** تو آپ شام میں تجارت کے لئے تشریف لائے۔ اللہ کی شان کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کبھی تجارت نہیں کی لیکن آپ نے اس سفر کے اندر یہ کیا کہ بعض چیزیں مکہ سے خرید کر گئے اور آگے بیچ دیں اور بعض چیزیں دوسرے شہر سے خرید کر

لے آئے جو مکہ میں آکر بیچ دیں تو منافع دوگنا ہو گیا اور جتنے لوگ تھے وہ اتنا منافع حاصل نہیں کر سکے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔

حضورؐ کی صداقت نبوت کی علامت

میسرہ کہتے ہیں کہ ہم راستے میں تھے ایک جگہ قیام کیا تو دور ایک چھوٹا سا درخت تھا درخت کے سائے میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے تو اس علاقے کا جو راہب تھا (عیسائیوں کے عالم اور عبادت گزار راہب کہلاتے تھے) وہ میرے پاس آکر کہنے لگا تم کون ہو تو میں نے کہا کہ میں غلام ہوں راہب نے کہا کس کے غلام ہو؟ میں نے کہا سیدہ خدیجہ کا غلام ہوں اس نے پوچھا اس درخت کے نیچے کون سویا ہوا ہے میں نے کہا محمد بن عبداللہ ان کا نام ہے جو عبداللہ کے بیٹے اور عبدالمطلب کے پوتے ہیں انہوں نے کہا میسرہ بات یہ ہے واللہ ہم نے یہ دیکھا ہے اور کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس درخت کے سایہ میں کوئی نہیں بیٹھتا مگر وہی جو نبی ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی نبی ہیں۔

میسرہ نے کہا کہ انہوں نے تو کوئی اعلان نبوت نہیں کیا تو انہوں نے کہا ہماری کتابوں کی علامت یہی بتاتی ہیں کہ یہ نبی ہیں۔

سفر سے کامیاب لوٹے تو میسرہ نے حضرت خدیجہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک پل کی رپورٹ دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی، امانت کی، آپ کے اخلاق کی رپورٹ دی تو بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اور یقین ہو گیا کہ ان لھذا شان کہ اس کے لئے لازماً کوئی مقام عظمت ہے اور آتا ہے کہ اگر آدمی کے اندر تھوڑا سا تدبر اور تفکر ہو تو انبیاء کی شان آدمی کو سمجھ میں آجاتی ہے۔

اسی لئے کہتے ہیں جیسے بنت شعیب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہچانا تھا

حالانکہ وہ بی بی تو نہیں جانتی تھیں کہ کون آدمی ہیں اپنے ابا سے کہا کہ اگر اس آدمی کو اپنے پاس رکھ لیں تو بہت اچھا رہے گا یہ قوی بھی ہے اور امین بھی ہے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی امانت کو پہچانا۔

اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے امانتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا بعض روایات کے اندر آتا ہے کہ یہ سارے واقعات بی بی خدیجہ ورقہ بن نوفل کو بھی سناتی تھیں ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہؓ کا رشتہ دار ہے اس لئے ہمیں کتابیں بتاتی ہیں کہ سب سے پہلے سیدہ خدیجہؓ کا ورقہ بن نوفل کے ساتھ نکاح کا ارادہ تھا لیکن خدا کی قدرت ہے کہ ان کے ساتھ نکاح نہ ہو سکا اس کے بعد آپ نے عتیق سے نکاح کیا حضرت خدیجہ کے پہلے شوہر کا عقیق اور دوسرے شوہر کا نام ابوھالہ مالک بن عباس تھا کیونکہ حضرت خدیجہؓ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت سے پہلے دو شوہر تھے اور ان دونوں شوہروں سے اولاد ہے ایک سے بیٹی ہے اور ایک سے بیٹا ہے ابوھالہ ان کی کنیت تھی۔

اس لئے حضرت خدیجہؓ کی ورقہ بن نوفل سے رشتہ داری تو تھی لیکن نکاح نہ ہو سکا اللہ کو یہی منظور تھا تو بی بی خدیجہؓ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی بات سنتیں تو ورقہ کو بتا دیتیں کہ آج مجھے میسرہ نے یہ کہا اور یہ کہا ہے ورقہ بن نوفل غور کرتے اور فرماتے خدیجہ ہو سکتا ہے انہ نبی ھذہ الامۃ کہ اس امت کا ہونے والا نبی یہی محمد مصطفیٰ ہو صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

اسی طرح بعض کتابوں میں آتا ہے کہ جب قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا اور جس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے تو اس وقت سیدہ خدیجہؓ اپنے مکان کی چھت پر کھڑی تھیں اور بڑے غور سے اس قافلے کو دیکھ رہی ہیں کیا دیکھتی ہیں کہ باقی سارے لوگ تو دھوپ کے اندر چل رہے ہیں لیکن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک سایہ ہے تو بی بی دیکھ کر حیران ہوتی ہیں کہ پچاس آدمیوں کا قافلہ ہے لیکن انچاس آدمی دھوپ کے اندر نظر آتے ہیں لیکن ایک ذات ہے لگتا ہے کہ اللہ نے ان پر خصوصی سایہ کر دیا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

اسی طرح آپ بی بی خدیجہؓ کی فہم وفراست اور عقل کا اندازہ کریں کہ جس طرح انہوں نے تجارت کے لئے پیغام بھیجا تھا اسی طرح شادی کے لئے بھی بی بی خدیجہؓ نے پیغام بھیجا اور پیغام لانے والی نفیسہ بنت ملیحہ ہیں یہ بھی بڑی معروف عورت تھیں اور ان کو بات کرنے کا طریقہ آتا تھا جیسے مردوں کے اندر ایسے مرد ہوتے ہیں ایسے عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ بعض کو بولنے کا طریقہ اللہ پاک عطا فرماتے ہیں کہ وہ ایک مشکل بات کو بھی بڑے آسان انداز میں ڈھال دیتے ہیں اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ بولیں گے تو فتنے اور جھگڑے پیدا ہوں گے۔ بی بی نفیسہ نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ کو شادی کی خواہش نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی بندی شادی کی کس کو خواہش نہیں ہوتی میرے پاس تو مال بھی نہیں ہے میں کیسے شادی کر سکتا ہوں تو نفیسہ نے بڑے طریقے سے کہا یا رسول اللہ کیا آپ خواہش رکھتے ہیں کہ اگر کوئی مالدار اور نسب والی عورت ہو اگر وہ آپ سے شادی کرنا چاہے تو آپ قبول کر لیں گے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفیسہ کیسی باتیں کرتی ہو کون ایسی عورت ہو سکتی ہے جو صاحب حسب ونسب ہو، مالدار ہو اور کسی فقیر کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش رکھتی ہو۔ تو اس نے کہا خدیجہ کے ساتھ آپ نکاح کریں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کیا کہہ رہی ہو نفیسہ، خدیجہ میرے ساتھ نکاح کرے گی۔ وہ تو قریش کی سب سے بڑی غنی، مالدار عورت ہے اور اس کے لئے تو بڑے بڑے پیغام جا رہے ہیں لیکن اس نے ٹھکرا دیئے ہیں۔

نفیسہ مسکرائی اور کہا یا محمد ارسلنی خدیجة مجھے تو خود خدیجہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے بس آپ منظوری تو دیں آپ راضی ہو جائیں خدیجہ کا پیغام لے کر تو میں آئی ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک کہ اپنے چچا سے نہ پوچھوں کچھ نہیں کہہ سکتا چچا کا مقام والد کا مقام ہوتا ہے العم صنو الابیه حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد کا تو دور دیکھا ہی نہیں کیونکہ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت آپ کے دادا عبدالمطلب کے پاس آئی اور ان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا جناب ابوطالب کی کفالت میں آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے کہا ھکذا یا عمی. اس طرح نفیسہ آئی تھی۔ تو انہوں نے فرمایا اس سے بڑی بھلائی کیا ہو گی اور بھلائی کے کام میں دیر نہیں کرتے چلو ابھی چلتے ہیں تو آپ کے نکاح میں جانے والے ابوطالب ہیں اور سیدنا حمزہ ہیں کیونکہ وہ بھی آپ کے چچا ہیں اور انہوں نے آکر والیان خدیجہ اور حضرت خدیجہؓ سے بات کی تو حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ ہاں میں راضی ہوں تو تاریخ طے ہوئی اور نکاح کا پروگرام ہوا اور نکاح کا خطبہ پڑھنے والے ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین باجود بت پرست ہونے کے، مشرک ہونے کے روزہ بھی رکھتے تھے، حج بھی کرتے تھے، نکاح بھی تھا، نکاح کے لئے وہی شرائط تھیں کہ باقاعدہ خطبہ ہو حق مہر ہو، گواہ ہوں۔ اسی لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلام لانے والے مرد اور عورت کے اسی نکاح کو برقرار رکھتے جو پہلے ہوا تھا۔

حضرت خدیجہؓ کا حضورؐ سے نکاح

اب جناب ابو طالب اور حضرت حمزہؓ تیار ہوئے اور بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بھی کہہ دیا گیا اور خدیجہ کی جانب سے ان کے چچا عون بن اسود اور ورقہ بن نوفل آئے ابو طالب نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا وہ خطبہ ایک عظیم خطبہ ہے، تاریخی خطبہ ہے اس کے اندر الفاظ، جملے اور معانی کے وہ دریا بہہ رہے ہیں کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ ابو طالب کے پاس اتنی فصاحت و بلاغت حتی کہ وہ اس کے اندر یہ بھی کہتے ہیں۔

اے حاضرین آج اگر مکہ کے نوجوان عموماً اور قریش کے نوجوان خصوصاً ملا کر وزن کیا جائے میرے محمد سے تو میرے محمد کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا نہ عقل میں کر سکتا ہے، نہ جمال میں کر سکتا ہے اور نہ کمال میں کر سکتا ہے نہ صداقت میں کر سکتا ہے، نہ زہد میں کر سکتا ہے، نہ ورع میں کر سکتا ہے، نہ تقوٰی میں مقابلہ کر سکتا ہے اور میرے مدنی مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی رغبت ہے خدیجہ سے نکاح کرنے میں اور خدیجہ کی بھی خواہش ہے۔

حضرت خدیجہؓ کا حق المہر

تو اس طرح نکاح پڑھا گیا اور آگے جا کر وہ روایات ہیں بعض روایات میں ہے کہ بیس نوجوان اونٹ حق مہر مقرر کیا گیا اور بعض روایات کے اندر ہے کہ پانچ سو درہم حق مہر مقرر کیا گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ کے اندر بیس اونٹوں کی قیمت پانچ سو درہم بنتی ہو لہٰذا بعض لوگوں نے اس قیمت کو ذکر کر دیا اور بعض لوگوں نے اس اونٹوں کو ذکر کر دیا۔

کتابوں کے اندر یہ بھی آتا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آج

میرا خوشی کا زمانہ ہے، آج میرا محمد رسول اللہ سے نکاح ہوا ہے اور میں یہ چاہتی ہوں کہ حق مہر کے اندر جتنے اونٹ ہیں سارے ذبح کر کے لوگوں کو کھلا دیئے جائیں تا کہ یہ ایک قسم کی خوشی سے ہماری طرف سے تمام لوگوں میں تقسیم ہو جائے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ پانچ سو درہم حق مہر مقرر ہوا اور حضرت خدیجہؓ امہات المؤمنین میں شامل ہوئیں اور سب سے پہلی بیوی اور مسلمہ اور محسنہ اور صرف محسنہ محمد مصطفیٰ ہی نہیں بلکہ محسنہ اسلام ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کا گھر

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے غمگین ہو کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئے (بی بی خدیجہ کا گھر مکہ کے اندر تھا) اور یہ عظمت والا گھر تھا کہ اس کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں تو اس گھر کو اللہ نے بہت بڑا شرف عطا فرمایا تھا بعد میں یہی گھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی عقیل بن ابی طالب نے خرید لیا تھا اور خدا کی شان ہے کہ دور چلتا رہا جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے اس گھر کو خریدا اور خریدنے کے بعد ایک مسجد بنا دی تا کہ وہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہے لیکن جب تعمیر جدید ہوئی ہے تو اب وہ گھر حرم شریف کے اندر داخل ہو گیا ہے۔

حضرت خدیجہؓ کی سخاوت

تو بی بی خدیجہؓ نے پوچھا حضور آپ غمگین کیوں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج مکہ کے اندر غریب اور محتاج قسم کے لوگوں کو دیکھا ہے جو کھانے اور کپڑے کے محتاج ہیں تو ان کی اس حالت کو دیکھنے کے بعد میری پریشانی میں اضافہ ہو گیا تو بی بی خدیجہؓ نے کہا کہ آپ غم نہ کریں تو بی بی خدیجہؓ

نے ایک بندہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں بھیجا وہ بھی تشریف لے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور بی بی خدیجہ ؓ کے غلام بھی موجود ہیں تو حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ ؓ نے اپنے گھر کے اندر دراھم اور دینار کے جو توڑے تھے (توڑا چھوٹی بوری دراصل چھوٹی چھوٹی بوریوں کے اندر پیسے رکھتے تھے) وہ لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اتنا ڈھیر لگایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر چھپ گئے اس کے بعد کہا یارسول اللہ ھٰذا مالک اب یہ تمہارا مال ہے جہاں چاہیں اس کو لٹا دیں لیکن میں آپ کو غمگین نہیں دیکھ سکتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سارا مال غریبوں کو مسکینوں کو اور محتاجوں میں لٹا دیا۔

حضرت خدیجہ ؓ کے متعلق حضرت عائشہ ؓ کی غیرت

اسی لئے ایک روایت کے اندر آتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا انسان ہیں غصہ کے اندر آکر کہا مَا غِرتُ عَلٰی اَحَدٍ کما غرت علی خدیجة مجھے آج تک کسی بیوی پر اتنی غیرت نہیں آئی اتنا غصہ نہیں آیا جتنا خدیجہ پر آیا تو کسی نے کہا کہ آپ کے غصہ کا بھی کمال ہے آپ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اس وقت آئی ہیں جب حضرت خدیجہ ؓ فوت ہو گئیں زندہ ہی نہیں تھی۔ اور آپ اس کے باوجود غیرت کھا رہی ہیں حالانکہ ناراض اس پر ہوتے ہیں جو سامنے ہو۔

تو بی بی عائشہ ؓ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے جو خدیجہ ؓ کا ذکر کرتے تھے اپنے محبوب کی زبان سے کسی دوسرے کی تعریف سن کر غصہ نہیں آئے گا تو اور کیا ہوگا ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ھکذا فعلت خدیجة ھکذا قالت خدیجة. فلاں بات میں خدیجہ نے یوں کہا تھا خدیجہ

نے فلاں کام یوں کیا تھا۔

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ہدیہ آتا ہے، کوئی کھجور آتی ہے، کوئی گوشت آتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بی بی خدیجہؓ کے جاننے والوں کے پاس بھی بھیجتے ہیں اس لئے مجھے غیرت آتی ہے۔ اس لئے اسی غیرت کی وجہ سے ایک دن بی بی عائشہؓ نے بڑی جرأت سے کہا یا رسول اللہ آپ ہر وقت حضرت خدیجہؓ کا ذکر کرتے رہتے ہیں حالانکہ وہ ایک عورت ہی تو تھی وہ کون سی کنواری عورت تھی جس سے آپ نے شادی کی اس کے تو پہلے سے دو شوہر تھے اس کی پہلے سے اولاد تھی وہ تو پہلے سے ایک بیوہ عورت تھی۔

جس وقت آپ سے نکاح ہوا ان کی عمر چالیس سال تھی تو آپ ہر وقت بی بی خدیجہ کا ذکر فرماتے رہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے اور فرمایا اے عائشہ! تجھے پتہ ہے خدیجہ کون ہے خدیجہ نے میرا اس وقت ساتھ دیا جب میرے ساتھ اللہ کے سوا کوئی نہیں تھا۔ خدیجہؓ نے مجھ پر اس وقت مال لٹایا ہے جب میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں تھا، خدیجہ نے اسلام پر احسان کیا ہے اس نے میرے دین اور صحابہؓ پر احسان کئے ہیں اس نے محمد مصطفیٰ پر احسان کئے ہیں، اس نے میری طاقت کو مدنظر رکھتے ہوئے تکالیف کو بھی برداشت کیا ہے آج اگر میں اس کو یاد نہ کروں تو پھر کس کو یاد کروں۔

حضرت خدیجہؓ سے حضورؐ کی اولاد

تو سیدہ خدیجہؓ کا اتنا بڑا مقام اور عظمت ہے اور سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد بی بی خدیجہؓ سے ہے حضرت عبداللہ ہیں، حضرت قاسم ہیں صرف حضرت ابراہیم بی بی ماریہ قبطیہ سے ہیں ورنہ

دونوں بیٹے حضرت خدیجہؓ سے ہیں طیب اور طاہر یہ ان کا لقب تھا ان کے نام عبد اللہ اور قاسم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ابوالقاسم ہے جس طرح حضرت خدیجہؓ کا نام تو خدیجہ تھا لیکن لقب طاہرہ تھا کیونکہ اتنے پاکیز کردار والی خاتون تھیں کہ زمانہ جاہلیت والوں نے بھی ان کو طاہرہ کے لقب سے نوازا کہ وہ پاک ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں بیٹیاں حضرت فاطمہ، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت زینب رضی اللہ عنھن بھی حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں تو یہ شرف جو ملا ہے سیدہ خدیجہؓ کو ملا ہے۔

حضرت خدیجہؓ کا ہار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حضرت خدیجہؓ کا اتنا خیال اور احساس تھا کہ جب جنگ بدر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اس کے اندر قید ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے مال بھیجا، ان کو چھڑانے کے لئے فدیہ بھیجا۔ تو اس کے اندر ایک ہار بھی تھا صحابہؓ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کو دیکھا فبکیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے صحابہ حیران ہو گئے اور عرض کیا ما یبکیک یا رسول اللہ. آپ کیوں رو رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ ہار ہے جو حضرت خدیجہؓ نے اپنی بیٹی کو شادی کے وقت دیا تھا۔ یہ ہار خدیجہ کا ہے۔ آج جب میں نے ہار دیکھا تو مجھے خدیجہؓ یاد آ گئیں اس لئے میں رویا ہوں اگر تم اجازت دو کیونکہ فدیے کا مال سارے صحابہؓ کا ہے تو میں یہ ہار واپس کر دوں کیونکہ یہ خدیجہ کا ہار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں سیدہ خدیجہؓ کا اتنا خیال ہے۔

حضورؐ کی خلوت نشینی

ابتداء میں جب کہ آپ کو ابھی نبوت نہیں ملی تھی لیکن روایات کے اندر آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی عزیز ہوگئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی پسند ہو گئے اور غار حرا کے اندر جا کر عبادت فرماتے اور کئی کئی دن تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رہتے تھے۔ جب آپ کے پاس زادراہ ختم ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے تو بی بی خدیجہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر سارا سامان تیار کر کے دیتیں۔ ستو بناتیں، پانی کے مشکیزے تیار کرتیں، کھانے کی چیزیں بناتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زادراہ لے کر پھر غار میں چلے جاتے تھے تو اس دور کے اندر معاونت کرنے والی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے والی حضرت خدیجہ ہی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی خواب دیکھتے بی بی خدیجہؓ کو بتاتے اور حضرت خدیجہؓ جب بھی مشورہ لیتیں تو حضرت ورقہ بن نوفل سے مشورہ لیتیں۔

حضورؐ پر پہلی وحی کا نزول

اسی طرح یہ دور چلتا رہا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال ہوگئی تو آپ پر سب سے پہلی وحی غار حرا میں نازل ہوئی جبرائیل آئے اور انہوں نے قرآن مقدس کی یہ پانچ آیات تلاوت کیں جو سورۃ اعلیٰ کے اندر ہیں:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ.

(سورۃ العلق:۱-۵)

اور یہ پانچ آیتیں نازل ہوئیں اور وحی کے نزول کا واقعہ آپ سیرت النبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر پڑھ چکے ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر ایک اثر ہو گیا۔ کیونکہ جبرائیل ایک نوری فرشتہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید البشر ہیں تو نوری رسول اور بشری رسول کا ملاپ اور اللہ کے قرآن کا نزول اور وحی کے اثرات تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کپکپی طاری ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار سے اترنے کے بعد سیدھا سیدہ خدیجہؓ کے گھر آتے ہیں اور فرماتے ہیں زملونی زملونی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کانپ رہے ہیں بی بی خدیجہؓ پوچھتی ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوری تفصیل بتاتے ہیں کہ کس طرح ایک آدمی آیا اور اس طرح مجھ سے کہا کہ یہ پڑھو تو میں نے کہا ما انا بقارئ تو اس نے مجھے پکڑ کر سینے سے لگایا۔

حضرت خدیجہؓ کا حضورؐ کو سہارا دینا

جب حضرت خدیجہؓ نے یہ سنا تو فرمایا یا رسول اللہ مت گھبرائیں آپ کا خدا آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ کا خدا آپ کو کبھی ذلیل نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں، بے نواؤں کی مدد کرنے والے اور حق کے معاملے میں آپ مدد کرنے والے ہیں، آپ غریبوں کے ہم نوا ہیں، آپ مسافروں کے ہم نوا ہیں، آپ مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔ ایسی خصوصیتیں رکھنے والے کو بے خوف ہونا چاہئے آپ بالکل نہ گھبرائیے کلا لا یخزیک اللہ ابدًا. تو بی بی خدیجہؓ کا آپ کی تصدیق کرنا اور وحی آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہؓ کے گھر میں آنا یہ شرف بھی ملا ہے تو سیدہ خدیجہؓ کو ملا ہے۔

سب سے پہلی مسلمان آپ ہیں

اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے ھی اول من امن برسول اللہ. حضرت خدیجہؓ سب سے پہلے ایمان لانے والی ہیں یہ ہو سکتا

ہے جس کو علماء نے نہایت پسند کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا من الرجال ابوبکر کہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکرؓ ہیں اور بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت زید رضی اللہ عنہ ہیں۔ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

لیکن اگر اول حقیقی کو دیکھا جائے تو سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضورؐ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جانا اور اس کی تصدیق

حضرت خدیجہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر جاتی ہیں جو اس دور کا سب سے بڑا عالم ہے، انجیل کا بہت بڑا عالم ہے اور دین مسیح پر ہے۔ تو حضرت خدیجہؓ اس کے پاس جا کر ساری کیفیت بیان کرتی ہیں اور کہتی ہیں دیکھو حضور پاک کیا کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قصہ سنایا ورقہ بن نوفل جب سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خدیجۃ البشری کہ خدیجہ تجھے مبارک ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ فرشتہ اترا ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اترتا تھا تجھے مبارک ہو کہ تیرا شوہر اس امت کا نبی ہے اگر میرے اندر طاقت اور صحت ہوتی اور جوانی ہوتی تو میں آپ کا دست و بازو بنتا، آپ کا ساتھی اور معاون بنتا۔ ورقہ بن نوفل نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی تو یہ جو مقام ملا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے آنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات میں تسلی دینا تو یہ بھی سیدہ خدیجہؓ کو ملا ہے اور کسی کو یہ مقام نہیں ملا۔ ابتداء وحی ہے اور ابتداء نزول قرآن ہے اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر پریشانی کے اثرات ہیں اس پریشانی میں ساتھ دینے والی،

تسلی دینے والی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت کا ذریعہ بننے والی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اول، خاتون اول، محسنہ اول، محسنہ محمد مصطفیٰ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں رضی اللہ عنہا وارضاھا۔

مقاطعۂ قریش میں حضرت خدیجہؓ کا حضورؐ کا ساتھ دینا

صرف یہی نہیں کہ حضرت خدیجہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دولت کے ساتھ وقت گزارا ہے بلکہ جب دشمنوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مقاطعہ کیا اور انہوں نے اتفاق کیا کہ آج ہم محمد مصطفیٰ کے خلاف مقاطعہ لکھتے ہیں اور بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب سے بھی مقاطعہ کرتے ہیں نہ ان کو کوئی رشتہ دے گا اور نہ کوئی ان سے رشتہ لے گا نہ ان کو کوئی مال بیچے اور نہ کوئی ان کو امداد کا مال بھیجے۔ یہ معاہدہ لکھا گیا اور سارے قریش اس پر متفق ہوئے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان کے ساتھ شعب ابی طالب میں چلے گئے (یہ شعب بنو ہاشم بھی کہلاتا ہے) تو بی بی خدیجہؓ ساتھ گئیں انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدیجہ تیرے لئے تو زندگی بہت مشکل ہو جائے گی انہوں نے کہا جہاں آپ ہوں گے وہاں میں ہوں گی۔ اندازہ لگائیں کہ کتنا مشکل دور ہوگا کہ کھانے پینے کی چیز نہیں ہے اور امداد بند ہے، کاروبار بند ہے، بول چال بند ہے، رشتہ داری بند ہے اور اللہ کے نبی اس علاقہ کے اندر محصور ہو کر بیٹھے ہیں۔

حضورؐ کے خلاف مقاطعہ لکھنے والے کا ہاتھ شل ہو گیا

تو خدا کی شان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف معاہدہ جس نے لکھا اس کا نام تھا منصور بن عکرمہ تھا اور سب قریش نے اس پر دستخط کئے اور اس کو کعبہ

شریف کے اندر لٹکا دیا منصور بن عکرمہ جو اس معاہدہ کو لکھنے والا تھا اللہ نے اس کو دنیا کے اندر ہی سزا دی کہ اس کا ہاتھ معاہدہ لکھنے کے بعد شل ہو گیا اور پھر وہ ساری زندگی حرکت ہی نہیں کر سکا یہ تو اللہ کے نبی کی شان ہوتی ہے کہ اللہ اپنے نبی کی حفاظت کرتے ہیں۔

کتے نے گستاخِ رسول کی گردن کاٹ کھائی

علامہ ابن حجر عسقلانی ؒ نے اپنی کتاب ''الدرر'' کے اندر ہلاکو خان کے زمانے کا عجیب واقعہ لکھا ہے ہلاکو خان کا دور تھا اور بڑے بڑے وزراء سپہ سالار میٹنگ کے اندر جمع تھے اتفاق سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور توہین آمیز کلمات کہے جب اس نے یہ کلمات کہے تو ایک شکاری کتا جو بندھا ہوا تھا اس نے وہاں سے رسہ تڑوایا اور اس گستاخ رسول پر جھپٹا تو لوگوں نے کتے کو پکڑ لیا کیونکہ بہت سارے لوگ تھے لیکن کتے نے کاٹ تو لیا۔

تو بعض نے کہا کہ یہ باتیں نہ کرو یہ تم پر ان باتوں کی وجہ سے جھپٹتا ہے اس نے کہا اگر میں ایسی باتیں کرتا ہوں تو کتے کو بھلا کیا پتہ میں تو ہاتھوں سے اشارے کر رہا تھا کتا اس وجہ سے بگڑا ہے لہٰذا میں کیوں باز آجاؤں۔ اس نے پھر بکواس شروع کر دی اس کتے کو انہوں نے باندھا ہوا تھا اس نے رسہ تڑوایا اور ایسے طریقے سے چھپتے چھپتے سیدھا اس کی گردن پر حملہ کیا اور چھوڑا اس وقت جب وہ مر گیا سارے لوگ اس کو لکڑیاں اور سوٹیاں مارتے رہے لیکن اس کتے نے اس وقت چھوڑا جب وہ گستاخ رسول مر گیا۔

گستاخ رسول سے بدلہ لینا جائز ہے اور یہ احادیث سے ثابت ہے۔

ابولہب کے بیٹے کو جنگل کے شیر نے مارا کیونکہ اللہ کے رسول نے دعا کی

تھی کہ اللہ اس پر جنگل کے کتوں میں سے کسی کتے کو مسلط کر دے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ منصور بن عکرمہ جس نے یہ معاہدہ لکھا تھا اللہ نے اس کو دنیا کے اندر سزا دی کہ معاہدہ لکھنے کے بعد فوراً اس کے ہاتھ شل ہو گئے اور وہ ساری زندگی ہاتھوں کو حرکت نہیں دے سکا۔

مقاطعہ کے خلاف کچھ لوگوں کا کھڑا ہونا

اور مقاطعہ کی یہ حالت تھی کہ کوئی آدمی کھانا بھی نہ بھیجے اور پانی بھی نہ بھیجے ایک دفعہ حکیم بن حزام نے چوری چوری کچھ چیزیں بھیجیں تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ چیزیں پہنچ جائیں لیکن ابوجہل بد بخت کو پتہ چل گیا اس نے راستہ کے اندر حکیم بن حزام کو پکڑ لیا کہ تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کیوں کی ہے۔ اس نے کہا کچھ لحاظ کرو بی بی خدیجہ میری پھوپھی ہیں ہم لوگ یہاں عیش کریں جو مرضی آئے کھانے کھائیں اور میری پھوپھی ایک ایک دانے کی محتاج ہو تو مجھے شرم آتی ہے۔

اسی اثناء کے اندر ابو بختری وہ بھی کافر تھا آ گیا اور اس نے کہا ابوجہل تجھے حیاء نہیں آتی یہ بی بی خدیجہ کا رشتہ دار ہے، پھوپھی کے لئے بھیج رہا ہے، حضور کے لئے تو نہیں بھیج رہا اس نے کہا فائدہ تو حضور کو ہو گا لیکن ابو بختری نے غصہ کے اندر آ کر ایک ہڈی پڑی تھی ابوجہل کے سر پر ماری کہ تم اتنے ظالم ہو گئے ہو کہ عورتوں کو بھی کھانا پہنچانے سے منع کرتے ہو بنو ہاشم کی اولاد ہیں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو بلک رہے ہیں اور تڑپ رہے ہیں تم ان پر پابندی لگا رہے ہو۔

تو اس نے کہا اس طرح کام نہیں بنے گا دیکھتے ہیں کون کون ہمارا ساتھ دے گا تو ہشام بن عامر، زبیر، ابوالبختری اور حکیم بن حزام اور چند لوگ ملے کہ کسی طرح اس معاہدہ کو ختم کریں انہوں نے ابو طالب سے بات کی ابو طالب نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی کہ یا محمد آپ خوش ہو جائیں کہ اب معاہدے کے خلاف ان لوگوں میں سے بھی کچھ بندے کھڑے ہو گئے ہیں۔

معاہدہ کا ختم ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کہتے ہو وہ معاہدہ تو ویسے بھی ختم ہو چکا ہے اللہ نے اس کو مٹا دیا ہے ابو طالب نے کہا اچھا تو وہ حرم کے اندر آئے اور انہوں نے تمام قریش کو جمع کیا اور کہا اخبرنی محمد مجھے محمد مصطفیٰ نے خبر دی ہے کہ تم لوگوں نے جو حضور کے خلاف معاہدہ لکھا تھا اللہ نے اس کو ختم کر دیا ہے آج میں اعلان کرتا ہوں کہ اس معاہدہ کو دیکھا جائے اگر وہ معاہدہ ختم ہے اور میرے نبی کی خبر صحیح ہے تو پھر تم لوگوں کو غیرت آنی چاہئے اور یہ مقاطعہ ختم ہونا چاہئے اور اگر ان کی خبر غلط ہے تو میں ان کو تمہارے حوالے کر دوں گا پھر چاہے تم ان کو قتل کرو، چاہے مقابلہ کرو یا معاف کرو۔

انہوں نے کہا بڑی اچھی بات ہے معاہدہ دیکھ لیتے ہیں جب کعبۃ اللہ کے اندر آئے اور اس معاہدے کے کاغذ کو کھولا تو تمام کاغذ ختم ہو چکا تھا سوائے جہاں اللہ کا نام تھا، وہ باقی تھا باقی سب ختم ہو گیا۔ انہوں نے کہا یہ بات ٹھیک ہے کہ اگر معاہدے کو اللہ نے ختم کر دیا ہے تو اب ہمیں بھی چاہئے کہ مقاطعہ کو ختم کریں تو تب جا کر مقاطعہ ختم ہوا اور تین سال تک یہ مقاطعہ رہا لیکن اس تین سال کے دور میں حضرت خدیجہ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں حالانکہ وہ قریش کی بڑی عورت تھیں وہ کہہ سکتی تھیں کہ مقاطعہ تمہارا محمد مصطفیٰ کے ساتھ ہے میرے ساتھ تو نہیں ہے لہٰذا وہ اپنے گھر میں رہ سکتی تھیں لیکن انہوں نے بھوک پیاس اور تکلیفیں برداشت کیں لیکن محمد عربی کا ساتھ نہیں چھوڑا رضی اللہ عنہا وارضاھا۔

فصل دہم

برادران اسلام، واجب الاحترام، دوستو، بھائیو، عزیز نوجوانو!

حضرت خدیجہؓ کی خصوصیات

الحمدللہ! سلسلہ دروس سیرت امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے ضمن میں ہم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ باتیں عرض کی تھیں علماء اہل سنت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے جس کے اندر کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ اللہ نے حضرت خدیجہؓ کو بعض ایسی خصوصیات سے نوازا ہے جو اور کسی میں نہیں ہیں۔

سب سے پہلی خصوصیت اول من اٰمنت کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اس کو کہتے ہیں اولیت حقیقیہ، بعض کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اسی طرح روایات کے اندر ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں اصل بات یہ ہے کہ ان تمام روایات کو حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بڑے بہترین طریقہ سے جمع کیا ہے اور علماء نے آپ کی اس تطبیق کو بڑی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اول من اٰمنت من النساء خدیجۃ کو اگر یہ دیکھیں کہ عورتوں میں سب سے پہلے کون ایمان لائی تو وہ سیدہ خدیجہؓ ہیں اول من اٰمن من الرجال اور مردوں میں سب سے پہلے

کون ایمان لائے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اول من اٰمن من الصبیان اور بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کون ہیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں اول من اٰمن من العبید اور غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کون ہیں تو وہ زید بن حارثہؓ ہیں۔

تو اب ساری روایات جمع ہوگئیں کہ عورتوں میں اولیت حضرت خدیجہؓ کو ملی اور رجال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اولیت ملی اور بچوں میں اولیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی اور غلاموں میں اولیت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ملی لیکن ان تمام چیزوں کے دیکھنے کے بعد اولیت حقیقیہ یعنی مردوں، بچوں، عورتوں اور غلاموں میں سب سے پہلے جو ایمان لائیں وہ حضرت خدیجہؓ ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوئی، جبرائیل علیہ السلام غار حرا کے اندر تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات قرآنیہ جو سب سے پہلے نازل ہوئیں وہ حضرت خدیجہؓ کو سنائیں اور انہوں نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائیں۔

کفار میں تعلیم کا رجحان

ہماری کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم تو وہ امت ہیں جن کی پہلی وحی اور پہلا حکم ہی یہی ہے کہ پڑھو لیکن کتنی بدقسمتی ہے کہ امت مسلمہ پڑھتی ہی نہیں ہے آج دشمن کفار یہود و نصاریٰ اور سارے غیر مذاہب تعلیم کے میدان میں کتنا آگے نکل گئے ہیں آپ حیران ہوں گے کہ صرف جاپان کے ایک شہر میں جو ان کا دارالخلافہ ہے اس کے اندر ایک ہزار یونیورسٹیاں ہیں اور ہمارے ستاون اسلامی ملکوں میں چار سو یا ساڑھے چار سو یونیورسٹیاں ہیں جب کفار کے ایک ملک کے

اندر، صرف ان کے دارالخلافہ کے اندر ایک ہزار یونیورسٹیاں ہیں اندازہ لگائیں ہم پھر ان کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں یعنی اوسطاً اگر ایک آدمی بھی ان کا پی ایچ ڈی کرے تو ان کا ایک ہزار آدمی نکلے گا اور ہمارے ستاون ملکوں میں چار ساڑھے سو بندہ نکلے گا تو جب اس قدر تفاوت ہوگا تو ہم ان کا مقابلہ کیسے کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان اور عالم اسلام، امت مسلمہ ایک عجیب عذاب اور امتحان سے، عجیب کسمپرسی کے دور سے، ذلت کے دور سے گزر رہی ہے وجہ یہ ہے کہ یہ علم کا دور ہے اور علم کا مقابلہ جہل سے نہیں کیا جا سکتا علم کا مقابلہ علم سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آج ایک آدمی جوش کے اندر کہے کہ میں پیدل ہو کر بھی کار والے سے پہلے مدینہ پہنچ جاؤں گا یہ بے وقوفی والی باتیں ہیں یا کوئی کار والا دعوٰی کرے کہ میں ہوائی جہاز سے پہلے پہنچ جاؤں گا یہ بے وقوفی والی بات ہے۔

وحی کا ثقل

اسی لئے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو وحی کا رعب تھا، اللہ کے کلام کی دہشت تھی، ثقل وحی تھا لازمی بات ہے کہ نوری مخلوق اتنا قریب آئے کہ سینے سے لگا لے اور صرف سینے سے نہ لگائے بلکہ بڑی قوت سے بھینچے قوت سے سینے سے لگائے تو آپ اندازہ کریں کہ یہ بلب ایک عارضی نور اور روشنی ہے اس کی تار کو بھی ہاتھ لگ جائے تو کتنا بڑا جھٹکا لگے گا اور جو جنس ہی نور ہو جب اس کا لقاء ہو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے اثرات نہ ہوں۔

حضرت خدیجہؓ کی طرف سے تسلی

یہی وجہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر لرزہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

گھر آتے ہیں اور سیدھا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے ہیں اور فرماتے ہیں زملونی، زملونی مجھے کپڑا اڑھاؤ، مجھے کپڑا اوڑھاؤ آدمی سردی سے کانپ رہا ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس کو کپڑا اوڑھاؤ پھر جا کر کام بنے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی تو سیدہ خدیجہ وہ خاتون ہیں جنہوں نے ایسے الفاظ کہے ہیں جو قیامت تک دنیا والوں کے لئے ضرب المثل رہیں گے تسلی دی، حوصلہ دیا اور فرمایا: کلا لا یخزیک اللہ ابدًا. آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کریں گے آپ کیوں ڈر رہے ہیں آپ کیوں خوف محسوس کرتے ہیں۔ آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور محتاجوں کی مدد کرنے والے ہیں اور حق کے معاملات میں مشکلوں میں الجھے ہوئے کی مدد کر کے اس کو نکالنے والے ہیں آپ مہمان نواز ہیں، آپ کے اندر سارے خصائص حسنہ ہیں پھر اللہ تعالیٰ آپ کو کیوں پریشان کریں گے تو سب سے پہلے تسلی دینے والی، سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اطمینان کا باعث بننے والی کون ہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

بیوی کا خاوند کی تصدیق کرنا کمال ہے

علماء نے لکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے دیگر اسباب پیدا کر دیتے۔ اللہ تو قادر ہیں لیکن منشأ خداوندی یہی تھا کہ سب سے پہلے تصدیق کرنے والی عورت ہو۔ اللہ عورت کو ایک مقام دینا چاہتے تھے تو سب سے پہلے تصدیق کرنے والی بیوی تھی۔ یہ قاعدہ ہے کہ آدمی کتنے بڑے مرتبے پر پہنچ جائے، عالم بن جائے، مجتہد بن جائے، ساری دنیا اس کی عقیدت مند بن جائے لیکن بیوی نہیں مانتی یہ دنیا میں ہمیشہ اصول ہے کہ بیوی کبھی بھی قائل نہیں ہوتی۔

ہوا میں اڑنے والے بزرگ کا واقعہ

اس لئے ضرب المثل مشہور ہے کہ ایک بزرگ تھے وہ اپنی بیوی کو بڑا قائل کرنے کی کوشش کریں لیکن بیوی نہ مانے تو ایک دن انہوں نے کہا کہ آج ہم اپنی کرامت کی انتہاء کرتے ہیں آج میں بیوی کو اڑ کر دکھاتا ہوں اپنے گھر کے اوپر اڑ کر آئے اور کہا کہ اب دیکھو! اس بیوی نے کہا اچھا اس لئے ٹیڑھے اڑ رہے تھے میں نے سمجھا کہ مردہ ہے جو ٹیڑھا اڑ رہا ہے صحیح طرح اڑنا آپ کو نہیں آتا ہے۔ اتنی بڑی کرامت کے باوجود بیوی نہیں مانتی لیکن اگر بیوی کسی کے کردار کی تصدیق کردے تو اس کی تصدیق ہوگی کہ وہ خود کہے کہ میرا شوہر باکردار ہے بدکردار نہیں ہوسکتا۔

اللہ نے انتظام ایسے کیا کہ سب سے پہلے تصدیق کرنے والی عورت ہو، سب سے پہلے تصدیق کرنے والی بیوی ہو اور یہ شرف سیدہ خدیجہؓ کے مقدر میں لکھا ہوا تھا۔

فرعون کی بیوی آسیہؓ کی سمجھداری

اسی لئے علماء اہل سنت والجماعت نے لکھا ہے کہ دنیا کے اندر مرد تو بہت سمجھدار گزرے ہیں کیونکہ اللہ نے جتنے انبیاء اور رسول بھیجے وہ مرد ہی بھیجے کسی عورت کو نبی نہیں بنایا تو صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کی فضیلت تو رکھی ہے۔ اللہ نے ان کو نبوت دی، امامت دی، ان کو ایک بڑا مقام دیا ہے۔ لیکن لکھا ہے کہ بعض عقل مند عورتیں جو عالم انسانیت کے اندر گزری ہیں ان میں ایک سیدہ خدیجہؓ ہیں اور زوجہ فرعون ہے کہ اللہ نے ان کو اتنی دانائی اور سمجھداری دی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام دودھ پیتے بچے ہیں صندوق کو کھول کر دیکھتی ہے تو کہتی

ہے قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَ لَکَ. (القصص:۹) یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا وہ اسی وقت پہچان جاتی ہے کہ یہ بچہ کچھ بنے گا ان ھٰذا لہ شانٌ اس لئے بی بی آسیہ نے بھی کمال کیا کہ دودھ پینے کی عمر کے اندر پہچان لیا حالانکہ فرعون کو کافی دفعہ خیال آیا لیکن بی بی آسیہ ہر مرتبہ فرعون کو عقل سے ناکام کرتی آئیں۔

حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو تھپڑ مارا

ایک دفعہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا اور اس زمانے کے اندر بادشاہ ہیرے جواہرات پہنتے تھے تو فرعون بھی اپنی ڈاڑھی کے اندر ہیرے جواہر لگاتا تھا خوبصورتی کے لئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کی ڈاڑھی کو پکڑا اور منہ پر تھپڑ مارا۔ تو فرعون فوراً سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جس بچے کو روکنے کے لئے میں اتنا اہتمام کر رہا ہوں یہ وہی بچہ ہے اس نے بیوی سے کہا کہ اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے اس نے کہا بچہ ہے اس نے موتی وغیرہ دیکھے ہیں دو سال کا بچہ ہے اس نے کہا نہیں یہ سمجھدار بچہ ہے۔

حضرت موسیٰؑ کا امتحان

حضرت آسیہ نے کہا اچھا اس طرح کرتے ہیں کہ ایک تھال کے اندر ہم موتی رکھ دیتے ہیں اور ایک تھال کے اندر ہم انگارے رکھ دیتے ہیں اور دور سے موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیتے ہیں اگر موسیٰ علیہ السلام موتیوں کو اٹھاتے ہیں پھر تو سمجھدار ہیں اور اگر آگ کو اٹھاتے ہیں تو صاف ظاہر ہے بچہ ہے اپنے آپ کو جلا رہا ہے۔ تو فرعون کے دماغ کے اندر یہ بات لگ گئی یہ بی بی آسیہ کا کمال تھا کہ فرعون جیسے جابر بادشاہ کو فرعون ذی الاوتاد جس کی طاقت اور ظلم دنیا کے اندر مسلم تھا۔ اس کو قائل کر لیا اس نے کہا ٹھیک ہے فوراً ایک برتن میں ہیرے جواہرات

اور لعل چمکنے والے اور ایک برتن میں انگارے رکھ کر دونوں برتنوں کو متوازی رکھ کر موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیا کہ دیکھیں موسیٰ علیہ السلام کہاں جاتے ہیں۔

تو موسیٰ علیہ السلام گھسٹ گھسٹ کر جا رہے ہیں دو سال کے بچے ہیں کتابوں میں لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سیدھا موتیوں کی طرف جا رہے تھے کیونکہ اللہ کے پیغمبر تھے، سمجھدار تھے اللہ نے جبرائیل امین کو حکم دیا کہ اس کو ادھر پھیر دو ایسا نہ ہو کہ آسیہ بی بی کی بات غلط ہو اور راز کھل جائے تو موسیٰ علیہ السلام سیدھا انگاروں کی طرف گئے اور انگارے کو زبان پر رکھ لیا اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت آ گئی کہ جب بولتے تھے تو زبان اٹکتی تھی اسی وجہ سے دعا مانگی تھی۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ. وَ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ. وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ.

یا اللہ میری زبان کے اندر گرہ ہو گئی ہے اس کو بھی کھول دے تا کہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں۔

اب فرعون مطمئن ہو گیا کہ ہاں بچہ ہے دیکھو انگارہ اٹھا لیا اور اپنی زبان بھی جلا ڈالی۔ تو اس طرح دنیا کی سمجھدار عورتوں میں بی بی آسیہ ہیں۔

حضرت شعیبؑ کی بیٹی کی سمجھ

اسی طرح دنیا کی سمجھ دار عورتوں میں سے ایک شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھی جس کا قرآن نے واقعہ لکھا ہے کہ جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لئے آئی قرآن کہتا ہے۔

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ.

بڑے وقار اور حیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئیں اور عرض کیا آپ کو میرے ابو بلاتے ہیں تا کہ آپ نے جو ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے اس کا بدلہ دیں۔ موسیٰ علیہ السلام آ گئے ملنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس طرح فرعون کے ملک سے نکلا ہوں مجھے اندیشہ تھا کہ مجھے قتل نہ کر دیں تو شعیب علیہ السلام نے فرمایا: لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

آپ بالکل نہ ڈریں آپ اس ظالم کی حدود سلطنت سے نکل چکے ہیں تو حضرت شعیب علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں ان میں سے ایک نے کہا یَا اَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ. ابا جان ایسے بندے کو بکریاں چرانے کے لئے ملازم رکھ لیں کیونکہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اور ہم لڑکیاں ہیں اور یہ بہادر بھی ہے، قوت والا بھی ہے، امانت والا بھی ہے تو حضرت شعیب علیہ السلام غصہ کے اندر آ گئے کہ میری بیٹی کسی کی تعریف کر رہی ہے کہ یہ طاقت والا ہے، قوت والا ہے اور امانت والا ہے۔ اللہ کا نبی غیرت والا ہوتا ہے۔ اپنی بیٹی کے منہ سے کسی غیر مرد تعریف سن کر غصہ اور جلال میں آ گئے۔ تو کیسے کہہ رہی ہے۔ اس نے کہا ابا جان غصہ نہ کریں جس کنویں پر پانی روکنے کے لئے پتھر رکھ دیا جاتا ہے (دو کنویں تھے ایک پر پتھر رکھ دیتے تا کہ وہ بھر جائے اور دوسرے سے پلاتے تھے) تو موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ ایک کنویں پر تورش ہے تو دوسرے کنویں کے منہ سے پتھر ہٹا کر بکریوں کو پانی پلا دیا اور وہ پتھر چالیس آدمی مل کر ہٹاتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام نے اکیلے اس پتھر کو ہٹا دیا میں نے جب یہ دیکھا تو صاف ظاہر ہو گیا کہ طاقت والا آدمی ہے۔

انہوں نے پوچھا تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ امین ہے؟ بیٹی نے کہا ابا جان ناراض نہ ہوں میں جب ان کو بلانے کے لئے گئی ہوں تو انہوں نے کہا کہ میں تیرے پیچھے نہیں چلوں گا بلکہ میں تیرے آگے چلوں گا مجھے بتاتی جانا کہ دائیں

مڑو اور بائیں مڑو۔ تو یہ بات بتاتی ہے کہ یہ اس نے اس لئے کہا تا کہ اس کی میرے بدن کے اوپر نظر نہ پڑے۔ یہ اس کی امانت کی علامت ہے۔ اب حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ آپ ہمارے ساتھ معاہدہ کرلیں کہ آپ ہمارے ساتھ دس سال تک رہیں گے۔

تو اس بات کو بتلانے کا مقصد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی طاقت اور امانت کو پہچاننے والی شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھی اللہ نے اس کو فہم عطا فرمایا تھا تو وہ بھی دنیا کی ان عورتوں میں شمار ہوتی ہیں جن کو اللہ نے عقل سے نوازا تھا کہ اس نے کیسے پہچان لیا کہ یہ شان والا آدمی ہے اور پھر یہ وہی آدمی تھے جن کو مقام رسالت ملا اور اللہ نے اپنے سے ہم کلام ہونے کے شرف سے نوازا اور وہی لڑکی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی بنی۔ ایسی عورتیں دنیا کے اندر بہت کم ہوتی ہیں جن کے اندر اتنی بصیرت اور فہم ہو۔

حضرت خدیجہؓ کی سمجھ

سیدہ خدیجہؓ نے بھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا تو ان کے دل و دماغ کے اندر بھی اسی وقت یہ بات آگئی تھی ان ھذا لہٗ شانٌ یہ کوئی شان والا بندہ ہے اسی لئے انہوں نے اسباب پیدا کئے، تجارت کے لئے پیسے دیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میسرہ غلام کو بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک قدم کی رپورٹ لی۔ پھر خود پیغام دے کر شادی کی۔ وجہ کیا تھی کہ وہ پہچان چکی تھیں کہ یہ بندہ ضرور کوئی شان والا ہے۔

حضرت خدیجہؓ کا ایمان اور نماز

تو سب سے پہلے ایمان لانے والی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق

کرنے والی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور سب سے پہلے نماز پڑھنے والی بھی سیدہ خدیجہؓ ہیں۔ یعنی اس وقت تک تو نماز فرض نہیں ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تو نماز فرض لیلۃ المعراج کے اندر ہوئی۔

نماز کا آغاز کیسے ہوا

لیکن مطلقاً نماز جو تھی۔ اس کے بارے علماء کے دو اقوال ہیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ سابق انبیاء کے دین کے اثرات تو تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اثرات تھے مکہ والے سارے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اثرات تھے مکہ والے سارے ان کو مانتے تھے۔ اسی طرح سے سابقہ انبیاء کے اندر نماز، روزہ تسبیح اور تہلیل تھی۔

لیکن سیرت کی کتابوں کے اندر ایک روایت ہے کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا یا محمد اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو نماز کی تعلیم دوں تو جبرائیل علیہ السلام نے مکہ اور جبل نور کے راستہ میں اپنا پاؤں مارا تو وہاں سے ایک چشمہ نکلا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں اس سے وضو کرتا ہوں اور آپ دیکھ لیں کہ وضو کیسے ہوتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو سکھایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر جبرائیل علیہ السلام نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی کہ یا رسول اللہ اس طرح نماز پڑھی جاتی ہے تو ایک مطلق نماز ہے اور ایک ہے فرض نماز جو ہر امت کا خاصہ ہے اور وہ معراج والی رات کے اندر فرض ہوئی تو یہ مطلق نماز ہے۔

حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ کو نماز کیسے سکھائی

کیونکہ جب آپ معراج پر تشریف لے جا رہے تھے تو بیت المقدس کے

اندر آپ نے نماز پڑھی حالانکہ نماز تو آسمانوں پر فرض ہوئی اسی لئے علماء کہتے ہیں کہ ایک ہے مطلق نماز اور ایک ہے پانچ فرض نمازیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو چوبیس گھنٹے میں پڑھنی ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے تعلیم دی۔ اس نماز کے پڑھنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے اپنے گھر میں تشریف لے آئے۔ جس طرح وحی کے بعد سیدھے گھر تشریف لائے تھے اور سیدہ خدیجہ کو اسی چشمہ پر جا کر وضو سکھلایا کہ وہ چشمہ جبرائیل کے پاؤں سے نکلا ہے وہ عام چشمہ تو نہیں ہے۔ وہاں حضرت خدیجہؓ کو بتلایا کہ یوں وضو کیا جاتا ہے اس طرح ہاتھوں کو دھونا ہے، اس طرح کلی کرنی ہے، اس طرح ناک میں پانی دینا ہے، اس طرح چہرے کو دھونا ہے اس طرح ہاتھوں کو مرافق (کہنیوں) تک دھونا ہے اور اس طرح سر کا مسح کرنا ہے۔ اور اس طرح پاؤں کو دھونا ہے۔

حرم میں سب سے پہلے نماز پڑھنے والے

تو وضو سکھلایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہؓ کو نماز سکھلائی جس طرح جبرائیل علیہ السلام نے نماز سکھلائی تھی اسی لئے ایک روایت کے اندر آتا ہے عفیف کندی ایک شخص ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن دیکھا کہ ایک شخص آتا ہے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے پھر میں نے دیکھا کہ ایک عورت ہے اور وہ بھی اسی جگہ اس شخص کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھتی ہے، پھر میں نے دیکھا کہ ایک بچہ آتا ہے اور وہ بھی ادھر اسی مقام پر کھڑا ہو کر ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہے میں نے حضرت عباسؓ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے کہا **هذا محمد صلى الله عليه وسلم يدعى انه نبيٌ.** یہ محمد رسول اللہ ہیں محمد بن عبداللہ ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے اللہ نے نبی بنایا ہے اور وہ

نماز پڑھ رہے ہیں میں نے کہا یہ عورت کون ہے فرمایا سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ہے رضی اللہ عنہا۔

اور یہ وہ عورت ہے جو قریش کی تمام عورتوں سے غنی ہے اور یہ وہ عورت ہے کہ حسب، نسب اور شان کے اندر اللہ نے اس کو ایک خصوصی مقام سے نوازا ہے تو میں نے کہا یہ بچہ کون تھا؟ انہوں نے کہا یہ علی بن ابی طالب ہیں رضی اللہ عنہ۔ تو میں نے کہا یہ کیا کرتے ہیں انہوں نے کہا مجھے بھی پتہ نہیں بس کہتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کی خصوصیات

اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے ایمان لانے والی، تصدیق کرنے والی اور سب سے پہلے نماز پڑھنے والی بی بی خدیجہ ہیں اور یہ مقام کسی اور بی بی کو نہیں ملا ہے۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ سب خصائص میں سے یہ خصوصیت کہ وہ عورت جو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن کر آئی وہ حضرت خدیجہؓ ہیں اور یہ خصوصیت کسی اور کو نہیں ملی کہ باقی تو حضرت خدیجہؓ کے بعد آئی ہیں۔

حضورؐ کی اولاد کی ماں

اور یہ بھی حضرت خدیجہؓ کی خصوصیت ہے کہ جب تک حضرت خدیجہؓ زندہ رہیں جس کا عرصہ تقریباً چوبیس سال بنتا ہے آپ نے دوسری شادی نہیں کی۔ اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ یہ بھی حضرت خدیجہؓ کی خصوصیت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد بطن خدیجہ سے ہے آپ کے تمام بیٹے اور بیٹیاں انہی سے ہیں صرف ایک بیٹے حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ سے ہیں اور وہ بھی فوت ہو گئے۔

حضرت خدیجہؓ کیلئے جنت کا محل

اسی طرح ایک صحیح حدیث کے اندر آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا تجھے مبارک ہو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ اللہ نے تیرے لئے جنت کے اندر گھر بنایا ہے اور وہ کس کا بنایا ہے موتیوں سے بنا ہوا ہے جہاں دنیا اینٹیں لگاتی ہے بادشاہ بھی پتھر لگاتے ہیں حضرت خدیجہؓ کے محل میں اللہ نے موتی لگائے ہیں اور فرمایا کہ وہ محل ایسا ہے جس کے اندر نہ تکلیف ہوگی اور نہ شور ہوگا یعنی جنت کے اندر خالص راحت ہوگی تو سب سے پہلے جنت کے اندر گھر کی جس کو خوشخبری ملی ہے وہ سیدہ خدیجہ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت خدیجہؓ کو اللہ کا اور جبرائیلؑ کا سلام

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ ابھی تھوڑی دیر بعد آپ کی خدمت میں خدیجہ آرہی ہیں کھانا بھی لا رہی ہیں جب وہ آئیں تو ان کو اللہ کا سلام پہنچانا کہ اللہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر سلام بھیجا ہے۔ اللہ کا بھی سلام پہنچائیں اور میرا بھی سلام کہیں تو یہ خصوصیت سیدہ خدیجہؓ کی ہے تو جب تھوڑی دیر کے بعد سیدہ خدیجہؓ آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدیجہ تجھے تیرے رب نے سلام بھیجا ہے اور جبرائیل بھی تجھے سلام کہتے ہیں تو بی بی خدیجہؓ بہت خوش ہوئیں اور کہا یا رسول اللہ میرے اللہ نے مجھے سلام کہا ہے فرمایا ہاں۔ تو علماء نے لکھا ہے کہ جس کو اللہ نے سلام بھیجا ہو اور جس کو جبرائیلؑ نے آکر سلام کیا ہو یہ خصوصیت بھی صرف سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو ملی ہے۔

حضرت خدیجہؓ کی سمجھ کا ایک واقعہ

اسی طرح سیرت کی کتابوں کے اندر آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پریشان تھے یہ نہیں کہ نبوت کے اندر شک میں تھے بلکہ اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہوتا ہے تاکہ ان مراحل سے گزرنے کے بعد باقی لوگوں کو بھی تسلی ہو جائے کہ نعوذ باللہ اگر آپ نے خود کوئی بات بنائی ہوتی تو پھر آپ پریشان کیوں ہوتے جیسے کافر کہتے تھے کہ نعوذ باللہ یہ قرآن خود بناتے ہیں اور ہمیں آکر سنا دیتے ہیں وگرنہ یہ اللہ کے نبی نہیں ہیں تو اگر آپ ان کیفیات سے نہ گزرتے تو پھر تو بات ہو سکتی تھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود پریشان بیٹھے ہیں کہ ایک آدمی بندے کی شکل میں آیا۔

تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اب جب وہ فرشتہ آئے تو مجھے بتائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا کرلوگی آپ نے فرمایا مجھے ذرا واضح کر کے بتائیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ وہ فرشتہ آرہا ہے تو بی بی خدیجہؓ نے اپنے سر سے کپڑا اتار دیا تو فرمایا یا رسول اللہ کیا ہوا تو آپ نے فرمایا وہ ٹھہر گیا ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو یہ اللہ کا بھیجا ہوا ہے شیطان نہیں ہے یہ اگر شیطان ہوتا تو میرے سر سے کپڑا ہٹنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ کا فرشتہ ہے یہ امتحان کر کے پہچان لینا یہ بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت تھی۔

(فائدہ) کیونکہ حضرت خدیجہ اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اس لئے انہوں نے اپنے سر سے کپڑا اتار لیا۔

حضرت عائشہؓ کی حضرت خدیجہؓ پر غیرت

اور حضرت خدیجہؓ کا دفاع

صحیح روایت کے اندر آتا ہے کہ سیدہ عائشہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں **ما غرت علی احدٍ** خدا کی قسم مجھے آج تک کسی اور بیوی پر اتنی غیرت نہیں آئی جتنی بی بی خدیجہ پر آئی حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بھی تو بیویاں ہیں لیکن مجھے کسی پر اتنی غیرت نہیں آئی جتنی خدیجہ پر آئی۔

تو ام المؤمنین سے پوچھا گیا کہ آپ کی غیرت کی بھی عجیب بات ہے آپ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بھی تب آئیں جب ان کو فوت ہوئے دو سال ہو چکے تھے۔ بعض روایات کے اندر ہے کہ تین سال پہلے فوت ہو گئیں تو آپ نے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تو دیکھا ہی نہیں ہے تو پھر ان پر غصہ آنے یا غیرت آنے کی کیا بات ہے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کا کثرت سے ذکر کرنا مجھے برداشت نہیں تھا۔

ایک دن بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے بڑا سخت جملہ نکل گیا کہا **یارسول اللہ انھا عجوزۃٌ من عجائز قریش**. یارسول اللہ آپ ہر وقت خدیجہؓ کے بارے میں کہتے ہیں **ھکذا قالت ھکذا فعلت** اور کوئی چیز گھر کے اندر ہدیہ آتی ہے تو آپ فوراً کہتے ہیں کہ بی بی خدیجہ کی سہیلیوں کے گھر بھجواؤ۔ حالانکہ وہ ایک بوڑھی عورت تھی چالیس سال کی عمر میں تھی جب آپ نے اس سے شادی کی ہے اور گرم ملکوں میں چالیس سال کی عورت ویسے ختم ہو جاتی ہے قریش کی بوڑھی اور سرخ باچھوں والی ایک عورت تھی (یعنی اس کے دانت گر گئے تھے اور صرف سرخ باچھیں رہ گئی تھیں) اللہ نے تو آپ کو اس سے بہتر

بیویاں دی ہیں فغضب رسول اللہ، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم غصہ اور جلال میں آ گئے اور کہا اے عائشہ! میری بات سنو خدا کی قسم خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی۔ تم کیسے کہتی ہو کہ اللہ نے مجھے ان سے بہتر بیویاں عطا کی ہیں۔ خدیجہ نے میری اس وقت تصدیق کی جب پورے مکہ نے میری تکذیب کی۔ خدیجہ نے اس وقت مجھ پر اپنا مال لٹایا جب میرے پاس ایک درہم بھی نہیں تھا، خدیجہ نے میرا اس وقت ساتھ دیا جب میرا ساتھ دینے والا کوئی نہیں تھا، خدیجہ میری تمام اولاد کی ماں ہے، خدیجہ سے میرا نسب باقی رہنا ہے، تم کیسے کہتی ہو کہ خدیجہ سے اچھی اور بیویاں ملی ہیں۔

تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا جلال دیکھا کہ میں نے توبہ کی اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے معذرت کی کہ یا رسول اللہ آپ مجھے معاف کر دیں میں غصہ میں آ گئی تھی کیونکہ عورت کو دوسری سوکن سے غصہ آتا ہی ہے اور جب محبوب اس کا ذکر کر رہا ہو تو میں جذبات میں آ کر کہہ بیٹھی میں اللہ کے آگے بھی اور آپ کے آگے بھی معذرت کرتی ہوں اور عہد کرتی ہوں کہ خدیجہ کے بارے میں اب کبھی میری زبان پر برائی نہیں آئے گی رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت خدیجہؓ کو حضورؐ کی فکر

علماء نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غار حرا میں تیار کر کے بھیجنے والی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اسباب کا انتظام کرنے والی بی بی خدیجہ تھیں اور پھر سیدہ خدیجہؓ کی خدمت کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہفتہ دو ہفتے، تین ہفتے، چار ہفتے، ایک ایک

مہینہ غار کے اندر رہتے تو بی بی خدیجہ اہتمام کے ساتھ آپ کو چیزیں بھیجتی تھیں اور اپنے غلاموں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر رکھنے کا حکم دیتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے تکلیف تو نہیں پہنچائی، حضور کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز کم تو نہیں ہوگئی ہے۔

خدا کی شان کہ غار حرا میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی آجاتا تو آپ سب کچھ کھلا دیتے تھے اور سیدہ خدیجہؓ دوبارہ اہتمام کر کے بھیجتیں کبھی ایسا بھی ہوا کہ سیدہ خدیجہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار حرا میں گئیں صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم تسلیمًا کثیرًا کثیرا۔

بڑی شان والی عورتیں

یہ خصوصیت اور شان اللہ نے سیدہ خدیجہؓ کو دی ہے اور کسی کو نہیں دی۔

ایک حدیث ہے کہ سیدۃ النساء تمام عورتوں کی سردار بی بی مریم اور بی بی آسیہ ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مریم، آسیہ اور خدیجہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عورتیں کے نام لئے ہیں اور خدا کی شان دیکھیں کہ اللہ نے ان تینوں عورتوں کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بڑا عجیب تعلق رکھا ہے بی بی مریم نبی کی ماں ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں ہیں اس سے بڑی شان کیا ہوسکتی ہے کہ انہوں نے پیغمبر کو اپنی گود میں کھلایا ہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تربیت کرنے والی بی بی مریم ہیں، ان کا بھی نبی کے ساتھ تعلق ہے کہ نبی بیٹا ہے۔

بی بی آسیہ اللہ کی شان کہ وہ بھی ایک پیغمبر کی تربیت کرنے والی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بچپن سے لے کر جوانی تک کا جو عرصہ گزرا ہے وہ بی بی آسیہ

کے گھر میں گزرا ہے تو آپ نے کلیم اللہ کی حفاظت اور خدمت کی اور کلیم اللہ کو اپنا بیٹا بنایا ان کو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی خدمت سے سرفراز کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ نے خاتم الانبیاء والرسل کی خدمت سے سرفراز کیا اور تینوں پیغمبر صرف پیغمبر ہی نہیں بلکہ اولوالعزم پیغمبر ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ دو بیبیوں کا نام لیا سیدہ آسیہ اور سیدہ مریم کا اور دوسری جگہ تین نام لئے ہیں سیدہ مریم، سیدہ آسیہ اور سیدہ خدیجہؓ۔

ایک جگہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عورتوں کے نام لئے سیدہ آسیہ، سیدہ مریم، سیدہ خدیجہ اور سیدہ فاطمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین۔

حضرت عائشہؓ کی فضیلت

اسی طرح ایک حدیث مبارکہ کے اندر یہ بھی آیا ہے کہ **فضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی الطعام.** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہؓ کو باقی عورتوں پر ایسے فضیلت ہے جیسے ثرید کو باقی طعام پر فضیلت ہے (ثرید عرب کے اندر بڑا طعام سمجھا جاتا تھا ثرید کہتے ہیں کہ گوشت کا شوربہ تیار کرنے کے بعد روٹی کے ٹکڑے بنا بنا کر اس میں ڈال دیئے جاتے ہیں جب وہ نرم ہو جاتے ہیں تو آدمی کھاتا ہے) تو اب اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی آگئی ہے۔

علماء نے اس کا جواب دیا ہے کہ قرآن کی ظاہری آیات مبارکہ کے اعتبار سے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بی بی آسیہ اور بی بی مریم کو واقعی نساء العالمین ہیں فضیلت دی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس کا معنی یہ ہے کہ نساء

العالمین فی زمانھا کہ اپنے زمانہ میں وہ سب سے افضل تھیں۔

بنی اسرائیل اور امت محمدیہ کی فضیلت کا مسئلہ

جیسے بنی اسرائیل کے بارے میں آتا ہے فَضَّلْنَاكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ تو اس لئے آج یہودی کہتے ہیں کہ ہم سب سے افضل ہیں اس لئے ان کا دعویٰ ہے کہ انسان تو صرف ہم ہیں باقی تو حیوان ہیں اسی لئے وہ کسی اور کو خاطر میں نہیں لاتے۔

حالانکہ دوسری جگہ قرآن پاک میں ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ. (النساء: ٦٩) کہ سب سے افضل امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے تو اگر حضور کی امت سب سے افضل ہے تو پھر بنو اسرائیل کیسے افضل ہیں۔

علماء نے فرمایا کہ بنو اسرائیل اپنے زمانہ میں افضل تھے جس زمانہ میں بنو اسرائیل تھے کیونکہ اللہ نے تمام انبیاء بنو اسرائیل سے بھیجے۔ اللہ تعالیٰ نے سیادت اور قیادت اور ملوکیت تمام فضیلتیں بنو اسرائیل کو عطا فرمائی تھی تو ان کی یہ فضلیت اپنے زمانے کے اعتبار سے تھی اور اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد آپ کی امت کی فضیلت قیامت تک کیلئے گی ان میں بہتر امت خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ہے یہ شرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ملا ہے۔

حضرت فاطمہؓ کی فضیلت

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر باعتبار نسب کے دیکھا جائے تو بی بی فاطمہؓ کو بی بی خدیجہؓ پر بھی فضیلت ہے حالانکہ بی بی خدیجہؓ ماں ہیں کیونکہ بی بی

فاطمہؓ بنت رسول اللہ ہیں کہ وہ نبی کی بیٹی ہیں اور سیدہ خدیجہؓ چاہے کتنا بڑا مرتبہ ہو جائے وہ بنت خویلد ہیں وہ خویلد کی بیٹی ہیں نبی کی بیٹی تو نہیں ہیں اور حضرت فاطمہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کا ٹکڑا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمة بضعة منی. فاطمہ میرے بدن کا حصہ اور ٹکڑا ہے۔

مَنْ اَحَبَّهَا فقد احبنی و من اٰذاها فقد اٰذانی او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم. تو اسی لئے علماء نے فرمایا کہ بی بی فاطمہ کو فضیلت ملی ہے بنت رسول اللہ ہونے کی وجہ سے اور بی بی خدیجہؓ کو فضیلت ملی باعتبار اول المسلمین اول المؤمنین اول من صدقت برسول اللہ ہونے کے۔ صلی اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا۔

جزولی فضائل

اصل بات یہ ہے کہ آپ ایک مسئلہ ذہن کے اندر رکھیں مثلا اللہ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا امتحان فرمایا تو جزوی فضلیت کے اعتبار سے صبر کے اندر حضرت ایوب علیہ السلام بڑھے ہوئے ہیں جمال کے اندر حضرت یوسف علیہ السلام بڑھے ہوئے ہیں۔ ملک میں شاہی کے اعتبار سے حضرت سلیمان علیہ السلام بڑھے ہوئے ہیں۔ اللہ نے ان کو ایسا ملک دیا جو اور کسی کو نہیں دیا آپ کی صرف انسانوں پر حکومت نہیں تھی بلکہ انسان، جنات، حیوانات، چرند، پرند سب پر آپ کی حکومت تھی یعنی مُلکًا لا ینبغی لاحدٍ من بعدی تو یہ فضیلت حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملی۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ہے کہ وہ بغیر واسطہ کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ

وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ۔ (الشوریٰ:۵۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کسی کو طاقت نہیں کہ میرے ساتھ کلام کر سکے میرے ساتھ کلام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پردے کے ساتھ بات کرے یا میں القاء کردوں گا یا پھر میں فرشتہ بھیجوں گا جو جا کر کلام کرے گا بغیر واسطے کے کسی کی جرأت نہیں کہ مجھ سے کلام کر سکے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ. لیکن اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ انہوں نے اللہ سے بغیر واسطہ کے کلام کیا و کلم اللہ موسیٰ تکلیمًا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف کلام سے نوازا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے خلیل بنایا چنانچہ اگر آپ جزوی جزوی فضیلتیں دیکھیں گے تو جو فضیلت ایوب علیہ السلام کو ہے وہ کسی اور کو نہیں جو فضیلت کلیم اللہ کو ہے وہ کسی کو نہیں، جو خلیل میں ہے وہ کسی میں نہیں، لیکن جب مجموعہ فضائل کو دیکھیں گے تو سب سے افضل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ تسلیمًا کثیرًا کثیرًا ہوں گے۔

اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ ہر ایک کا اپنے زمانہ کے اعتبار سے مقام ہے، سیدہ مریم کا ایک مقام ہے، سیدہ آسیہ کا ایک مقام ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے اندر باعتبار اول اسلام لانے کے مؤمنہ اول، مصدقہ اول، زوجہ اول یہ شرف اگر کسی کو ملا ہے تو حضرت خدیجہ کو ملا ہے اور کسی کو نہیں ملا۔

حضرت خدیجہؓ کے مال سے آپ کو غنیٰ ملا

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے جب حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا تو اس وقت وہ مکہ کی اغنیاء عورتوں میں سے تھیں لیکن انہوں نے

سارا مال مجھ پر لٹا دیا اس لئے قرآن کے اندر آتا ہے کہ اللہ نے فرمایا:

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی. وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی. (والضحیٰ)

ہم نے آپ کو ایسا پایا کہ آپ کے پاس مال بھی نہیں تھا حضور جب پیدا ہوئے ہیں تو گھر کے اندر کچھ نہیں تھا اس لئے بعض علماء فرماتے ہیں فاغنی بمال خدیجة رضی اللہ عنہا کہ بی بی خدیجہؓ کا سارا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں آ گیا مفسرین نے لکھا کہ اغنی سے مال خدیجہ مراد ہے۔

بی بی خدیجہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں غمگین داخل ہوئے میں نے کہا کیا بات ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج میں نے کچھ غریبوں کو دیکھا تو میرے دل پر شاق گزرا ہے اتنی غربت اور فقر کہ آدمی کھانے کو بھی ترسے۔ تو بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ ان کو بلانے کے بعد روایت کے اندر آتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مال کا ڈھیر لگایا کہ ڈھیر اتنا اونچا ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھپ گئے بی بی خدیجہؓ نے فرمایا ھذا کلہ فی سبیل اللہ یا رسول اللہ! یہ سارے کا سارا مال آپ اللہ کے راستے میں لٹا دیں آپ غم نہ کریں۔ تو یہ مقام بھی صرف سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ملا ہے کہ جس نے اپنی دولت، مال، قوت اور شرف، سیادت اور مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔

حضورؐ کے ساتھ تنگی کی حالت میں

حضرت خدیجہؓ کا گزارا کتنا مشکل تھا

ایک غریب آدمی کو اگر تھوڑی بہت تکلیف آ جائے تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم بچپن کے اندر پڑھتے تھے تو کسی کو آدھی روٹی مل گئی تو کسی کو چوتھا حصہ

مل گیا جو کوئی سالن آیا سارا ایک ہی برتن کے اندر ڈالتے گئے دال ہے اسی برتن کے اندر، گوشت بھی اسی برتن کے اندر، ساگ بھی اسی برتن کے اندر، سبزی بھی اسی کے اندر، بچارے ایسے ہی کھا رہے ہیں ایسے طالب علموں کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے سوال یہ ہے کہ جو لوگ یہاں آ گئے اللہ پاک نے ان کو وسعت دے دی کہ اے سی لگا ہوا ہے، نیچے کارپٹ بچھا ہوا ہے، فریزر رکھا ہوا ہے، کار کھڑی ہوئی ہے، اب اتنی آسائشوں کے بعد تنگی میں آجائے تو بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اسی لئے دیکھیں جو لوگ سعودی عرب میں، خلیج میں، یا یورپ کے ملکوں کے اندر رہ کر جب وہاں کے آسائشات کے عادی ہو جاتے ہیں تو اپنے ملک میں جاتے ہیں تو ان سے چھ مہینے بھی وہاں نہیں گزرتے، پاگل ہو جاتے ہیں، دماغ خراب ہو جاتا ہے کہ ہم کہاں آ گئے کہاں پھنس گئے۔

اب بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا تو جب سے پیدا ہوئیں امیر ہیں اور عتیق اور ھالہ کی بیوی رہ چکی ہیں اور پھر جس کے رشتہ کی ورقہ بن نوفل نے کوشش کی۔ اور قصی بن کلاب کے ساتھ ان کا نسب ہو سارے مکہ کے تجار اس سے پیسہ لیں اتنی بڑی عظیم عورت ہو کر شعب ابی طالب میں تین سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قید کاٹنے والی بھی سیدہ خدیجہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاھا۔

حالانکہ کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ایسا حصار باندھ دیا تھا کہ کوئی بھی کھانے کی چیز نہیں بھیج سکتا تھا کوئی سودا، کوئی چیز، گوشت نہیں بھیج سکتے لیکن سیدہ خدیجہؓ باوجود اس کے کہ ان کے لئے کوئی پابندی نہیں تھی انہوں نے کہا کہ اگر اللہ کے نبی پر پابندی ہے تو میں بھی اسی پابندی کے اندر وقت گزاروں گی، میں بھی اسی تکلیف کے ساتھ وقت گزاروں گی۔ تو اتنی بڑی قربانی دینے والی کہ عملی طور پر نظر بندی کی تین سال کی طویل مدت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ گزارنے والی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت خدیجہؓ نے حضورؐ کو غلام بھی دیا

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب سے پہلا غلام دینے والی بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ حضرت زید بن حارثہؓ حالانکہ وہ غلام نہیں تھے کافروں نے پکڑ لیا اور بیچ دیا ان کو حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں خریدا۔ پھر اس نے اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہؓ کی خدمت میں آ کر کہا کہ یہ غلام ہے اور یہ بڑا اچھا آدمی ہے میں اس کو آپ کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وہ غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر دیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خادم کی ضرورت تھی اللہ کی شان کہ حضرت زید اس وقت ایسی شان کو پہنچے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا۔

حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ کو خود قبر میں اتارا

تو یہ ساری عظمت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ملی ہے پھر دیکھیں کہ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوتی ہیں تو اس وقت نماز جنازہ تو تھی نہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اترے، ان کو دفن کرنے والے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ شان بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ملی ہے۔ اور کسی بیوی کی قبر میں نہیں اترے۔ یہ پہلا مقام ہے کہ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں اترے ہیں کیونکہ اس وقت کوئی دفن کرنا جانتا ہی نہ ہوگا کیونکہ ابتدائے اسلام کا دور تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت المعلی میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو قبر میں رکھنے کیلئے خود اترے اور خود اتارا اور خود قبر میں لٹایا اور دفن کیا تو یہ شان بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملی ہے۔ رضی اللہ عنہا وارضاھا۔

گیارہویں فصل

برادران اسلام، واجب الاحترام، دوستو، بھائیو، عزیز نوجوانو!

عام الحزن

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سیدہ عائشہ اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہما کا ذکر آتا ہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غم و اندوہ کا بہت اثر تھا۔ کیونکہ آپ کے سب سے بڑے معاون اور طاقت جناب ابو طالب وہ بھی فوت ہو گئے جنہوں نے ہر قدم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ اور خدا کی شان کہ ابو طالب کے بعد جو سب سے بڑی محسنہ ہیں، جن کی ساری دولت، عزت و عظمت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کام آئی۔ وہ بھی فوت ہو گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ دور بڑا مشکل دور تھا۔ اس لئے کتابوں کے اندر اس کو عام الحزن غم کا سال کہا جاتا ہے۔

حضورؐ کی شادی کا انتظام

بی بی خولہ بنت حکیمؓ نے دیکھا کہ رحمت دو عالمؐ اداس ہیں۔ تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ اس کا حل یہ ہے کہ آپ شادی کر لیں۔ ویسے بھی ایک فطری بات ہے کہ جب بچہ ہوتا ہے تو بڑا ہوتا ہے شادی نہ ہوئی ہو تو احساس نہیں ہوتا لیکن شادی ہو جانے کے بعد ایک فطری اور طبعی بات ہے کہ راحت دے کر چھین لی جائے تو ایک بہت بڑا امتحان ہوتا ہے۔

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی نَعُوْذُ باللهِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ. کہ یا اللہ ہمیں عزت دے کر پھر ذلت کا منہ نہ دکھانا کہ عزت کے بعد وہ آدمی کسی امتحان کے اندر مبتلا ہو جائے۔ حضرت خولہؓ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت میرے سامنے رشتہ بھی نہیں ہے تو کہاں شادی کروں۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ آپ بات تو کریں۔ بیوہ بھی موجود ہیں اور کنواریاں بھی موجود ہیں۔ آپ کی ذات کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کی ذات کے لئے کون انکار کر سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایسی بات ہے تو بتاؤ کہ کون سا رشتہ آپ کے ذہن میں ہے۔ تو بی بی خولہؓ نے کہا کہ بیوہ عورتوں میں سے میرے سامنے بی بی سودہ کا رشتہ ہے۔ اور کنوارے رشتوں میں سے عائشہ بنت ابی بکرؓ ہے اور یہ دونوں رشتے آپ کے لئے موزوں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے اپنی طرف سے بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ کی حضورؐ کیلئے منگنی

بی بی خولہ بنت حکیمؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ سے بات کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام زینب اور کنیت ام رومان ہے۔ کیونکہ عرب کے اندر کنیت رکھنے کا رواج تھا اور عزت سمجھی جاتی تھی جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکر ہے۔ لقب صدیق ہے اور ان کے والد کا نام عثمان ہے اور ان کی کنیت ابوقحافہ ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے ام عائشہ اے ام رومان! حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی بیوی فوت ہوگئی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے گھر میں نکاح کا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا اس سے بڑی سعادت اور عظمت کیا ہو سکتی ہے لیکن ہمارے لئے ایک مشکل ہے کہ ابن عدی نے بی بی عائشہؓ کا رشتہ مانگا تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کو زبان دی تھی۔ آپ جانتی ہیں کہ ابوبکر اپنی زبان سے نہیں پھر سکتے ہیں۔ لیکن آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب نہ دینا۔ پہلے ابن عدی کو جواب دینے دو اور میں حضرت ابوبکرؓ سے بات کرلوں۔ تو بی بی خولہؓ نے حضرت عائشہؓ کے گھر میں بھی بات کردی اور بی بی سودہؓ کو بھی بات کردی۔ بی بی سودہ کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ زندگی کا فیصلہ کرنا مشکل نہ تھا اس لئے انہوں نے فرمایا کون سی ایسی عورت ہو سکتی ہے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نہ جانا چاہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ان کی گھر والی نے بات کی تو آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم میرے دل میں محمد عربی سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے۔ لیکن مطعم بن عدی کا ہمیں انتظار کرنا ہوگا کیونکہ ان کو زبان دی ہے۔ ادھر مطعم بن عدی نے کہا کہ میں اپنے بیٹے کا ادھر رشتہ نہیں کرنا چاہتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ آپ لوگ مسلمان ہوگئے ہیں اور باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔ نئے دین کی لڑکی ہم اپنے گھر نہیں لاتے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ یہ اللہ کی تقدیر کے فیصلے ہیں کہ میری بیٹی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جانا ہے اور اسی اثناء میں بڑے بڑے امتحان گزرے۔

حضرت ابوبکرؓ پر آزمائش

ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مظالم قریش سے مجبور ہو کر ہجرت حبشہ کا ارادہ فرمایا۔ لیکن جب برق الغماد تک پہنچے تو ابن دغنہ جو رئیس القارہ ہیں

وہ ملے اور کہا این ابابکر تم ادھر کہاں جارہے ہو اے ابوبکر۔ آپ نے کہا تمہیں پتہ ہے کہ ہمیں قریش مکہ نے تنگ کر رکھا ہے ہمیں خدا کے گھر میں نماز نہیں پڑھنے دیتے۔ ایسی زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ میں یہاں سے ہجرت کرلوں۔ اس نے کہا تمہارے جیسا آدمی مکہ چھوڑ کر نہ جائے۔ تم صلہ رحمی کرنے والے، مہمان نوازی کرنے والے، غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے والے، بیواؤں کی خدمت کرنے والے ہو، اگر تمہارے جیسا آدمی مکہ سے چلا جائے تو اچھی بات نہیں ہے چلو میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں آج سے آپ میری ضمانت پر مکہ کے اندر رہیں گے۔ میں دیکھوں گا کہ کون آپ کو تنگ کرتا ہے۔ اس وقت عرب کے اندر ایک رواج تھا کہ سردار جس کو پناہ دے دیتے وہ اس کی پناہ میں ہوتا تھا۔

ابن دغنہ نے آکر اعلان کیا اے قریش سن لو! ابوبکر اب میری پناہ میں ہے اگر کسی نے اس پر ہاتھ اٹھایا تو ہمارے قبیلے سے جنگ لڑنے کے لئے تیار رہے۔ تو آپ دوبارہ مکہ آگئے۔

پھر ہجرت مدینہ کا دور شروع ہوا تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آئے اور اپنے چہرۂ مبارک پر کپڑا ڈالا ہوا تھا۔ اور اس وقت میں آپ کبھی نہیں آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر میں نے آپ سے کوئی راز کی بات کہنی ہے لہٰذا جو لوگ تمہارے ساتھ ہیں ان کو اٹھادو۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضورؐ کی مدینہ کی طرف ہجرت

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا وما ھِیَ اِلَّا اھلک یارسول اللہ. یہ تو آپ کا گھرانہ ہے آپ کیوں غم کررہے ہیں آپ ان کے

سامنے ہر بات کہہ سکتے ہیں۔ یہ گھرانہ محمد مصطفیٰ کا گھرانہ ہے۔ میرا گھرانہ آپ پر قربان ہوسکتا ہے۔ لیکن آپ کا راز باہر نہیں جا سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اللہ نے مجھے ہجرت کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے کید ومکر سے مجھے خبردار کیا ہے کہ انہوں نے میرے قتل کا مشورہ کرلیا ہے۔ اللہ نے فرمایا: وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰہ. اللہ کی تدبیر کا کون مقابلہ کرسکتا ہے اور مجھے یہ بھی حکم ہوا کہ میں آپ کو بھی ساتھ لے جاؤں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خوشی سے رو پڑے کہ اللہ نے عرش سے یہ حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میں نے بھی خواب دیکھا تھا۔ کہ ایک وقت آئے گا کہ میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا۔ تو میں نے دو جوان اونٹنیاں خریدی ہیں۔ ان کو بڑی حفاظت سے رکھا ہے اور اسی وقت سے سفر کی تیاری کی ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے تم سامان تیار کرو لیکن میں تمہاری اونٹنی اس وقت لوں گا جب تم اس کے پیسے لو گے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مجھے پیسے دیں گے جبکہ میں نے اسی لئے اونٹنی تیار کر رکھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہجرت کے ثواب کو گھٹانا نہیں چاہتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جیسے آپ کا حکم ہو۔

سامان ہجرت کی تیاری میں حضرت عائشہؓ کی شرکت

اس واقعہ کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس عظیم الشان سفر کے سامان تیار کرنے میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شریک تھیں۔ سیرت کی کتابوں میں سارا سفر مذکور ہے یہاں اتنا واقعہ ذکر کریں گے جس کا تعلق امہات المؤمنین

سے ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینے پہنچ گئے۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ مکہ میں رہ گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں بی بی فاطمہ اور ام کلثوم بھی مکہ میں رہ گئیں۔

مہاجرین مکہ کی مدینہ کی طرف روانگی

مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن حارثہ اور اپنے غلام ابورافع کو بھیجا کہ تم مکہ جا کر میرے گھر والوں کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو اور اپنے گھر والوں کو لے آؤ۔

حضرت زید بن حارثہ اور ابورافع مکہ آئے۔ حضرت زید کے بیٹے اسامہ اور ان کی زوجہ ام ایمن بھی مکہ میں تھیں۔ تو حضرت اسامہ، ام یمن، سیدہ عائشہ، اور سیدہ اسماء اور ان کی والدہ ام رومان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں سیدہ فاطمہ الزہراء اور سیدہ ام کلثوم، عبداللہ بن زبیر یہ تمام قافلہ ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوا۔

حضرت عائشہؓ کی من جانب اللہ حفاظت

خدا کی شان جس اونٹ پر بی بی عائشہؓ اپنی والدہ کے ساتھ سوار ہیں وہ اونٹ کسی بات پر بدک گیا۔ ایسا دوڑا کہ راستہ بھی چھوڑ دیا اور سارے اونٹوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور ایسی خطرناک حالت ہوگئی کہ ابھی گرتے ہیں ام رومان کی چیخیں نکل گئیں اور ان کی زبان سے یہ الفاظ بھی نکلے ہائے میری بیٹی عائشہ جس کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلہن بنانا تھا ہم تو راستے میں مر جائیں گے۔ وہ کہتی ہیں کہ ہم نے ایک آواز سنی کہ اونٹ کی مہار چھوڑ دو وہ مہار ہم نے چھوڑ دی۔ جیسے ہی ہم نے مہار چھوڑی تو اونٹ ٹھہر گیا۔ اور بالکل اپنی اس جگہ پر واپس

آیا۔ جہاں قافلے کے باقی اونٹ تھے اور معلوم ایسے ہوتا تھا جیسے اس کو کوئی بندہ پکڑ کر لا رہا ہے لیکن وہ ہمیں نظر نہیں آیا۔ آپ کی والدہ کہنے لگیں۔ عائشہ! معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے تیرے لئے خیر لکھ دی ہے دیکھو اللہ نے ہمیں کیسے بچایا ہے۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا شان والی بی بی ہیں جن کے باپ ابوبکرؓ ہیں۔ اس لئے اسلاف جب ان کا نام لیتے تھے تو فرماتے عن عائشة الصديقة بنت الصديق، العتيقة بنت العتيق، زوجة النبى المصطفى صلى الله عليه وسلم المبرأة من السماء رضى الله عنها. یہ تو اس ابوبکر کی بیٹی ہے جب حضرت ابوبکرؓ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے۔ ان کی ماں کہتی ہے کہ میں جب کبھی پہاڑوں کی وادیوں اور گھاٹیوں میں سے گزرتی تھی تو مجھے آواز آتی تھی۔ البشرى يا امة الله بالعتيق. اے اللہ کی بندیٔ تجھے خوشخبری ہو کہ اللہ تجھے ایسے بچہ دیں گے جس کو اللہ جہنم سے آزادی دیں گے۔ لَقَبُهٗ فى السماء الصِّدِّيق جن کا لقب آسمانوں میں صدیق ہوگا۔ اور جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے ان کے دوست اور رفیق ہوں گے۔

حضورؐ کی بیٹیاں حضورؐ کے گھر میں پہنچ گئیں

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلی گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قباء سے آنے کے بعد مسجد نبوی کے ساتھ گھر بنوائے تھے یہ واقعات اس دور میں پیش آتے ہیں جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نہیں ہوا تھا۔

بی بی عائشہؓ کا نکاح اور رخصتی شوال میں ہوئی

بعض علماء فرماتے ہیں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت خدیجہؓ کی

وفات کے بعد مکہ میں ہی ہو گیا تھا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے ایک ماہ بعد نکاح ہوا۔ اس لئے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ کیسے لوگ ہیں جو شوال کے مہینہ کو منحوس سمجھتے ہیں اور شادیاں نہیں کرتے کہ میاں بیوی کے دل میں الفت اور محبت نہیں ہوگی۔ خدا کے بندو غور کرو مجھ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی محبوب بیوی تھیں جبکہ میرا نکاح بھی شوال میں ہوا اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی۔

موذی امراض سے بچنے کی دعا

اصل وجہ یہ تھی کہ طاعون کی بیماری آئی تھی، بڑی موذی اور مہلک بیماری ہے ایک گلٹی ہوتی ہے اور آدمی فوت ہو جاتا ہے اور اس کا کوئی علاج بھی نہیں ہے۔ اس لئے ہمارے آقا نے ہمیں دعا سکھلائی ہے کہ اللہ سے پناہ مانگا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ.

اے اللہ! ہمیں برص (بدن پر سفید دھبے ہو جاتے ہیں) اور جذام (سارا بدن زخمی ہو جاتا ہے اور کیڑے پڑ جاتے ہیں) سے پناہ مانگتے ہیں۔

اور ایک حدیث مبارک کے اندر یہ الفاظ آتے ہیں کہ اللہ نے کوئی بیماری نہیں بنائی مگر اس کی دوا بھی اتاری ہے ما انزل اللہ داء الا انزل اللہ لہٗ دواءً. بیماری اتارنے والا بھی اللہ ہے اور شفاء دینے والا بھی اللہ ہے۔ دواء اسباب میں سے وہ چاہے تو اس میں شفاء رکھے چاہے نہ رکھے۔

اس لئے مطلب یہ ہے کہ اس طاعون کا علاج ہے لیکن اس تک ابھی ہم پہنچے نہیں ہیں۔ جیسے کتنے سیارات و کواکب ہیں جن تک ابھی ہم نہیں پہنچے ہیں اور لتنے ایسے ستارے ہیں جن کی روشنی زمین تک بھی نہیں پہنچی ہے۔

کیا شوال کا مہینہ اور منگل بدھ منحوس ہیں

جب اکثر صحابہؓ مشقتیں برداشت کرتے ہوئے مدینہ پہنچے تو وہاں شوال کے مہینے میں طاعون کی بیماری آ گئی۔ اس وجہ سے لوگ کہتے تھے کہ یہ منحوس مہینہ ہے۔ بیماریوں کا مہینہ ہے یہ غلط بات ہے تمام مہینے اور دن اللہ کے ہیں۔ اللہ نے بعض مہینوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور جیسے آج کل کہتے ہیں کہ منگل اور بدھ کا سفر نہیں کرنا چاہئے وگرنہ یہ سفر گلے پڑ جاتا ہے۔ سفر ختم ہی نہیں ہوتا اور منگل، بدھ اس لئے منحوس ہیں کہ انہی دنوں میں پہلی قوموں پر عذاب آیا تھا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہماری تاریخ کے اندر یہ دن نہیں ہیں۔ بالفرض اگر ان دنوں میں ان پر عذاب آیا جو ہمارے دشمن تھے۔ ان کے لئے یہ دن عذاب ہیں ہمارے لئے تو مبارک دن ہیں۔ قرآن کے اندر ہے اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ کہ منحوس دن ہیں لیکن ان کے لئے جن پر عذاب نازل ہوا۔ اگر یہی عقیدہ رکھ لیا جائے تو جس کا بچہ شوال میں پیدا ہو یا منگل، بدھ کے دن پیدا ہو تو وہ بھی منحوس ہے اس کو گھر سے باہر پھینک دیں۔ یہ جاہلیت کے عقیدے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

مدینہ میں بیماری کی وباء

جب سارے صحابہؓ بیمار ہو گئے تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں اپنے ابا کی عیادت کے لئے آئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی بہت اداس تھے۔ پھر میں حضرت بلالؓ کا پتہ کرنے کے لئے آئی تو وہ اور زیادہ جوش کے اندر آئے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے اللھم العن الکفرۃ. اے اللہ! مکہ کے کافروں پر لعنت بھیج۔ اے اللہ ان پر عذاب نازل کر دے۔ ہمیں مسجد حرام سے نکال دیا۔ اور

ہمیں ایسی جگہ آنا پڑا جہاں ہر بندہ بیمار ہے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہتی ہیں۔

آج سارے صحابہؓ بیمار ہیں۔ میرے ابا بیمار ہیں اور سارے مکہ والے مہاجر پریشان ہیں۔ آپ ان کے لئے دعا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور جو دعا مشہور ہے وہ مانگی:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَمَا حَبَّبْتَ اِلَیْنَا مکۃ اَوْ اَشَدَّ منھا.

یا اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت ڈال دے جیسے تو نے ہمارے دلوں میں مکہ کی محبت ڈالی ہے یا اس سے بھی زیادہ محبت ڈال دے۔

حضورؐ کی دعا سے وبا چلی گئی

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِی مُدِّھَا وَصَاعِھَا. اے اللہ! اس کے جو وزن کرنے کے پیمانے ہیں ان میں برکتیں عطا فرما۔ میرے اللہ! تیرے خلیل نے مکہ والوں کے لئے دعا مانگی تھی میں تیرا حبیب مدینہ والوں کے لئے دعا مانگتا ہوں۔ اس کی چیزوں میں مکہ کی چیزوں سے بھی زیادہ برکتیں فرما دے۔ میرے اللہ مدینہ منورہ سے وبال کو نکال دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی دعا قبول ہوئی کہ سارے صحابہؓ تندرست ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مدینہ سے اس وبا کو ہٹا دیا اور وہ جحفہ کی طرف چلی گئی۔

یہ شان بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملی ہے کہ ان کے کہنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی۔

مدینہ کی مٹی میں شفاء کا مسئلہ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علاج تمہارے گھر میں موجود ہے تم

اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کیا علاج ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری سبابہ (چھوٹی انگلی) ہے اس کو زبان پر رکھو اور پھر اس انگلی کو مدینہ کی مٹی پر رکھو۔ جتنی انگلی کو مٹی لگ جائے پھر اس کو یہ دعا مانگتے ہوئے چاٹ لو۔

بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَقِیْمَنَا.

یا اللہ! تیرے نام کے ساتھ اور اپنے اس شہر کی مٹی کے ساتھ یا اللہ تو شفاء دینے والا ہے تو ہمیں شفاء عطا فرمادے۔ اور اس کو ہمارے لئے شفاء کا ذریعہ بنا دے۔ صحابہؓ نے اس کو چاٹا تو تندرست ہو گئے۔ علماء فرماتے ہیں وہ خاص جگہ تھی جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ بعض محدثین فرماتے ہیں سارے مدینہ منورہ کی مٹی شفاء ہے بعض محدثین فرماتے ہیں اللہ نے ہر ملک کی مٹی میں اثرات رکھے ہیں۔

بہر حال جتنے بھی اقوال ہوں مدینہ منورہ کی مٹی کے شفاء ہونے کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اب مدینہ منورہ قیامت تک جنت کا گہوارہ رہے گا۔ بعض علماء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ جب مدینہ جاؤ اور وہاں مٹی اڑ رہی ہو تو اپنے منہ کو نہ چھپایا کرو۔ اللہ تمہیں جذام اور برص سے محفوظ رکھیں گے۔ اور اس مٹی میں کیسے شفاء نہ ہو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیرہ لگایا ہوا، زواج مطہرات نے ڈیرہ لگایا ہو۔ جہاں اصحاب رسول نے عبادتیں کی ہوں اور جہاں سے دین کی ابتداء ہوئی ہو۔ جہاں پہلا مدرسہ اصحاب صفہ کا قائم ہوا ہو۔

حضرت عائشہؓ کی رخصتی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے نکاح کے تین سال بعد دیکھا کہ میرے گھر مشورے ہوتے ہیں۔ میں ایک دن جھولا جھول رہی تھی تو

میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی عورتیں ہمارے گھر میں آئیں۔ تھوڑی دیر بعد مجھے میری والدہ نے بلایا تو میں بھاگتی ہوئی آئی اور میرا سانس چڑھا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے بٹھایا پانی لگا کر میرے بال ٹھیک کئے۔ جب میں اندر گئی تو بنی اشہل کی عورتیں مجھے مبارک باد دینے لگیں کہ ما شاء اللہ اَنتِ عَلی الخیر، و اَنتِ زوجة المصطفی. تم تو شان والی بی بی ہو۔ تم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن گئی۔ انہوں نے مجھے تیاری کرائی۔ ان کے لئے نہ لباس منگوایا گیا اور نہ جوڑے سلوائے گئے جیسے ہمارے ہاں رواج ہے۔

خدا کی شان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں شادی سے پہلے ایسی بیماری ہوئی کہ میرے سر کے بال جھڑ گئے (چھوٹے چھوٹے رہ گئے) تو اللہ نے شفاء عطا فرمائی۔ میری شادی میں نہ اونٹ ذبح کیا گیا، نہ بکری ذبح کی گئی اور نہ کسی کو کھانا کھلایا گیا۔

بنی اشہل کی عورتیں اور میری ماں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر لائیں۔ اور اسماء بنت یزیدؓ نے بڑی محبت سے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراش پر بٹھایا اور مجھے کہا کہ تم محمد مصطفیٰ کی بیوی ہو۔

حضرت جبرائیلؑ حضرت عائشہؓ کی تصویر حضورؐ کے پاس لے آئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُرِیْتُ مَرَّتَیْنِ فِی الْمَنَامِ کہ مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت جبرائیلؑ نے ریشم کے کپڑے میں ایک تصویر رکھی ہوئی ہے اور میں کھول کر دیکھتا ہوں تو وہ تو ہے اور جبرائیلؑ کہتا ہے کہ یہ دنیا میں بھی آپ کی بیوی ہے اور آخرت میں بھی آپ کی بیوی ہے۔

حضورؐ کے گھر کا سامان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئی تو وہاں صرف ایک دودھ کا پیالہ تھا۔ اور جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا اس وقت آپ کے پاس حق مہر کے پیسے نہ تھے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمائی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرا مال آپ کا مال ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ مجھ سے قرض لے لیں۔

حضرت عائشہؓ کا حق المہر

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پانچ سو درہم قرض لے کر بیوی کو حق مہر دیا تھا۔ اور گھر میں دودھ کا پیالہ وہ بھی حضرت سعدؓ کی طرف سے ہدیہ میں آیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا اور وہ دودھ پیا اور اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھایا۔ آپؓ فرماتی ہیں میں شرم کی وجہ سے ہاتھ نہ بڑھا سکی۔ لیکن میری سہیلی میرے ساتھ کھڑی تھی اس نے کہا عائشہؓ فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے دودھ لے لو۔ اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہوگی کہ تم آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچا ہوا دودھ پیوگی۔

حضرت عائشہؓ نے حضورؐ کا بچا ہوا دودھ پیا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے دودھ کا پیالہ لیا اور اسی جگہ منہ رکھا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ رکھا تھا۔ اب دودھ بچ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی سہیلیوں کو دے دو۔ انہوں نے کہا ہمیں بھوک

نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عجیب بات ہے کہ بھوک بھی ہو اور جھوٹ بھی ہو۔ بی بی اسماءؓ نے کہا مجھے بھوک ہے لیکن میں چاہتی نہیں تھی یہ تو آپ کے لئے آیا ہے آج تو شادی کی رات ہے اور گھر کے اندر کچھ نہیں ہے۔

شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر

علماء کی اس مسئلہ کے اندر بحث ہے کہ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی تو اس وقت عمر کیا تھی۔ بہت سارے علماء نے روایات کا سہارا لے کر اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس وقت آپ کی عمر سولہ سال کی تھی۔ بہر حال وہ روایات نا قابل اعتبار ہیں۔

صحیح روایات یہ ہیں کہ جب نکاح ہوا تو بی بی عائشہ کی عمر چھ سال تھی اور رخصتی کے وقت عمر نو سال تھی۔ اب یہ بحث کرنا کہ کیا نو سال کی بچی کی شادی ہو سکتی ہے اور کیا وہ اس قابل ہوتی ہے کہ شوہر اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کر سکے اس پر لمبی چوڑی بحث ہے۔ علماء نے جواب میں تکلف کیا ہے اور دشمنوں نے بھی تنقید میں کمی نہیں کی ہے۔

اس رشتہ کو طے کرنے اور تصویر دکھلانے والی خدا کی ذات ہے یہ شادی بھی نرالی ہے۔ یہ اللہ کا اپنا نظام ہے جو اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ نے مجھے پھر ایسی جوانی دی کہ میرے ساتھ کسی کی جوانی نہیں ملتی تھی۔ پہلے میرا وزن کم تھا تو میں نے ککڑی اور کھجور ملا کر کھائی۔ یہ علاج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ اطباء کہتے ہیں کہ کھجور کے اندر حرارت تھی اور ککڑی کے اندر برودت تھی تو اعتدال آ گیا۔ اس کے بعد آپ کا موٹاپا بھی آ گیا اور وزن بھی بڑھ گیا قد بھی بڑھ گیا۔

آج جو سب سے زیادہ اعتراض کرنے والے ہیں ان کے ملک میں لاکھوں نو سال کی بچیاں مائیں بن چکی ہیں۔

بعض خطے ٹھنڈے ہوتے ہیں جہاں عورت دیر سے بالغ ہوتی ہے اور بعض علاقے گرم ہوتے ہیں جہاں عورت جلدی بالغ ہوتی ہے بعض غریب گھرانے ہوتے ہیں۔ جہاں عورت کو کھانا پینا میسر نہیں آتا تو سولہ سال کے بعد لڑکیاں بالغ ہوتی ہیں۔ بعض امیروں کے گھرانے ہوتے ہیں وہاں آٹھ یا نو سال میں جوانی کے آثار پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ اس بحث میں پڑنا اور بلاوجہ دشمن کو موقع دینا عقل مندی نہیں ہے یہ وہ خالص نکاح اور رشتہ ہے جو اللہ نے اپنے نبی کے لئے خود منتخب فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باقاعدہ اس کی تصاویر دکھلا دی گئیں۔ تو ہمیں وہم میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تو قادر ہیں کہ اسّی سال کی بوڑھی کو جوان کر دیں۔



بارہویں فصل

اِذَا بَلَغَتِ الْجَارِیَۃُ تِسْعَ سنین فَھِیَ امْرَأۃ. کہ اس دور میں نو سال کی لڑکی بھی عورت بن جاتی تھی تو اصل بات یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ سرزمین عرب کے موسم کی شدت اور خوراک میں کھجور کا ہونا جو گرم غذا ہے اور اونٹنیوں کا دودھ پینا یہ احوال ایسے ہیں جو لڑکی کو جلد بالغ اور قد آور کر دیتے ہیں۔

بعض جدید لوگوں کا صحابہؓ پر تبرا

ہمارے بعض اسکالرز نے صحابہؓ کے خلاف باتیں کہیں اور لکھیں۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا دراصل ہم نے اسلام کی حفاظت کی ہے کہ کفار اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ خلافت راشدہ کو کیا ہو گیا تھا کہ تیس سال کے بعد ختم ہو گئی۔ اس لئے ہم نے کہا اگر شخصیات مجروح ہوتی ہیں تو ٹھیک ہے لیکن اسلام مجروح نہ ہو۔ ہم نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ نظام خلافت راشدہ میں کوئی کمی نہیں تھی لیکن فلاں سے یہ غلطی ہوئی ہے صحابہؓ کی غلطیوں کی وجہ سے نظام آگے نہ چل سکا۔ نظام میں نقص نہیں ہے بلکہ افراد کی غلطی ہے۔

جواب

یہ اسلام کے بچانے کا کون سا طریقہ ہے کہ جن کی رضا کا سرٹیفکیٹ اللہ نے عطا کر دیا ہو اور جن کو اللہ اولئک حزب اللہ اپنی جماعت کہتے ہوں۔ ان کے ہم عیب کیسے نکالیں۔

نیز خلافت شروع نہیں ہوئی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا الخلافة ثلاثون سنةً. کہ خلافت تیس سال ہوگی تو یہ تو اللہ کا نظام ہے۔

حضرت عائشہؓ کی عمر

اسی طرح حضرت عائشہؓ کے بارے میں بھی یہی دماغ کے اندر رکھیں کہ یہ اللہ کا حکم تھا۔ تو ہمیں اس بحث کے اندر پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

باقی رہ گیا شرعی طور پر اسلام کا مسئلہ کیا ہے۔ اسلام آج بھی یہی حکم دیتا ہے کہ ہر ملک، قوم اور علاقے کے احوال الگ ہیں۔ بعض علاقے ایسے ہیں کہ بارہ سال کی لڑکیاں جوان ہو جاتی ہیں اور بعض علاقے ایسے ہیں کہ پندرہ سال کی لڑکیاں بھی جوان ہوتیں۔ اس لئے گورنمنٹ کو قانونی عمر اٹھارہ سال رکھنی پڑی ہے کہ ہر لڑکی اٹھارہ سال میں بالغ ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ بہر حال اس پر اب کوئی اعتراض کرتا ہے تو ہم اس کو کیسے روک سکتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کا فیصلہ ہو چکا ہے لیکن دنیا پیچھے لگی ہوئی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی شادی میں شرعی حکمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کم رہ گئی تھی دس سال باقی تھے اس کے اندر حلال و حرام اترنا تھا، داخلی اور خارجی زندگی ہے تو اللہ نے انتظام کیا کہ حسب، نسب کے اعتبار سے، شریعت و پاکیزگی کے اعتبار سے ایسی لڑکی آئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے جتنے داخلی احکام ہیں ان کو محفوظ رکھے اور اصحاب رسول کو پہنچا سکے۔ یہ اللہ کا انتظام تھا۔

حضورؐ کے گھر کا کل سامان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئی تو ایک حجرہ مبارکہ تھا۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس حجرہ کا حجم ساڑھے تین میٹر تھا۔ نہ اس کا صحن تھا نہ برآمدہ تھا۔ اور جتنے حجرات تھے ان پر ٹاٹ یا موٹا کپڑا لٹکا ہوا تھا اور وہی دروازہ ہوتا تھا ایک ایک تختے کا دروازہ ہوتا تھا اور ایک چارپائی تھی جس کا بان کھجور کے پتوں سے بنا ہوا تھا۔ نہ کوئی پلنگ اور نہ رنگ دار گدے تھے۔ بچھانے کے لئے ایک ٹاٹ نما بستر تھا جس کو دہرا کرلیا تو بستر ہے اگر اکہرا کر دو تو قالین ہے۔ دو مٹکے تھے ایک کے اندر کھجوریں رکھتے تھے اور ایک کے اندر پانی رکھتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ لکڑی کا تھا۔ اس سے پانی پیتے تھے۔ تکیہ مبارک چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کا چھال بھرا ہوا تھا۔ یہ گھر ہے اس خاتم الانبیاء والمرسلین کا جو اگر دعا کرتے تو سونے چاندی کا گھر اور جنت کے پھل آجاتے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ. مجھے اپنے فقر پر ناز ہے کہ اگر ایک وقت کھانا مل گیا تو کھالیا اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرلیا اور اگر ایک وقت نہ ملا تو اللہ کی طرف متوجہ ہوگئے۔

حضورؐ کے گھر کا کام حضرت عائشہؓ خود کرتی تھیں

بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ایک خادمہ بریرہ بھی آگئیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے گھر کا کام اور خاص طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اپنے ہاتھ سے کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں کنگھی کرنی ہے۔ تہجد کا پانی تیار کرنا ہے۔ مسواک کو دھو کر تکیہ کے نیچے رکھنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بچھانا ہے تمام کام میں اپنے ہاتھ سے کرتی

تھی۔ ہاں میرے اندر بچپنا تھا۔ اور طبیعت میں غفلت تھی۔ کبھی ایسے بھی ہوتا تھا کہ میں نے آٹا گوندھ کر رکھا ہوتا تھا کہ بکری آ کر کھا گئی ایک دفعہ ایسے بھی ہوا کہ روٹیاں تیار کر کے رکھیں ہمسائے کے گھر سے ایک بکری آئی تو میں سوئی ہوئی تھی وہ ساری روٹیاں کھا گئی اور مجھے پتہ بھی نہ چلا۔

حضرت عائشہؓ کی شادی میں مسلمان کیلئے سبق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے اندر ہماری بیٹیوں، ماؤں اور بہنوں کے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے کہ کاش آج ہم اپنی بیٹیوں کی شادیاں اس طرح کریں جو سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو نہ کبھی والدین ذلیل ہوں اور نہ کبھی اولادیں پریشان ہوں اور نہ ہم کبھی قرضوں کے عذاب بھگتیں۔ کبھی جہیز کی وجہ سے مارے جاتے ہیں اور انتظام نہیں ہوتا ہے اور کبھی فلاں پکانے والے پکائیں اور اس کے اندر اتنی ڈشز کا ہونا ضروری ہے یہ سارا عذاب ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تمام ہندوانہ رسومات ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا حضورؐ سے ایک انداز

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ نے مجھے اتنا مقام دیا ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی میری خوشنودی کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے عائشہ جب تم راضی ہوتی ہو تو مجھے پتہ چل جاتا ہے اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو بھی مجھے پتہ چل جاتا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ پہلے تو میں ناراض نہیں ہو سکتی۔ اگر انسانی طبعی تقاضے سے غصہ آ بھی جائے تو میں اس کو بڑا چھپاتی ہوں تا کہ آپ کو پتہ نہ لگے کہ میں ناراض ہوں لیکن آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے۔ فرمایا اے عائشہ! جب تم راضی ہوتی ہو تو بات بات پر کہتی ہو

زیادہ دیر لگائی کہ میں دیکھنا چاہتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے کتنی محبت ہے میرے لئے کتنی دیر تک برداشت کرتے ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں ہٹے جب تک میں نہیں ہٹ گئی۔

حضرت عائشہؓ اور حضورؐ کی نماز تہجد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ عشاء کی نماز کے بعد فوراً سو جاتے تھے۔ پچھلی رات کو بیدار ہوتے تھے اور بڑی لمبی تہجد پڑھتے تھے۔ یہ حال ہوتا تھا کہ تہجد میں سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ نساء پڑھتے تھے اور ایک ایک جملہ بنا بنا کر پڑھتے تھے۔ اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں بیدار کرتے اور میں بھی وضو کر کے تہجد میں شریک ہو جاتی تھی۔

فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان کچھ دیر لیٹ جانا

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز سنت پڑھنے کے بعد لیٹ جاتے اور اس کے بعد بھی مجھ سے باتیں کرتے۔ اس لئے طویل تہجد پڑھنے کا عادی ہو اس کیلئے فجر کی سنت پڑھنے کے بعد اور فرض نماز پڑھنے سے پہلے تھوڑا سا لیٹ جانا سنت ہے۔

کہاں لیٹے

محدثین نے لکھا ہے کہ اگر آپ نے سنتیں گھر میں پڑھی ہیں اور آپ کو تسلی ہے کہ میں تکبیرۂ اولیٰ میں شامل ہو جاؤں گا تو تھوڑا سا لیٹ جائیں تاکہ سنت پر عمل ہو جائے اگر مسجد کے اندر ہر آدمی لیٹنا شروع کر دے تو عجیب سی کیفیت بن

جائے گی لہٰذا گھر کے اندر لیٹیں۔

حضورؐ کا رات میں جنت البقیع والوں کیلئے دعا کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں ایک دفعہ جب رات کو میری آنکھ کھلی، بستر پر ہاتھ مارا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھے۔ تو میں اٹھ بیٹھی اور سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سوتا ہوا دیکھ کر کسی دوسری بیوی کے گھر چلے گئے ہوں گے (کیونکہ گھر تو قریب قریب تھے) باہر نکل کر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں نظر آ گیا تو میں نے اپنے اوپر چادر اوڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے نشان کو دیکھتے ہوئے چلتی گئی تو میں نے دیکھا کہ آپ جنت البقیع میں قبرستان کے دروازے پر کھڑے دعا مانگ رہے ہیں۔

قبر والوں سے نہ مانگو بلکہ قبر والوں کیلئے مانگو

اس لئے علماء فرماتے ہیں قبرستان میں جانا اور جب اس سے گزریں تو ان کو سلام کہنا اس کے اندر کوئی اشکال نہیں ہے۔ ہاں قبر والوں سے نہ مانگو بلکہ قبر والوں کے لئے مانگو۔ ان کو مشکل کشا اور حاجت روا نہ سمجھیں بلکہ ان کے لئے دعا کریں۔ یا اللہ ان کی قبروں کو نور سے بھر دے ان کے درجات بلند فرما دے اور جنت کی نعمتیں عطا فرما دے۔ جب تم اللہ والوں کے لئے دعا مانگو گے تو اللہ کی رحمت جوش میں آئے گی کہ میرے دوست کے لئے دعا کر رہا ہے تو اللہ اس کی حاجت کو بھی پورا کر دیں گے۔

حضرت عائشہؓ کو حضورؐ کی جدائی برداشت نہ ہوئی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں بھی چھپ کر ایک طرف حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پر آمین کہتی رہی جب مجھے اندازہ ہوا کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا ختم کرنے والے ہیں۔ تو مجھے خیال آیا کہ اللہ کے نبی ناراض نہ ہو جائیں۔ تو میں جلدی سے دوڑ کر اپنے بستر پر آئی اور چادر اوڑھ لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آ کر میرے قریب بیٹھے اور فوراً اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھ دیا۔ میرا سینہ تو دھونکنی کی طرح چل رہا تھا کیونکہ میں بھاگ کر آئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہیں سے بھاگ کر آ رہی ہو؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! میں نے جب آپ کو یہاں نہیں پایا تو میرے دل میں خیال آیا کہ شاید آپ دوسری بیوی کے گھر چلے گئے ہیں تو میں آپ کے پیچھے گئی۔ آپ کے ساتھ دعا مانگی اور دوڑ کر واپس آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّکِ لَفِی شَانٍ تم اپنے خیال میں ہو اور ہم اپنے خیال میں ہیں۔

ایک روایت میں ہے جَاءَ نِیْ جِبْرَائِیل علیہ السلام کہ میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا آج چل کر جنت البقیع میں دعا کریں جبکہ ایک روایت میں جبرائیلؑ کا ذکر نہیں آتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج میری دعا کی برکت سے اللہ نے فلاں قبیلہ کی جتنی بکریاں ہیں اور ان کے جتنے بال ہیں میری امت کے اتنے لوگوں کو بخش دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ! ایسی بات نہیں ہوتی اللہ کے نبی عدل کرتے ہیں، انصاف کرتے ہیں اگر وہ انصاف نہیں کریں گے تو دنیا میں انصاف کون کرے گا۔ یہ بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کا ایسا انداز تھا کہ اتنی دیر کے لئے بھی جدائی برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کی حضورؐ سے محبت کا واقعہ

اتفاق کی بات ہے کہ ایک سفر کے اندر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ اس زمانہ میں اونٹ پر سفر ہوتا تھا۔ اس کے اوپر محمل رکھتے تھے۔ تو حضرت عائشہؓ کے محمل میں بی بی حفصہؓ بیٹھ گئیں اور بی بی حفصہؓ کے محمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے محمل میں تشریف لے گئے کہ اس میں عائشہؓ ہوں گی لیکن ادھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

بہر حال وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ لیکن جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو بہت غصہ ہوئیں۔ جب ایک منزل پر قافلہ رکا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میرے پاس نہ ہونے کی وجہ سے جو مجھے تکلیف ہوئی تو جب میں اونٹ سے اترنے لگی تو میں نے زمین پر پاؤں کو رگڑا اور رونا شروع کر دیا۔ کہ یا اللہ تیرے نبی کو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتی کہ میرے پاس کیوں نہیں آئے لیکن آپ یہ تو کر سکتے ہیں کہ کوئی سانپ اور بچھو بھیج دیں جو مجھے ڈس لے تا کہ میں مر جاؤں۔

علماء نے فرمایا مقصد یہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری آواز سنیں گے تو میرے پاس آئیں گے۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال محبت تھا۔

حضرت عائشہؓ کے سبب سے تیمّم کا حکم نازل ہوا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک غزوے سے ہم واپس آ رہے تھے جب ذات الجیش مقام پر پہنچ گئے تو قاعدہ تھا کہ جوان آدمی جلدی

سے خیمے لگاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ الگ لگاتے اور بیبیوں کے خیمے الگ لگاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے والوں کے الگ خیمے لگاتے تھے۔ پھر ہر آدمی اپنا سامان اتارتا تھا۔ اور جتنی خواتین ہوتیں تو وہ اپنی حاجت انسانی کو پورا کرنے کے لئے قافلے سے بہت دور چلی جاتی تھیں۔ میں جب وہاں گئی تو جب واپس آئی تو میرا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا تھا۔ اور وہ ہار کوئی ڈائمنڈ کا نہ تھا بلکہ دھاگے کے اندر معمولی سی سیپ اور لکڑیاں اور چمڑے کے ٹکڑوں سے ہار بنایا گیا تھا اور وہ ہار مانگا ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں جارہی ہوں لہٰذا میرے پاس کوئی ایسی چیز ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر عرض کیا کہ میرا ہار گر گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ والوں کو چلنے سے روک دیا اور ہار تلاش کرنے کا حکم دیا۔ اللہ کی شان قافلہ جس مقام پر رکا تھا وہاں پانی نہیں تھا۔ اب اتنا بڑا لشکر ہو اور پانی نہ ہو تو نماز کیسے پڑھیں گے۔ تمام صحابہؓ پریشان ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہ دیکھو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کمال کر دیا ہے۔ اپنی صحبت اور تقرب مع الرسول کی وجہ سے آپ کی بیٹی نے غلط فائدہ اٹھایا ہے۔ ایسے مقام پر قافلہ روک دیا ہے جہاں پانی نہیں ہے تو ہم وضو کیسے کریں گے اور نماز کیسے پڑھیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خیمے میں آئے کہ میں بیٹھی ہوئی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل نیند میں تھے۔ میرے باپ نے آکر مجھے زور سے مارا کہ تم نے قافلہ رکوا دیا ہے اور سارے قافلہ والوں کی نماز جارہی ہے جس کا سبب تم بنی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے برداشت کیا کہ اگر میں ذرا ہل گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل ہوگا۔ تھوڑی دیر

بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ اللہ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر قرآن نازل فرمادیا تھا:

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا. آپ اپنی امت کو کہہ دیں کہ اگر تمہیں پانی نہ ملے تو ہم نے پاک زمین تمہارے لئے مسجد بھی بنادی ہے اور پاکیزگی کا ذریعہ بھی۔

اس آیت کے اترنے کا سبب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ جب یہ آیت اتری تو اسید بن حضیرؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دی ابوبکر تمہیں مبارک ہو اللہ نے تمہارے گھرانے میں ایسی رحمتیں نازل فرمائی ہیں کہ آج تیری بیٹی کی وجہ سے اللہ نے قیامت تک کیلئے امت کی ایک مشکل کو آسان کر دیا ہے۔

خدا کی قدرت کہ جس طرح تیمّم حدث اصغر وضو کے لئے کافی ہے اسی طرح حدیث اکبر غسل کے لئے بھی کافی ہے۔

ہدیہ بھیجنے میں حضرت عائشہؓ کی باری کا انتظار

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میری باری ہوتی تھی (حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور خصوصیت شرعاً اس کے پابند نہیں تھے) تو صحابہؓ گھر میں تحفے بھیجتے تھے دوسری بیبیوں کے دل میں آیا۔ انہوں نے بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو تیار کیا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ آپ اعلان کر دیں کہ جب میں جس گھر میں بھی جاؤں جس نے ہدیہ بھیجنا ہے وہ یہ تکلف نہ کیا کرے کہ اس دن کا انتظار کرے جب میں بی بی عائشہ کے گھر میں جاؤں۔

جب بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ چلوان صحابہؓ کو تو میں روک دوں

لیکن جبرائیل کو کون روکے گا۔ یہ کتنی بڑی عظمت کی بات ہے پھر ساری بیویاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہو کر گئیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات کو نہیں ٹالتے۔ بی بی فاطمہؓ تیار ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر ہیں اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آ گئیں اور تمام بیویوں کی سفارش پیش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ! میں جس سے محبت کروں تم اس سے محبت کرو گی یا بغض رکھو گی۔ فرمایا میں بھی اس سے محبت کروں گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عائشہ سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ اس کی شکایت نہ کرو۔ یہ کتنا عظیم جواب ہے۔ آپ صحابہؓ کی بات کو نہ ٹال سکے اور فرمایا اللہ جس کے لئے آسانیاں پیدا فرما دیں۔

حضرت عائشہؓ کا شوق جہاد اور حج

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے جہاد کا بڑا شوق ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں جہاد کی ضرورت نہیں ہے اللہ نے عورتوں کے لئے حج رکھا ہے۔ جو عورتیں حج کر لیتی ہیں ان کو جہاد کا ثواب ملتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو ایسا حرز جان بنایا کہ پھر کسی سال حج کو نہیں چھوڑا۔ تو یہ مرتبہ اور مقام سیدہ عائشہؓ کو ملا ہے۔

حجرہ کی تنگی کی وجہ سے عائشہؓ کا تہجد میں حضورؐ کے سامنے لیٹنا

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لیٹی ہوئی ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد پڑھنے کے لئے اٹھے ہیں بستر ایک تھا اور حجرہ کی جگہ بھی محدود تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کے

لئے آتے تو ہاتھ سے مجھے مس فرماتے اور میں سمجھ جاتی تو میں فوراً پاؤں سمیٹ لیتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تھے اور بعد میں آرام سے لیٹی رہتی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لمبی رکعتیں پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کے نزدیک جمال نبوی کا مقام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری عائلی زندگی جیسے جیسے بڑھتی گئی مجھے اور زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوتی گئی۔ اس لئے ان کا مشہور شعر ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کے بارے میں ہے کہ خدا کی قسم اگر مصر کی عورتیں حضرت یوسفؑ کی بجائے میرے مدنی کا جمال دیکھ لیتیں تو کبھی یوسف کی خریداری کرنے نہ جاتیں۔ اور اسی طرح فرمایا اگر زنان مصر جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن میں مدہوش ہوکر ہاتھوں پر چھریاں چلا کر انگلیاں کاٹ لی تھیں۔ لو رَاَیْنَ جَمَالَ مُحَمَّدٍ لقطعنَ قُلُوْبَھُنَّ. اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کو دیکھتیں تو اپنے دلوں کو کاٹ بیٹھتیں۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں لَنَا شمسٌ وَلِلْآفَاقِ شمس کہ ایک میرا سورج ہے اور ایک آسمانوں پر سورج ہے۔ میرا سورج آسمانوں کے سورج سے کروڑھا درجہ بہتر ہے کیونکہ اندھیرا آجاتا ہے تو وہ سورج چھپ جاتا ہے لیکن میرا سورج ایسا ہے جو رات کو بھی چمکتا ہے اور زیادہ روشن ہوجاتا ہے۔

تیرہویں فصل

ازواج مطہرات کی سیرت کے ضمن میں ایک مسئلہ ایلاء آتا ہے۔ ایلاء کا معنی ہے کہ خاوند کا کسی بات پر ناراض ہو کر بیوی کیلئے قسم کھالینا کہ میں مثلاً چار ماہ تک تیرے ساتھ صحبت نہیں کروں گا۔ (التعریفات صفحہ ۴۱)

اللہ تعالیٰ کے قوانین میں جامعیت ہے۔ مثلاً میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہے تو حکم دیا کہ حَکَم بنائیں۔ ایک آدمی بیوی کے خاندان سے لیں اور دوسرا آدمی شوہر کے خاندان سے لیں۔ اور دونوں کوشش کریں کہ میاں بیوی کے درمیان اصلاح ہو جائے۔

اگر بیوی نافرمان ہو

اسی طرح مسئلہ بیان کیا کہ بیوی خاوند کی خدمت میں کوتاہی کر رہی ہے تو حکم دیا وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ کہ پہلے اگر میاں بیوی ایک کمرے کے اندر اکٹھے سوتے تھے تو اس سے علیحدہ سونا شروع کر دے تاکہ اس کو احساس ہو اگر اس سے ٹھیک نہ ہو تو اسلام اجازت دیتا ہے وَاضْرِبُوْهُنَّ کہ ان کو تادیباً ضرب، مار لگا سکتا ہے۔ لیکن خبردار کر دیا کہ ایسا نہیں مارنا کہ اس کے اعضاء ٹوٹیں یا اس کے چہرے پر داغ لگے۔ تاکہ وہ اپنی سہیلیوں اور بہنوں میں رسوا نہ ہو کہ خاوند نے اس کو مارا ہے۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی حل نہ ہو تو خاوند طلاق دے سکتا ہے اگر طلاق رجعی یا بائنہ کے بعد طبیعت مائل ہو تو اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ طلاق مغلظہ کے بعد رجوع نہیں کر سکتا۔

اگر خاوند زیادتی کر رہا ہو تو بیوی خلع کر سکتی ہے

ایسے بھی حالات ہوتے ہیں کہ خاوند زیادتی بھی کر رہا ہے اور طلاق بھی نہیں دیتا۔ تو عورت کو اسلام نے خلع کا حق دیا ہے۔ اسلام نے ایسے قوانین بنائے کہ آج جو منصف قسم کے یہودی رائٹر، نصرانی، ہندو یا بدھ مت ہیں وہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام کے قوانین میں زیادہ جامعیت ہے اور اس میں زیادہ احترام اور زیادہ خواتین کی حفاظت ہے۔

ازواج مطہرات کا مطالبہ

جب اللہ پاک نے اسلام کو فتوحات دیں۔ مکہ، حنین، خیبر فتح ہو گیا۔ مال غنیمت آنے لگا۔ ازواج مطہرات نے سوچا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہیں تھا تو ہم نے کبھی تنگ نہیں کیا۔ اب اللہ نے وسعت دے دی تو ہمیں بھی زیادہ خرچہ دیا جائے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہؓ سے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم لوگ کیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کرتے ہو۔ اگر تمہاری کوئی ضرورت ہے تو ہم سے مانگ لیا کرو۔ اللہ کے نبی کو پریشان نہ کیا کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو سالانہ خرچہ دیتے تھے لیکن چونکہ بیویاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ تھیں۔ جو کچھ آتا تھا اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کی سخاوت

حضرت عروہؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو ستر (۷۰۰۰۰) ہزار درہم بھیجے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شام بھی نہیں ہونے دی اور ان تمام کو خیرات کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم بھیجے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک دن میں ان کو خیرات کر دیا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے آپ کو دو بورے سامان اور پیسے بھیجے تقریباً دو لاکھ اسّی ہزار درہم تھے لیکن حضرت عائشہؓ کی سخاوت کا یہ عالم ہے کہ سب کچھ اللہ کے راستے میں خیرات کر دیا اور خود روزے سے ہیں افطار کے وقت تھوڑا سا زیتون اور روٹی کے ٹکڑے سامنے رکھے تھے۔ خادمہ نے کہا اگر مہربانی فرما کر دو چار درہم رکھ لیتیں تو دو چار دن آپ کے گھر میں اچھا کھانا پک جاتا۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

جس وقت میں چلا رہی تھی اس وقت یاد نہیں دلایا اب تو ختم ہو گئے جب جود و سخا کا یہ عالم ہو تو جتنا پیسہ بھی ہو کم ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ بی بی عائشہ کا ہاتھ تو بہت کھلا ہے یعنی جتنا بھیج دو خیرات کر دیتی ہیں۔ اس لئے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر پابندی لگانی ہوگی یا پھر میں نہیں بھیجوں گا۔

جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتہ لگا تو اپنے بھانجے سے بات کرنا چھوڑ دی کہ تم مجھے خیرات سے روکتے ہو۔ انہوں نے منتیں کیں۔ بڑی مشکل سے دو بڑے صحابہ کے سامنے عبداللہ بن زبیرؓ نے جا کر معافی مانگی تو پھر بی بی نے بولنا شروع کیا۔ یہ امہات المؤمنین کی شان تھی۔ اسی طرح بی بی زینبؓ اور ام سلمہؓ ہیں۔ کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جود و سخا کو دیکھا تھا کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات پر بھی دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی سخاوت کا دوسرا واقعہ

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں ایک سائلہ آئی تو آپؓ نے انگور کا ایک دانہ اٹھا کر دیا۔ اس سائلہ نے سوچا کہ انگور کا ایک دانہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔ کہہ دیتی کہ نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا سوچ رہی ہو اس کے اندر تو کئی ذرے ہیں اور قرآن کہتا ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ. اگر بھلائی کا ایک ذرہ بھی ہوگا تو اس کا بدلہ ملے گا۔ اور اس انگور کے دانے کے اندر ہزاروں ذرے ہیں تم اس کو حقیر سمجھ رہی ہو۔

امہات المؤمنین پر حضورؐ کی ناراضگی کا سبب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج سے ناراضگی کا سبب یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جو سالانہ خرچہ عطا فرماتے۔ وہ اس سب کو اللہ کے راستے میں خیرات کر دیتی تھیں اور مزید خرچہ کا مطالبہ کرتی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی۔ ایک روایت کے اندر ہے کہ آپ ایک حجرے میں تشریف لے گئے اور ایک روایت کے اندر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانے میں تشریف لے گئے۔ راجح روایات یہی ہیں کہ آپ بالاخانہ پر تشریف لے گئے۔ اور ایک مہینے کی قسم اٹھائی۔

صحابہ کرامؓ کو صدمہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں تھا۔ مجھے ایک

انصاری صحابیؓ نے آ کر خبر دی کہ عمر تمہیں پتہ نہیں کہ بہت بڑا حادثہ ہو گیا ہے میں نے کہا کیا کسی بادشاہ نے مدینہ پر حملہ کر دیا ہے انہوں نے کہا اس سے بڑا حادثہ ہو گیا ہے۔

اس نے کہا سارے صحابہؓ مسجد نبوی میں بیٹھے رو رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ ایمان کا اثر تھا کہ صحابہؓ کو پتہ تھا کہ ہماری مائیں ہیں اور کسی کی ماں کو طلاق ہو تو بیٹا خوش نہیں ہوتا بشرطیکہ صحیح معنی کے اندر ماں ہو لیکن اگر آج کل کا ماحول ہو تو بیٹے کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ طلاق کیا چیز ہوتی ہے۔

لیکن وہ صحابہؓ تھے ان کو پتہ تھا کہ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بدل ہے اور نہ امہات المؤمنین کا کوئی بدل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مجھے پتہ چلا تو میں غصہ میں بھرا ہوا اپنی بیٹی کے پاس آیا کہ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ نہ کیا کرو۔ اگر تمہیں کوئی ضرورت ہے تو مجھے بتاؤ۔ اگر اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دے دیا ہے تو اللہ تم سے زیادہ بہتر عورتیں ان کو دے سکتے ہیں۔ بی بی ام سلمہ نے کہا اے عمر تم ہر معاملے میں مداخلت کرتے ہو۔ اب تم اتنا بڑھ گئے ہو کہ نبی کی بیویوں کے معاملے میں بھی مداخلت کرتے ہو۔ یہ ہمارا میاں بیوی کا مسئلہ ہے اللہ نے شوہر کو طلاق کا حق دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں پہلے صدمہ میں مبتلا تھا ان کے جواب سے میں اور صدمے میں مبتلا ہوا۔

مسجد نبوی کے اندر آ کر دیکھا کہ صحابہؓ رو رہے ہیں ان سے پوچھا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

بات نہ کی۔ میں نے دل میں سوچا کہ میں جاؤں اور ایسی بات کروں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑیں اور راضی ہو جائیں۔

حضرت عمرؓ کی حضورؐ سے گفتگو

جس بالا خانہ میں آپ تشریف فرما تھے اس کی سیڑھیوں پر آپ کے خادم بیٹھے تھے میں نے آکر سلام کیا اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اجازت لو۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ حضرت عمر رضی اللہ فرماتے ہیں میں پھر مسجد نبوی میں آ گیا وہاں صحابہؓ رو رہے ہیں۔ مجھے پھر آرام نہ آیا تو واپس آ کر خادم سے کہا کہ پھر اطلاع کرو۔ جب انہوں نے دوبارہ اطلاع کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ میں پھر مسجد نبوی میں چلا گیا اور دل میں سوچا کہ میں کیا کروں۔ خاموش ہو کر میں بھی صحابہؓ کی طرح رونے بیٹھ جاؤں۔ میرا دل کرتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غم بھی ہلکا کیا جائے۔ میں نے تیسری دفعہ آ کر پھر درخواست کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی۔

میں نے جا کر سلام کیا اور حیران رہ گیا کہ ایک چٹائی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں۔ اٹھ کر بیٹھے تو بدن پر اس چٹائی کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ ایک مشکیزہ پانی کا ہے اور ایک چمڑہ دباغت دیا ہوا پڑا ہے۔ یہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے۔ اس پیغمبر کا گھر ہے جس کے قدموں میں اللہ نے فتوحات کے ڈھیر لگا دیئے ہیں لیکن گھر کا یہ عالم ہے کہ چٹائی پر سوتے ہیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اصل بات یہ ہے کہ ہماری مکہ کی زندگی کے

اندر عورت ہمارے سامنے بات بھی نہیں کر سکتی تھی۔ مدینہ آ کر ان پر یہاں کی عورتوں کا اثر ہو گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہی نے تو ان کو سر پر چڑھایا۔ ان کو حقوق دیئے ہیں کہ ان کا یہ حق ہے اور یہ حق ہے اور آج یہ خاوند کے سر پر سوار ہو گئی ہیں کہ مجھے یہ بھی چاہئے اور یہ بھی چاہئے تنگ کرتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر جو پہلے حزن و ملال تھا وہ ختم ہو رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو رہے ہیں۔

حضورؐ کی طرف سے ایلاء کی وضاحت

میں نے جب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش بیٹھے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے حضرت عمرؓ کہتے ہیں مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میرے منہ سے بے ساختہ اللہ اکبر نکل گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ سارے صحابہؓ مسجد نبوی کے اندر بیٹھے رو رہے ہیں اگر اجازت ہو تو میں جا کر ان کو خبر کر دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان کو بتا دو میں نے تو ایلاء کیا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ایک مہینہ تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا انہی دنوں کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گرے ہوئے تھے اور آپ کو چوٹ بھی لگی ہوئی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو مشکلات تھیں کہ زخمی بھی تھے اور پھر بیویاں ساتھ نہیں تھیں کہ وہ خدمت کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خوش ہو کر صحابہؓ کو خوش خبری دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو

طلاق نہیں دی ہے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ یہ قیصر و کسریٰ کی شان وشوکت دیکھیں اور ہمارے امام الانبیاءؐ چٹائی پر سوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے عمر کیا ابھی بھی تمہیں شک ہے کہ ان کے لئے دنیا کی نعمتیں ہیں اور ہمارے لئے آخرت کی نعمتیں ہیں جو باقی رہنے والی ہیں اور ان کی نعمتیں زائل ہونے والی ہیں۔ میں نے کہا یارسول اللہ مجھے شک نہیں ہے لیکن یہ دیکھ کر کہ پیغمبر اسلام، فاتح اسلام کا یہ گھر ہے اور ان کے پاس ایک چٹائی اور مشکیزہ ہے اور اس پر سوئے ہوئے ہیں۔

آیت تخییر کا نزول

جب مہینہ ختم کے قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مبارکہ نازل فرمائی:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا. وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا.

اے میرے پیارے نبی آپ اپنی بیویوں کو فرمادیں اگر تم دنیا کی زینت اور رونق اور مال و دولت چاہتی ہو تو میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں عزت کے ساتھ بغیر کسی جھگڑے کے کچھ دے کر چھوڑ دوں اور اگر تمہیں اللہ، اللہ کا رسول اور آخرت چاہئے تو پھر تم میں سے جو اس نیک عمل پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ جو تنگی ترشی پیدا فرمائے تو برداشت کرے لیکن اللہ اور اللہ کے رسول کے تعلق کو مقدم رکھے۔ اللہ نے ان کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت کو آیت تخییر کہتے ہیں کہ بیویوں کو کہہ دو کہ رہنا ہے یا طلاق لینی ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ تخییر تفویض طلاق ہے یا نہیں ہے علماء نے فرمایا نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں طلاق دوں۔

حضرت عائشہؓ کی فوقیت

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ یہ عظمت عائشہؓ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر نو بیویاں ہیں لیکن اس آیت تخییر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سب سے پہلے تشریف لائے۔

حضرت عائشہؓ کی حضورؐ سے گفتگو

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو میں نے فوراً عرض کیا یارسول اللہ آپ نے جو قسم کھائی ہے وہ ایک مہینہ کی ہے اور آج تک انتیس (۲۹) دن ہوئے ہیں۔ مہینہ پورا نہیں ہوا ہے سب سے پہلے محبت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھیں کہ ایک ایک دن گنا ہوا ہے۔ اس زمانہ کے اندر تقویم (جنتری) تو نہیں تھی کہ دیکھ لیتے۔ وہاں حساب رکھنا پڑتا تھا۔ دوسرا مقام نبوت کا احساس ہے کہ اللہ کے نبی کی بات غلط نہ ہو جائے۔ کہ اللہ کے نبی نے ایک ماہ کی قسم کھائی ہے اور ابھی تو ایک مہینہ نہیں ہوا ہے۔

یہ علم عائشہ، فہم عائشہ اور مقام عائشہ تھا جو اس بات کو سمجھیں کہ خدا نہ کرے کہ اللہ کے نبی کی قسم پوری نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہؓ تجھے شاید علم نہیں ہے کہ اللہ نے جو بارہ مہینے بنائے ہیں بعض مہینے انتیس کے اور بعض تیس کے ہوتے ہیں۔ یہ مہینہ انتیس کا ہے۔ میری قسم پوری ہے لیکن یہ اللہ کی

شان ہے کہ یہ مہینہ انتیس کا بنایا ہے تیس کا نہیں بنایا ہے۔

تخییر میں حضورؐ کا حضرت عائشہؓ کو مشورہ

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! بیٹھ جاؤ اور بات سنو۔ اللہ نے قرآن نازل فرمایا ہے۔ آیت تخییر نازل ہوئی ہے لیکن میرا مشورہ ہے کہ کوئی بات کہنے سے پہلے اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لینا۔ جواب دینے میں جلد بازی نہ کرنا۔ کیونکہ نوجوان بیوی ہے جوانی کے جوش میں آدمی جلدی بھی جواب دے دیتا ہے۔ اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کتنا تھا۔

حضرت عائشہؓ کا جواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ عائشہ جذبات میں آکر کہہ دے کہ میں تو تنگی و ترشی برداشت نہیں کر سکتی پھر تو لازمی بات ہے مجھے طلاق دینی ہوگی۔ لیکن جب یہ اپنے والدین سے مشورہ کرے گی تو وہ کبھی مشورہ نہیں دیں گے کہ نبی کو چھوڑ دو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ فرمائیں اللہ نے قرآن میں کیا حکم دیا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت تخییر کی تلاوت کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا اس مسئلے کے اندر بھی میں جا کر اپنے والدین سے رائے لوں۔ مجھے تو اللہ اور اللہ کا رسول چاہئے مجھے دنیا نہیں چاہئے۔ حضرت عائشہؓ کو یہ مقام ملا کہ آیت تخییر کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔

حضرت عائشہؓ کی خواہش

بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک میری بھی گزارش ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دوسری بیویوں کو آپ یہ نہ بتانا کہ عائشہ نے کیا جواب دیا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذہن میں یہ بات تھی کہ شاید کوئی بیوی دنیا کو پسند کرلے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ دیں گے ایک بیوی تو کم ہو جائے گی۔

یہ ایک فطری بات ہے قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ جن کا تجربہ ہے اور ان کے گھر میں دو یا تین یا چار بیویاں ہیں ان کے ساتھ یہ مسائل روز پیش آتے ہیں یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

سب ازواجؓ نے حضورؐ کو پسند کیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میں سب کو بتاؤں گا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے اور اللہ کی شان یہ ہے کہ تمام بیویوں نے یہی کہا کہ ہمیں اللہ اور اللہ کا رسول چاہئے ہمیں دنیا نہیں چاہئے۔

حضرت عائشہؓ کا علم

اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت علم عطا فرمایا تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں ہمیں جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کرتے اور اس مسئلے کا حل پوچھتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے ان شرعی مسائل کو حل فرماتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ یہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے ساتھ اگر کوئی برابری کی بات کرتی تھی تو وہ بی بی زینب تھی۔

حضورؐ کا ازواج مطہرات کا حال پوچھنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ عصر کی نماز کے بعد اپنی ہر بیوی کے گھر تشریف لے جاتے تھے ان کی خیر و عافیت پوچھ لی۔ کوئی بات ہے تو پوچھ لی۔ مغرب کی نماز مسجد نبوی میں پڑھتے تھے اور اس کے بعد اس بیوی کے گھر میں تشریف لے جاتے تھے جس کی باری ہوتی تھی۔

حضورؐ کو شہد کا شربت پسند تھا

اتفاق ایسے ہوا کہ بی بی زینب کے گھر شہد آ گیا۔ کسی نے ہدیہ بھیج دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد بہت پسند تھا۔ بلکہ بعض روایات کے اندر ہے کہ گرمیوں میں ٹھنڈے پانی کے اندر شہد ملا کر نوش فرماتے تھے۔ اور سردیوں میں گرم پانی کے اندر شہد ڈال کر تھوڑا تھوڑا چسکی لے کر پیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد ہر حال میں مرغوب تھا۔

حضرت زینبؓ کے گھر دیر ہونے کی وجہ سے ازواج کا مشورہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ شربت پیش کرتیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں کچھ دیر ہو جاتی تھی۔ جب دیر ہونے لگی تو بی بی عائشہؓ پر بھی اور دوسری بیویوں پر بھی یہ بات گراں گزرنے

لگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر زیادہ دیر بیٹھتے ہیں۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا تو پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد سے محبت ہے اور حضرت زینب کو کسی نے بہت سارا شہد ہدیہ کیا ہے وہ شربت بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پلاتی ہیں اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیر ہو جاتی ہے۔

بی بی عائشہؓ، بی بی حفصہؓ بی بی ام سلمہؓ نے آپس میں مشورہ کر لیا کہ اب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئیں تو ایک بہانہ بناتے ہیں یہ بھی محبت کا ایک انداز ہے یہ بغض نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوتاہی نہیں بلکہ محبت کا انداز ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں تو کہنا یا رسول اللہ آپ کے بدن مبارک سے عجیب ہوا محسوس ہو رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رائحہ کریہہ سے بے حد چڑ تھی۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک جاری فرمایا کہ کبھی منہ سے بدبو آنی بھی نہیں چاہئے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے بھی یہی بات کی کہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو صرف شہد پیا ہے انہوں نے کہا اس کے اندر مغافیر (ہینگ) کی بو آ رہی ہے (پٹھان لوگ اس کو کھاتے ہیں اس کی ہوا بہت ہوتی ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو مغافیر نہیں کھایا ہے میں نے تو شہد پیا ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہو سکتا ہے کہ شہد کی مکھیوں نے مغافیر کھایا ہو۔

روغن بلسان کی اہمیت

حکماء نے لکھا ہے کہ ساری دنیا میں جو شہد نایاب ہے وہ بدر کا ہے۔ اگر اس کا شہد مل جائے تو اس سے اچھا شہد اور کوئی نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں بلسان

کے درخت ہیں تو جو شہد کی مکھیاں وہ کھا کر شہد بناتی ہیں اس جیسا شہد پوری دنیا کے اندر نہیں ہوتا۔ بلسان خود ایک عجیب چیز ہے اگر تلوار کا کٹ بھی ہو اور وہ لگائیں تو خون بند ہو جائے گا۔ شرط یہ ہے کہ وہ اصلی ہو اگر آپ اس کا ایک قطرہ دودھ میں ڈالکر پئیں تو آپ کو سردی کے موسم میں بھی کپڑا پہننے کی ضرورت نہیں ہے اور آپ باہر پھرتے رہیں۔

یہ مسئلہ حل ہو گیا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری بیویوں نے کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے کے اندر آ کر فرمایا اللہ کی قسم میں آج کے بعد شہد کا شربت نہیں پیؤں گا۔ اب ان بیویوں نے کہا کہ یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہد کا شربت نہیں پئیں گے تو بی بی زینبؓ کے گھر زیادہ دیر نہیں بیٹھیں گے۔

اس کے بعد اللہ نے سورۃ التحریم کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں جس میں عتاب بھی ہے اور اس عتاب میں لطف بھی ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ.

کہ آپ اس چیز کو کیسے حرام کرتے ہیں جس کو اللہ نے حلال کیا ہے۔

آگے آیت نازل ہوئی: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا.

علماء نے لکھا ہے اس سے مراد بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ ہیں اس لئے قرآن پاک کے اندر جو آیات ہیں ان کا سبب بی بی عائشہؓ ہیں۔

آیات قصہ افک کا سبب آیت تخییر کا سبب، آیت تیمم کا سبب، آیت تحریم کا سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے کیسے بچایا

اللہ نے ان کو کتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا کہ سارے قرآن اور ذخیرہ احادیث پر نظر ڈالیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے غصے سے اٹھے بی بی عائشہؓ کو مارنے کے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے کھڑے ہو گئے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو عائشہ آج میں نے تجھے تیرے باپ سے کیسے بچایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوش ہو گئیں۔

ایک لڑکی کی شادی

ایک لڑکی کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑا پیار کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا کہ گھر میں عورتیں ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ اس لڑکی کی شادی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اچھی شادی ہے نہ کوئی اعلان ہے اور نہ کوئی دف ہے نہ اس سے کوئی بات کرنے والا ہے۔

اس سے گانے والی اور مغنیہ مراد نہیں ہے بلکہ بچیاں خوشی سے کوئی نعت کہہ دیں تا کہ پتہ چلے اس گھر میں خوشی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال رکھتے تھے۔

چودھویں فصل

حضرت عائشہؓ کا علمی مقام ومرتبہ

حضرت مسروق تابعیؒ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ علم رکھنے والی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہے۔ اسی طرح حضرت زبیر اور حضرت عطاء بن ابی رباحؒ نے بھی فرمایا کہ

لَوْ جُمِعَ عِلْمُ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مِنْهُنَّ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ کہ اگر اس ساری امت کی عورتیں جو قیامت تک آئیں گی، ان کا سارا علم اکٹھا کیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی اس کے اندر ہوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ان سے بڑھ جائے گا۔

اسی سے اندازہ کریں کہ اس امت میں کئی عالمہ، عابدہ، زاہدہ، فقیہہ پیدا ہوئی ہیں اور پیدا ہوں گی لیکن فرمایا عائشہ کا علم ان سے زیادہ ہوگا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسا آدمی کہتا ہے کہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ بی بی عائشہ جیسا خطیب اور بلیغ اور حفظ رکھنے والا میں نے آج تک نہیں دیکھا یہ شرف بھی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملا ہے۔

بڑے بڑے صحابہؓ جن میں حضرت ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن العاص، خالد بن زید رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے بڑے بڑے صحابہ شامل ہیں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر مسائل پوچھتے تھے۔ رضی اللہ عنہا۔

علماء نے لکھا ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ایسا تھا کہ آپ نے جو حدیث بیان کی ہے تو اس کے ساتھ اس کے اسباب وعلل بھی بیان کئے ہیں۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ہزار دو سو احادیث نقل کی ہیں۔ کسی دوسری بیوی نے اتنی روایات بیان نہیں کی ہیں۔ ان میں سے گیارہ سو وہ احادیث ہیں جن کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اپنی کتابوں میں لیا ہے یعنی اتنی اعلیٰ درجہ کی سندیں ہیں۔

جمعہ کا غسل کیوں ضروری ہوا

اسباب وعلل بیان کرنے کا یہ مطلب ہے کہ مثلاً جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔ یہ مختلف صحابہ ﷺ سے روایت ہے کسی نے کہا کہ ہر مسلمان بالغ آدمی پر جمعہ کا غسل واجب ہے اور کسی نے کہا کہ سنت ہے کسی نے اسباب وعلل بیان نہیں کئے ہیں۔

صرف بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ غسل جمعہ کیوں افضل اور ضروری ہے اور غسل جمعہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں حکم فرمایا تھا فرماتی ہیں۔ کہ عوالیٔ مدینہ اور بہت دور دور سے صحابہ جمعہ پڑھنے کے لئے آتے تھے اور گرمیوں کا موسم تھا اور موٹا لباس پہننے والے اور نہ کوئی سواریوں کا انتظام تھا۔ پتھریلی زمینوں پر پیدل چل کر آتے تھے۔ تو پسینہ کی وجہ سے اور کپڑوں کے میلے ہونے کی وجہ سے مسجد کے اندر ایک ایسی ہوا پیدا ہو جاتی تھی کہ جس کا برداشت کرنا مشکل تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے حکم دیا کہ جمعہ کے دن غسل ضروری ہے۔ اسباب وعلل بیان کرنا بی بی عائشہ کی شان ہے وگرنہ غسل جمعہ پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ، ابوسعید خدریؓ اور بہت سارے صحابہؓ سے روایات

ہیں لیکن اس انداز سے سمجھانا کہ یہ غسل کیوں ضروری رکھا گیا تھا۔ یہ بی بی عائشہؓ کی عادت مبارکہ ہے کہ جب بھی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو روایت کرتی ہیں تو اس کے اسباب اور علل پر بحث کرتی ہیں۔

نمازوں کی رکعات میں اضافہ کا مسئلہ

جیسے نماز کا مسئلہ ہے اس پر جتنا فصاحت و بلاغت سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسئلہ سمجھایا ہے اور کسی نے نہیں سمجھایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نماز فرض ہوئی ہے تو فرض ہی دو رکعت ہوئی تھی سوائے مغرب کی نماز کے۔ پھر اللہ نے حکم دیا کہ ان دو رکعتوں میں اور دو رکعتیں ملائیں تو دو رکعت والی نماز چار رکعت والی ہوگئی۔ اب اللہ نے سفر میں نماز کے قصر کا حکم دیا۔ تو بی بی فرماتی ہیں اس میں دراصل وہی اصل نماز رہ گئی ہے۔

پانچ کے بدلہ میں پچاس نمازوں کا ثواب

جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نمازیں فرض ہوئی تھیں تو پچاس نمازیں تھیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے لقاء ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا آپ اپنے رب کی طرف دوبارہ جائیں، رعایت مانگیں آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکتی۔ یہ علم غیب نہیں تھا بلکہ تجربہ تھا کہ میری امت تین نمازیں نہیں پڑھتی تھی تو آپ کی امت پچاس نمازیں کیسے پڑھے گی۔

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں واپس کردیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ پینتالیس نمازیں بہت مشکل ہیں آپ پھر رعایت مانگیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رعایت مانگتے رہے اور اللہ

تعالیٰ رعایت دیتے رہے حتیٰ کہ پانچ نمازیں رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ محمد مصطفیٰ میرے فیصلے نہیں بدلا کرتے۔ میرا حکم وہی پچاس نمازوں کا رہے گا لیکن آپ کی امت پانچ نمازیں پڑھے گی لیکن ہم پچاس نمازیں لکھیں گے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا.

کہ ایک نیکی پر دس گنا ثواب کا وعدہ ہے ہم پڑھتے پانچ نمازیں ہیں لیکن ثواب پچاس نمازوں کا ملے گا۔

نماز مغرب دن کے وتر میں

بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مغرب کی نماز تو دن کے وتر ہیں جیسے رات کے وتر تین ہوتے ہیں اسی طرح دن کے وتر بھی تین رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز کو وتر النّھار فرمایا ہے۔

صبح کے فرض دو رکعت کیوں

ایک آدمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ صبح کا وقت بڑا سہانا ہوتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ صبح کی نماز کو بھی چار رکعات کیا جاتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ کو پتہ نہیں ہے کہ صبح کی نماز میں لمبی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ وہ رہیں تو دو رکعات لیکن قراءت لمبی ہوگئی ظہر کی ہیں چار رکعت لیکن قراءت مختصر ہوگئی۔ اللہ نے عدل فرمایا ہے۔ نماز کے مسئلے کو جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا اور سمجھایا اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔

یتیم لڑکیوں اور چار شادیوں کا باہمی کیا تعلق

ایک دفعہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ قرآن کہتا ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً. اللہ نے فرمایا اگر تم ڈرتے ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں عدل نہیں کر سکو گے۔ اللہ تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ عورتوں میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے شادیاں کرلو۔

پوچھا کہ یتیم لڑکیوں کا اور چار شادیاں کرنے کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم نے اللہ کے قرآن کو سمجھا نہیں۔ اصل بات یہ تھی کہ لوگوں کے پاس یتیم بچیاں ہوتی تھیں وہ لوگ ان پر ظلم کرتے تھے وہ سمجھتے کہ جیسے میراث میں ہمیں جائیداد ملی ہے یہ لڑکیاں بھی ہماری میراث ہیں۔ ہم چاہیں تو اپنے لئے رکھ لیں اور جس سے چاہیں شادی کرلیں۔ بغیر کچھ دیے ان کو بیوی بنالیں۔ تو اللہ نے فرمایا اگر تم ان کے ساتھ عدل نہیں کر سکتے تو ان پر ظلم نہ کرو اور دوسری جگہ شادی کرلو۔ اگر شادی کرنی ہے تو اس کا حق المہر اور اس کے سارے کے سارے حقوق ادا کرو۔ یہ نہ سمجھو کہ یہ مال متروکہ ہے اور ہمارے قبضہ میں ہے اور ہم جو چاہیں کریں۔

حضرت عائشہؓ کے علوم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم حدیث تک محدود نہیں تھا بلکہ قرآن و حدیث میں، فقہ اور انساب میں، علم تاریخ وادب میں اور شعر و شاعری میں بھی بڑھی ہوئی تھیں۔

بلاغت کے استعمال کی ایک مثال

جب واقعہ افک ہوا۔ اس وقت جب آپ پریشان و غمگین ہیں اٹھنے کی

سکت نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ سے بے اعتنائی تھی لیکن اس وقت بھی ادبی ذوق کا یہ عالم ہے فرماتی ہیں: لا اکتحل بنوم.

میں نے آنکھ کو نیند کا سرمہ نہیں ڈالا۔ یعنی نیند نہیں آئی۔ نیند کا اکتحال کے لفظ کے ساتھ استعمال آج تک کسی ادیب نے نہیں کیا ہے۔

قرآن پیرایہ بیان سے ایک کافر مسلمان ہو گیا

اسی لئے جب ایک ادیب نے قرآن میں اصحاب کہف کا واقعہ سنا۔

وَ ضَرَبْنَا عَلٰی اٰذَانِهِمْ ہم نے ان کے کانوں کو بند کر دیا۔

معنی یہ تھا کہ ہم نے ان کو سلا دیا۔ وجہ کیا ہے کہ سب سے پہلے انسان کو شور ڈسٹرب کرتا ہے۔ جب شور ہو گا تو انسان کیسے نیند کرے گا۔ تو اس محاورے کا استعمال اس کے اسلام لانے کا سبب بن گیا کہ آج تک تو ایسے کسی عرب نے کہا بھی نہیں ہے۔

میدان عرفات میں حج کے دن کا روزہ رکھتی تھیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کثرت سے روزہ رکھا کرتی تھیں حتی کہ حج کے دوران عرفات کا روزہ بھی رکھتی تھیں۔ جبکہ حکم ہے کہ حاجی یہ روزہ نہ رکھے۔ ایک دفعہ گرمی کی شدت تھی تو آہستہ آہستہ پانی ڈال رہی تھیں کسی صحابی نے عرض کیا اے اماں آپ اتنی مشقت کیوں کرتی ہیں۔ فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی فضیلت سنی ہے میں نے یہ روزہ نہیں چھوڑا ہے۔

نماز چاشت کی پابندی

کثرت عبادت کا یہ عالم تھا کہ چاشت کی نماز آٹھ رکعت پڑھتی تھیں اور

فرمایا کہ میں کبھی بھی اس نماز کو نہیں چھوڑ سکتی ہوں۔

نماز میں استغراق کا عالم

نماز پڑھنے کا یہ عالم تھا کہ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر کہتے ہیں کہ میں صبح کے وقت کوشش کرتا کہ جا کر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کروں میں آیا تو بی بی نماز میں تھیں۔ میں کھڑا ہو گیا۔ حتیٰ کہ میں کھڑے کھڑے تھک گیا۔ میں واپس چلا آیا۔ واپسی پر میں نے کہا اب جا کر سلام کرتا جاؤں تو دیکھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت بھی نماز کے اندر کھڑی ہوئی تھیں۔

امام مالکؒ کا جملہ

حضرت امام مالکؒ جب عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان فرماتے تو فرماتے:

عن عائشة الصديقة بنت الصديق زوجة المصطفى المبرأة من اسماء رضى الله عنها. اس شان کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام لیتے تھے۔

سانپ کے قتل پر ایک غلام کو آزاد کیا

ایک دفعہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اندر سانپ گھس آیا۔ آپ نے اس کو مار ڈالا۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ آپ نے سانپ کو مار ڈالا یہ تو آپ نے اچھا نہیں کیا ہے بلکہ ایک قاعدہ ہے کہ تم اس کو پہلے کہو کہ ہمارے گھر سے نکل جاؤ۔ نہ ہم کو پریشان کرو اور نہ خود پریشان ہو۔ اگر تم نہ گئے تو ہم ماریں گے۔ کیونکہ اکثر سانپ جن ہوتے ہیں۔ جب آپ ان کو کہتے ہیں تو وہ نکل جاتے ہیں۔ اگر سانپ ہوتا ہے تو گھر سے نہیں نکلتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر وہ جن تھا تو کیسے جرأت ہوئی کہ وہ ازواج مصطفیٰ کے گھر آئے۔ صحابی نے عرض کیا اماں جان اگر گھر میں آیا تھا تو آپ نے تو کپڑے پہنے ہوئے تھے یہ تو علم حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا متفکر ہو گئیں اگر چہ شرعاً قتل کرنا جائز تھا۔ تو آپ نے ایک غلام آزاد کر دیا۔ ایک سانپ کے بدلہ میں غلام کو آزاد کرنا مقام عائشہ رضی اللہ عنہا تھا۔

حضرت بریرہؓ کو خرید کر آزاد کیا

علماء نے لکھا ہے کہ تقریباً سڑسٹھ (٦٧) غلام ہیں۔ جن کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر آزاد کیا تھا۔ ان میں ایک بی بی بریرہ ہیں۔ یہ باندی تھیں۔ ان کے مالکوں نے کہا کہ اگر تم اتنا بدل کتابت عطا کر دو تو تم آزاد ہو۔ تو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تا کہ آپ میرے لئے سفارش کریں تا کہ کچھ مسلمان مل کر میرا بدل کتابت ادا کریں تو میں آزاد ہو جاؤں گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف سے بدل کتابت ادا کیا اور اسی وقت آزاد کر دیا۔ بی بی بریرہؓ نے کہا آپ نے واقعی مجھے آزاد کر دیا ہے لیکن اب آپ کو چھوڑ کر جانا میرا دل برداشت نہیں کرتا ہے۔ یہ جود وسخا کا عالم تھا۔

حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تین چاند

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند اتر کر میرے حجرے میں آ کر غائب ہو جاتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اور چاند آیا اور میرے حجرے میں چھپ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اور چاند

آیا اور وہ بھی میرے حجرے میں چھپ گیا تو میں نے سوچا کہ یہ کیسا خواب ہے۔ تو میں نے اپنے ابا جان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیان کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تعبیر الرؤیا میں بہت بڑا مقام دیا تھا۔ کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے کہ اس خواب کی تعبیر بیان کرو۔ تو میں بھی خاموش ہوگئی۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپ میرے حجرے میں دفن کئے گئے تو میرے ابا میرے پاس روتے ہوئے آئے فرمایا اے عائشہ یہ وہ پہلا چاند ہے جو تم نے دیکھا تھا۔ جب ابوبکرؓ فوت ہوئے اور اس حجرے میں دفن ہوئے تو مجھے سمجھ آ گئی کہ یہ دوسرا چاند ہے۔

حضرت عمرؓ کی روضۂ اطہر میں تدفین

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو بھیجا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ مجھے عمر نے بھیجا ہے وہ آپ سے اجازت لینا چاہتا ہے کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دیا جائے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر جانا تو ان کو یہ مت کہنا کہ مجھے امیر المؤمنین نے بھیجا ہے۔ بلکہ کہنا کہ مجھے عمر نے بھیجا ہے کیونکہ اب میری موت قریب آ گئی ہے۔ ادب کا بھی یہی تقاضا ہے کہ ازواج النبی سے ایسی عرض کرنا چاہئے۔ حضرت عبداللہؓ نے آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو بتلایا وہ حضرت عمر کے فراق کے غم میں غمگین بیٹھی رو رہی تھیں۔ انہوں نے کہا اے عبداللہ جا کر اپنے ابا سے کہہ دو کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے

رکھی تھی لیکن میں تمہارا حق اپنی ذات سے بھی زیادہ سمجھتی ہوں۔ لہٰذا آپ کو اس میں دفن کیا جائے۔ رضی اللہ عنہا۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت عبداللہؓ نے آکر خوشخبری دی کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب مجھے جنازے کے لئے لے کر چلو تو ایک دفعہ پھر بھی بی بی عائشہؓ سے پوچھ لینا شاید اس وجہ سے رعایت کر دی ہو کہ شاید عمر بچ جائیں۔

یہ بھی بی بی عائشہؓ کا مقام ہے کہ اللہ نے آپ کے حجرے کو مزار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنایا۔ قیامت تک وہاں درود وسلام کی بارش ہوتی رہے گی جہاں شیخین دفن ہوئے۔

حضرت عائشہؓ کی خصوصیات

علماء نے لکھا ہے کہ بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ نے دوسری سوکنوں پر جو مجھے فضیلت دی ہے کسی اور کو نہیں دی ہے۔

ایک تو یہ فضیلت دی کہ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی وہ دن بھی میرا تھا۔ اور حجرہ بھی میرا تھا۔ یہ شرف بھی مجھ کو ملا ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میرے سینے پر تھا۔ اور سب سے آخری چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں داخل ہوئی وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لعاب ہے۔ وجہ یہ تھی کہ میرے بھائی محمد بن ابی بکر آئے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے شوق سے مسواک کو دیکھا۔ تو بی بی عائشہؓ سمجھ گئیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک کی خواہش ہے۔ میں نے اپنے بھائی کے ہاتھ سے لے کر اچھی طرح صاف کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اے عائشہ میری کمزوری کا یہ عالم ہے کہ اب یہ مسواک مجھ سے نہیں کیا جائے گا۔ تم اپنے منہ میں دانتوں سے نرم کر کے مجھے دے دو۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس مسواک کو نرم کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔

حضرت عائشہؓ کا تقویٰ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ سفر میں ہوتیں آپ جانور کے گلے میں گھنٹی کی آواز سنتیں تو حکم دیتیں کہ سواری کو تیز کرو تا کہ اس گھنٹی کی آواز میرے کان میں نہ آئے۔

ضرورت جتنا کھایا کرو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے امت کے بیٹوں کو حکم دیا کہ بسیار خوری نہ کرو کیونکہ زیادہ کھانے سے نیند زیادہ آتی ہے۔ انسان کی خواہشات زیادہ ابھرتی ہیں عبادت کے اندر زیادہ محنت اور مشقت نہیں کر سکتا ہے۔ جتنی ضرورت ہو اتنا کھاؤ زیادہ نہ کھاؤ۔



پندرہویں فصل

واقعہ افک

خدا کی شان ہے اللہ نے جس آدمی کو جتنی عظمت وشان دی ہوتی ہے اتنے اس کے مخالفین ہوتے ہیں۔اس لئے مشہور ہے جس درخت پر پھل نہ ہوگا تو اس کو کون پتھر مارے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منافقین کے نفاق کی وجہ سے واقعہ افک پیش آیا۔قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے

نجد کے اندر علاقہ مریسیع ہے اس کے اندر قبیلہ بنو مصطلق تھا۔ان کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے تشریف لے گئے۔کیونکہ ان کے بارے میں پتہ تھا کہ یہ کوئی بڑا قبیلہ نہیں ہے اور اس میں کوئی خاص لڑائی کی بھی ضرورت نہ تھی۔اس لئے اس غزوہ میں منافقین کا ایک گروہ بھی مسلمانوں کے ساتھ چل پڑا۔تاکہ ہمارا نام بھی ہو جائے کہ ہم مخلص لوگ ہیں۔

غزوہ سے کامیابی کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آرہے تھے۔ اصول ہوتا تھا کہ شام کے وقت قافلہ پڑاؤ ڈالتا اور ہر ایک کے الگ الگ خیمے لگا دیئے جاتے تھے۔خواتین صبح کے وقت حاجت انسانی سے فراغت کے بعد اپنے ہودج (کجاوہ) میں آکر بیٹھ جاتی تھیں اور مرد آکر ہودج کو اونٹ پر باندھ دیتے تھے۔

اتفاق کی بات کہ اس موقع پر قرعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکلا تھا۔ وہ بھی اس سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم صبح کے وقت حاجت انسانی کے لئے بہت دور چلے جاتے تھے۔ کیونکہ صحراء تھا اس لئے بہت دور جانا ہوتا تھا۔ اس کے بعد آ کر نماز پڑھتے اور قافلہ کی روانگی ہو جاتی تھی۔ میں نے اپنی بہن بی بی اسماء سے ایک ہار لیا تھا کہ سفر میں استعمال کرلوں گی۔ اور وہ عام ہار تھا۔ جب میں قضاء حاجت کے لئے دور گئی تو مجھے خیال ہوا کہ ہار گر گیا ہے میں اس راستے پر ہار تلاش کرنے لگی جس راستے سے آئی تھی۔ وہ ہار ڈھونڈتے ہوئے مجھے اتنی دیر ہوگئی کہ قافلہ چل پڑا۔

کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں۔ صحابہؓ خاموشی کے ساتھ ھودج کو اٹھاتے تھے اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر بھی کم تھی اور آپ کا وزن مبارک بھی اتنا نہیں تھا۔ صحابہؓ نے ھودج اٹھانے کے بعد اونٹ پر رکھ دیا۔ قافلہ چل پڑا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نے واپس آ کر دیکھا تو قافلہ چلا گیا تھا۔ اب میں نے سوچا کہ دو طریقے ہین یا تو قافلے کے پیچھے دوڑوں لیکن اونٹوں کا قافلہ اور اس کی دوڑ اور میری دوڑ، کہاں مقابلہ ہو سکتا تھا۔ اگر میں راستہ بھول گئی تو بھٹک بھٹک کر مر جاؤں گی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اس کا ایک حل ہے کہ میں اپنی جگہ سے نہ ہلوں۔ ایک یہ فائدہ ہوگا کہ جس آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کر رکھا ہوگا کہ جب قافلہ چل پڑے اس کے بعد چلا کرے تا کہ دیکھتا آئے کہ قافلے والے کوئی سامان تو نہیں بھول گئے ہیں۔ تو وہ آدمی مجھے پالے گا وگرنہ راستے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے

پوچھتے تھے کہ کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوگا کہ میں قافلہ میں نہیں ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بندہ بھیجیں گے۔ لہٰذا مجھے اسی جگہ پر رہنا چاہئے۔ تو میں وہیں پر کپڑا چادر تان کر لیٹ گئی۔ میرے کانوں میں جو سب سے پہلی آواز پڑی وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ تھی۔

حضرت صفوان وہ صحابیؓ ہیں جن کی یہ ڈیوٹی تھی کہ تم قافلے کے پیچھے رہا کرو۔ اور قافلے کی روانگی کے پانچ چھ گھنٹے بعد روانہ ہوا کرو۔ اگر کوئی چیز رہ گئی ہو تو اس کو لے کر آؤ۔

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جب اس مقام پر پہنچا تو مجھے دور سے کوئی انسان لیٹا ہوا نظر آیا۔ جب میں قریب آیا تو دیکھا کہ وہ بی بی عائشہ ہیں کیونکہ آیت حجاب کے اترنے سے پہلے میں نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہوا تھا۔ میرے منہ سے فوراً لفظ نکلا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اتنی بڑی مصیبت کہ نبی کی بیوی رہ جائے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کا فائدہ

شرعاً مسئلہ یہ ہے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ بڑا عظیم کلمہ ہے۔ انسان کا جو بھی نقصان ہو یہ کلمہ پڑھے۔ جبکہ ہمارے ہاں رواج ہے کہ جب کوئی مر جائے تو اس وقت یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے حتیٰ کہ اگر آپ کے جوتے کا ایک تسمہ ٹوٹ گیا یا معمولی سی چیز بھی گم ہوگئی تو آپ فوراً کہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پوری دعا یہ ہے کہ پہلے یہ پڑھیں:

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَ اخْلُفْ لِیْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ مِنْکَ بِخَیْرٍ.

اے اللہ! مجھے اس سے بہتر چیز عطا فرما دے۔

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: عَلَّمَنِیْ زَوْجِیْ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سکھلائی تھی کہ جب بھی تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ آیت پڑھا کرو اور یہی دعا مانگا کرو۔ جب میرا خاوند فوت ہو گیا تو میں نے یہی دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اخْلُفْ لِیْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ مِنْکَ بِخَیْرٍ. یا اللہ میرا اتنا عظیم الشان نقصان ہو گیا کہ میرا شوہر فوت ہو گیا اور اس جیسا انسان بھی نہیں ہے۔ میں نے یہ دعا تو مانگ لی لیکن میرے دل نے کہا اس سے بہتر کون ہو گا۔ جب میری عدت گزری تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کا پیغام دیا۔ اس دن مجھے پتہ چلا کہ اس دعا کی کتنی بڑی برکت ہے، واقعی ابو سلمہ کتنا اچھا ہو لیکن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

بقیہ قصہ افک

حضرت صفوانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اونٹ بٹھایا اور دور جا کر کھڑا ہو گیا۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ میرے لئے سواری بٹھائی ہے اور اب بڑے ادب سے کھڑے ہیں تا کہ میرے چہرے پر نظر نہ پڑے۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھ گئیں تو حضرت صفوانؓ نے مہار پکڑی اور چل پڑے اور جہاں قافلے نے آ کر پڑاؤ کیا اور پتہ چلا کہ عائشہ نہیں ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہو گئے۔

منافقین کی سازش

اس دوران منافقین کو باتیں کرنے کا موقع مل گیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ایک نوجوان لڑکی پیچھے کیوں رہ گئی آہستہ آہستہ یہ باتیں منافقین اپنے کیمپ میں کر

رہے تھے اور مخلصین اپنے کیمپ میں باتیں کر رہے تھے۔ اور پریشانیوں کا اظہار کر رہے تھے کہ کوئی آدمی بھیجا جائے۔

دور سے حضرت صفوان کی سواری نظر آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی بھیجا پتہ کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں۔

یہ کوئی مسئلہ نہیں تھا کہ ایک بیٹا اپنی ماں کو لے کر آ گیا ہے لیکن چونکہ دشمن کو موقع ملنا چاہئے۔ دشمنوں نے چہ مگوئیاں کیں کہ یہ ناممکن ہے کہ صحراء ہو اور اس میں ایک نوجوان عورت ہو اور نوجوان مرد ہو وہ کیسے بچ سکتے ہیں۔ یہ باتیں آہستہ آہستہ پھیلتی گئیں۔ سازشوں کے اندر منافقین آہستہ آہستہ بڑھتے گئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ آگ لگتی ہے تو اس کی گرمی سردی لگتی ہے بعض صحیح مسلمان بھی اس سازش میں شامل ہو گئے۔ جن میں حضرت حسانؓ ہیں جو شاعر رسول اللہ ہیں۔ حضرت مسطحؓ یہ بدری صحابی ہیں۔ بی بی حمنہؓ ہیں یہ بی بی زینب بن جحشؓ کی بہنیں یہ بھی سازش کا شکار ہو گئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ان باتوں کا کچھ علم نہ تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سفر سے پہلے تو میرے ساتھ جو برتاؤ، حسن عشرت اور صحبت والا انداز تھا اس میں کمی آ گئی۔

حضرت عائشہؓ کو واقعہ کا علم کب ہوا

اس دور میں گھروں میں حمامات نہیں ہوتے تھے۔ تمام مدینہ کی عورتیں اس دور میں بہت دور نکل جاتی تھیں۔ فراغت کے بعد واپس آ جاتی تھیں۔

ایک رات میں نکلی تو میرے ساتھ ام مسطح یعنی حضرت مسطح کی ماں بھی تھیں۔ اور بھی عورتیں تھیں لیکن مسطح کی والدہ میرے قریب قریب چل رہی

تھیں۔ چلتے ہوئے میرا کپڑوں کے اندر پاؤں الجھا میں گرنے لگی تو فوراً ام مسطح کی زبان سے نکلا کہ مسطح ہلاک ہو۔ میں حیران ہوگئی کہ یہ کیسی ماں ہے جو اپنے بیٹے کے لئے بددعا کررہی ہے۔ میں نے کہا مسطح کو بددعا کررہی ہو۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے اور بدری صحابیؓ ہے۔

اس نے کہا عائشہ تجھے پتہ بھی نہیں ہے کیا بات ہے تو مسطح کی والدہ نے سارا واقعہ سنایا اور کہا یہ بات سارے مدینہ میں پھیل گئی ہے۔ سب لوگ کہہ رہے ہیں اس میں حسان، میرا بیٹا مسطح اور حمنہ بھی شریک ہیں۔ آپ پر الزام لگا رہے ہیں۔ اس واقعہ کے سننے کے بعد مجھے شدید بخار آ گیا اور میں فراش پر آ گئی میں نے اپنی والدہ کو بلایا ان سے پوچھا انہوں نے کہا تم زیادہ غم نہ کرو یہ ہوتا ہے لوگ تو جلتے ہیں تم اللہ پر معاملہ چھوڑ دو۔

حضرت عائشہؓ کا والدین کے گھر چلے جانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے صبر نہ ہوا کیونکہ روز بروز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ مجھ سے ہٹتی جارہی تھی آخر ایک دن مجبور ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اگر اجازت ہو تو میں ماں باپ کے گھر میں چلی جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمادی۔

میں ماں باپ کے گھر میں آ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنا اور کم کردیا۔ کبھی آتے تو میرا نام بھی نہیں لیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی بڑھتی جارہی ہے۔

حضرت اسامہؓ کی رائے

آپ نے اسامہ بن زیدؓ کو بلوایا ان سے فرمایا کہ تم عائشہؓ کے بارے میں کیا

کہتے ہو۔انہوں نے کہایارسول اللہ مَا علمتُ فِیھَا اِلَّا خَیرًا ہم نے اس میں ہمیشہ خیر دیکھی ہے کبھی برائی نہیں دیکھی۔

بی بی بریدہؓ کی رائے

بی بی بریرہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۔انہوں نے کہاو اللہ عائشة اطیب من ذھب وہ تو سونے سے بھی خالص ہیں۔

حضرت علیؓ کا مشورہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا مشورہ دو۔انہوں نے کہایا رسول اللہ آپ کیوں غم کرتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں۔آپ کے لئے عورتوں کی کوئی کمی ہے۔کون سا خاندان آپ کو رشتہ نہیں دے گا۔اگر آپ پر بوجھ ہے تو آپ ایک شادی اور کرلیں۔یعنی اشارہ یہ تھا کہ آپ بی بی عائشہ کو چھوڑ دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ مشورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے تھا۔

اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ناراض رہیں کہ یہ مجھ پر مصیبت کا وقت تھا۔میرے خلاف سازشوں کا طوفان اٹھا ہوا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم پریشان تھے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ تو یہ رائے نہ دیتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسری بات یہ فرمائی کہ سب سے قریب حضرت بریرہ ہے۔اگر اس سے تحقیق کی جائے تو حقیقت کھل سکتی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے پوچھو۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بی بی بریرہ کو بلایا اور کہا یہ نبی کی عزت عصمت کا مسئلہ ہے اس کے اندر میں کوئی رعایت نہیں کروں گا۔سیدھی

بات بتاؤ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کیا مسئلہ ہے؟ انہوں نے کہا مجھے دھمکی دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں نے اس میں خیر ہی خیر پائی ہے۔ وہ ایک نوجوان بچی ہے۔ غافل ہے کہ آٹا گوندھ کر رکھ دے اور بکری آ کر کھا جائے۔ روٹی پکا کر رکھی اور بکری آ کر کھا گئی۔ اس کے علاوہ میں نے کوئی عیب نہیں دیکھا۔

حضرت عمرؓ کی رائے مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہاری اس مسئلہ کے بارے میں کیا رائے ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کے گھر کا اور حرم رسول کا معاملہ ہے۔ اس میں ہم کیسے زبان کھول سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرا حکم ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسے معاملات میں گہرائی کی ضرورت ہے۔ میں آپ سے کچھ پوچھوں گا آپ برا تو نہیں منائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ نے خود نکاح کیا یا حکم خداوندی سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آ کر صورت دکھلائی تھی یہ نکاح اللہ کے حکم سے ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے لڑکوں کے لئے اچھی لڑکیاں تلاش کرتے ہیں کیا اللہ کو اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پاک بیوی نہیں ملی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بوجھ تھا وہ اتر گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک کھل اٹھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی فیصلہ نہ فرما سکے ایک یا دو دن گزرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے آئے۔

حضرت عائشہؓ اور حضورؐ کی گفتگو

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس وقت میں بیمار اور بستر پر تھی میرے والد اور والدہ آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے عائشہ! تم اس بارے میں کیا کہتی ہو؟ میں نے اپنے والد کو اشارہ کیا کہ آپ جواب دیں انہوں نے فرمایا میں کیا کہہ سکتا ہوں میں نے اپنی والدہ کو اشارہ کیا کہ آپ خود جواب دیں ان حالات میں مَیں کیا جواب دوں۔ میری والدہ نے فرمایا کہ ہم بات نہیں کر سکتے۔ جہاں تم ہمیں عزیز ہو۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہمارے دل میں اتنا ہے کہ ہم ان پر بیٹی قربان کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! اگر تم سے غلطی ہوئی ہے تو اللہ کے آگے توبہ واستغفار کرو۔ اللہ توبہ کو قبول فرماتے ہیں اور اگر تم سے غلطی نہیں ہوئی تو بات کرو۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اٹھ کر بیٹھ گئی اور خدا کی شان کہ روتے روتے ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ اس کیفیت سے میرے آنسو بھی تھم گئے اور میں حیران ہوں کہ مجھے اللہ نے اتنی جرأت دی۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ان حالات کے اندر میں کہوں کہ میں بے گناہ اور بری ہوں تو آپ لوگ کبھی نہیں مانیں گے۔ اگر ناکردہ گناہ کا اعتراف کرلوں تو یہ کتنا بڑا ظلم ہوگا میں آپ کے لئے وہی کچھ کہتی ہوں جو یوسف کے ابا نے کہا تھا۔

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ.

میں صبر کروں گی۔ اللہ پاک مدد کرنے والے ہیں جو کچھ لوگ میرے بارے میں کہہ رہے ہیں۔

حضورؐ پر وحی کا نزول

اس کے بعد میں لیٹ گئی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آ رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو کر بیٹھ گئے تھے۔

میں نے اپنے والدین کے چہرے پر نظر ڈالی۔ رنگ بالکل سفید ہو گیا تھا۔ خدا جانے وحی آ گئی ان حالات میں کیا ہو گا۔ ہماری بیٹی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت جواب دیا۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں بڑی مطمئن تھی کیونکہ اللہ بڑے منصف ہیں وہ تو حق کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ میں بے گناہ ہوں مجھے کیا ڈر ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی ختم ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہؓ تجھے مبارک ہو۔ اللہ نے تیری براءت کا اعلان فرما دیا ہے کہ عائشہ پاک ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آ کر خوشی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماتھے پر بوسہ دیا اور فرمایا اٹھو اللہ کے نبی کا شکریہ ادا کرو۔

حقیقت بات بھی یہی تھی کہ وحی آنے کا سبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میرے ابا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر ادا نہیں کرتی۔ بلکہ میں اس اللہ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری براءت کیلئے وحی نازل فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ اللہ میری شان اتنی بلند کریں گے۔ میرے خیال میں تھا کہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ بات ڈال دیں گے کہ آپ کی بیوی بُری ہے۔ لیکن اللہ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ یہ بہتان ہے، افک ہے اور بہتان عظیم ہے۔ اور اللہ

نے حکم دے دیا کہ کوئی آدمی مؤمنہ، عفیفہ کو تہمت لگاتا ہے تو اس کو اسّی کوڑے لگائے جائیں۔

حضرت صفوانؓ اور حضرت حسانؓ کا جھگڑا

جب یہ براءت نازل ہوئی تو حضرت صفوانؓ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لے کر قافلہ میں پہنچے تھے وہ تلوار لے کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے کہ دیکھو تم شاعر ہو مجھے شعر کہنے نہیں آتے لیکن مجھے تلوار چلانا آتی ہے تم نے یہ جرأت کیسے کی کہ مجھ پر الزام لگایا میں نے تو پوری زندگی میں کبھی کسی عورت کا بدن تک نہیں دیکھا ہے۔ کسی غیر محرم سے کبھی بات بھی نہیں کی۔ لوگ درمیان میں آ گئے انہوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔

نزول وحی کے بعد حضرت عائشہؓ پر الزام تراشی کفر ہے

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام تھا جن کی براءت پر اللہ نے قرآن پاک کا پورا رکوع اتارا۔ کسی اور صحابیؓ یا امہات المؤمنین میں سے کسی کو اگر کوئی گالی دے تو اس کے کفر میں علماء کا اختلاف ہے لیکن بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کے بعد ان پر طعن کرے تو اس کے کفر میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے۔

آج بھی جو لوگ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ عائشہ عفیفہ نہیں ہے اگر ہمیں کبھی اقتدار ملا تو ہم عائشہ کو قبر سے نکالیں گے اور زنا کی حد جاری کریں گے (نعوذ باللہ) تو ان لوگوں کے کفر میں کسی کو شبہ نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ کے قرآن کا انکار کر رہے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت کا انکار بھی کفر ہے

اسی لئے علماء نے فرمایا ہے کہ یہ شان اس گھرانے کو ملی ہے کہ اگر کوئی صحابیت ابی بکر کا انکار کرے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ ان کی صحابیتِ قرآن سے ثابت ہے۔ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا. اس لئے ان کی صحابیت کا انکار کفر ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کیلئے قرآن کا نزول

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غصہ کے اِندر آ کر قسم کھالی کہ میں مسطح کو کچھ نہ دوں گا۔ میں ساری زندگی اس کی امداد کرتا رہا اور وہ میری بیٹی کی تہمت میں لگا رہا۔ لیکن اللہ نے قرآن اتارا کہ صلہ رحمی کرو۔

اسی طرح جنگ جمل کے بارے میں آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔



سولہویں فصل

حضرت یوسفؑ کی عظمت

حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ عظمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قصہ کو تفصیل کے ساتھ ایک جگہ بیان فرمایا ہے جبکہ اور کسی نبی کے قصہ کو تفصیل کے ساتھ ایک جگہ بیان نہیں فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ مختلف سورتوں میں ہے۔

زلیخا کا حضرت یوسفؑ کیلئے جال

جب سیدنا یوسف علیہ السلام پر الزام لگا امرأۃ عزیز نے آپ پر جال پھیلایا اور آپ نے بھاگنے کی کوشش فرمائی۔ آپ ایک غلام تھے خریدنے والی مالکہ کی طبیعت خراب ہو جائے تو بندے کا بچنا بڑا مشکل ہے۔ مالکہ بھی ہے، صاحب اختیار، صاحب دولت، صاحب قوت بھی ہے۔ بچنا بڑا مشکل ہے جب تک کہ اللہ کی ذات نہ بچائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام انکار کر کے پوری قوت کے ساتھ بھاگے۔ آگے دروازے بند تھے۔ لیکن اللہ نے آپ کی عصمت کی اس طرح حفاظت فرمائی کہ آپ دروازوں پر ہاتھ رکھتے تھے اور وہ کھلتے جاتے تھے۔ امرأۃ العزیز پیچھے دوڑ رہی ہے۔

زلیخا کا نام

امرأۃ العزیز کا نام جو مشہور ہے نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں ہے۔

زلیخا جو نام مشہور ہے یہ اسرائیلی روایات میں ہے۔ رائیل بھی نام لکھا ہے۔

زلیخا کی چالاکی

جب دونوں آگے آئے تو اس کا خاوند آ گیا۔ فوراً امرأۃ العزیز نے اپنا انداز اور کیفیت بدل ڈالی اور کہا۔

مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِکَ سُوْٓءً ا.

اس بندے کی کیا سزا ہونی چاہئے جو تمہارے گھر والوں پر بری نگاہ رکھے۔

اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ عورت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس پر اعتماد ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ اس طرح نہ ہوتا کہ انتظام سارے خود کئے اور الزام حضرت یوسف علیہ السلام پر لگایا۔

پھر کہا ایسے آدمی کو دردناک سزا دی جائے یا اس کو کوڑے مارے جائیں اور جیل کے اندر ڈالا جائے۔

حضرت یوسفؑ کا جواب

عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا هِیَ رَاوَدَتْنِیْ میرا اس میں کوئی قصور نہیں ہے اور نہ میں نے کبھی برائی کا سوچا ہے اس نے ہی سارا بہانہ بنایا تھا۔

ایک بچے کی گواہی

اللہ فرماتے ہیں:

وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا.

اللہ کی طرف سے فوراً انتظام ہو گیا کہ ایک بوڑھا آدمی تھا لیکن لکھنے والے

لکھتے ہیں کہ محل میں کچھ آدمی اکٹھے ہوئے ان کے ساتھ چھوٹا بچہ تھا وہ بول پڑا اِنْ کَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ. اگر یوسف علیہ السلام کا قمیص آگے سے پھٹا ہے تو تمہاری بیوی ٹھیک کہتی ہے یوسف علیہ السلام غلط کہتے ہیں کیونکہ وجہ یہ ہوگی کہ یوسف حملہ آور ہوئے اور عورت نے اپنا بچاؤ کیا اور یوسف کے کپڑے آگے سے پھٹ گئے۔ وَ اِنْ کَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَکَذَبَتْ. اگر یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو یوسف سچا ہے اور تمہاری بیوی جھوٹی ہے کہ وہ بھاگ رہا ہے اور تمہاری بیوی نے اس کو پیچھے سے پکڑا ہے۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ.

جب عزیز نے غور سے قمیص کو دیکھا تو وہ پیچھے سے پھٹا تھا۔ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ کَیْدِکُنَّ اس نے کہا یہ سب تمہارا حیلہ بہانہ ہے اس میں یوسفؑ کا کوئی قصور نہیں ہے۔

حضرت یوسفؑ کی پاکدامنی کی گواہی

سارے قصہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب نبی کی عصمت پر سوال آیا تو اللہ نے ایک معصوم بچے سے گواہی دلا کر حضرت یوسف علیہ السلام کی براءت کا اعلان فرمایا۔

حضرت مریمؑ کی پاکدامنی کی گواہی

اسی طرح جب حضرت مریم علیہا السلام پر الزام لگا اتنی بڑی عابدہ ہیں اور شان والی ہیں کہ ان کی تربیت حضرت زکریا علیہا السلام نے کی ہے اور نبی کی ماں ہیں اور اللہ نے ان کو قرآن میں صدیقہ کا لقب عطا فرمایا ہے۔

جب ان کی عزت پر حرف آیا اور قوم اکٹھی ہو کر آئی

یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا کَانَتْ اُمُّکِ

بَغِیًّا. (سورۃ مریم:۲۸)

یَا اُخْتَ هَارُوْن ما کانت اَبُوکِ اِمْرء سَوْءٍ وَمَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا.

اے ہارون کی بہن یہ تم نے کیا کیا ہے۔تم تو اس خاندان سے ہو جس میں یہ تصور ہی پیدا نہیں ہوسکتا کہ بغیر شوہر کے بچہ ہو جائے۔

یاد رکھیں حضرت ہارون علیہ السلام جو نبی ہیں یہ ان کی بہن نہیں ہیں کیونکہ ان کے اور حضرت ہارون کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہے۔اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ ہارون نام کا ایک آدمی بہت بڑا عابد وزاہد متقی تھا۔اس کی طرف نسبت ہے۔

جب یہ الزام لگا تو حضرت مریم علیہا السلام نے نومولود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا.

لوگ کہنے لگے کہ اتنا بڑا مسئلہ ہے اور تم ہمیں بے وقوف بناتی ہو۔چھوٹا بچہ جو ابھی جھولے میں ہے وہ کیسے بات کرے گا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی عصمت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بولنے کی قوت دی۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا. سنولوگو! میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ نے مجھے نبوت بھی دی اور کتاب بھی دی۔اللہ نے مجھے شان والا اور برکت والا بنایا ہے۔جب میں اللہ کا نبی ہوں تو صاف بات ہے کہ میری والدہ پاک ہے اور میرا حسب،نسب بھی پاک ہے۔

حضرت جریجؒ کی پاکدامنی کی گواہی

اسی طرح حضرت جریجؒ بہت بڑے عابد وزاہد تھے اپنے عبادت خانے سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ضرورت کے وقت بات کرتے تھے ان کی والدہ نے ان

کے لئے بد دعا کر دی۔ حضرت جریج ؒ اپنی عبادت میں مصروف تھے۔ تو شیطان ملعون نے لوگوں کے ذہن میں ایک فتنہ ڈالا کہ یہ اپنے آپ کو بڑا عابد و زاہد کہتا ہے اس کا امتحان لو۔ ایک بہت خوبصورت ترین عورت تھی اس نے کہا میں جریج کا امتحان لیتی ہوں۔ دنیا میں سب سے بڑا فتنہ دولت اور عورت ہے۔ عورت کا فتنہ دولت کے فتنہ سے شدید ہے۔

اس عورت نے بہانے سے حضرت جریجؒ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن حضرت جریج ؒ نے نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ تم کون ہو جن کے دلوں میں اللہ کی خشیت ہوتی ہے ان کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ کوئی عورت بہکا سکے۔ جب عورت حضرت جریج سے بالکل تنگ آ گئی کہ میں نے اس پر اپنے حسن کا ہر حیلہ و ہتھیار آزمایا ہے اپنی جوانی کا ہر انداز اپنا کر دیکھا ہے پتہ نہیں یہ پتھر کا انسان ہے کہ یہ بالکل اوپر نظر اٹھاتا بھی نہیں ہے۔

اس بد بخت عورت نے یہ شرارت کی کہ کسی ایک چرواہے سے تعلق قائم کیا۔ اس تعلق سے حمل ہو گیا جب بچہ پیدا ہوا تو اس کو لے کر حضرت جریجؒ کے عبادت خانہ کے سامنے کھڑی ہو گئی اور کہا یہ جریج کا بچہ ہے اس کے پاس میں عبادت اور دین سیکھنے کے لئے آتی تھی۔ اس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔

لوگوں میں شور ہو گیا کیونکہ شریف آدمی پر تہمت لگے تو فوراً پھیل جاتی ہے۔ لوگوں نے اس عبادت خانے کو توڑنا شروع کر دیا۔ حضرت جریجؒ نے کہا بات تو سنو۔ لوگوں نے کہا کیا بات سنیں جبکہ ہمارے سامنے عورت بچہ لے کر کھڑی ہوئی ہے۔

فطری بات ہے کہ ایسے حالات میں آدمی عورت کی بات کو مانتا ہے جب بالکل انتہاء ہو گئی عبادت خانہ ٹوٹ گیا اور حضرت جریج ؒ زخمی ہو گئے اللہ کو رحم آیا اور بچہ جس کو عورت نے اٹھایا ہوا تھا بول پڑا۔

میری ماں غلط کہہ رہی ہے میں فلاں چرواہے کا بچہ ہوں اس میں حضرت جریجؒ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جاہلوں کا اعتقاد ایسا ہی ہوتا ہے کہ یا تو اندھے معتقد ہوتے ہیں اور خدا بنا ڈالتے ہیں اگر انکار کرنے پر آئیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے لگ جاتے ہیں۔

اب یہی قوم قدموں میں گرنے لگ گئی کہ ہمیں معاف کردیں ہم سے غلطی ہوگئی۔ ہم اس سے بہتر عبادت خانہ بنا کر دیتے ہیں۔ اس واقعہ کے روز اللہ نے حضرت جریجؒ کی بچہ کے ذریعہ عزت محفوظ فرمائی۔ بعض واقعات میں اللہ نے پتھروں کو بھی صفائی کا ذریعہ بنادیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صفائی

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگا کہ یہ ہمارے سامنے غسل کیوں نہیں کرتے ہیں۔ ضرور ان میں کوئی عیب ہے ورنہ مرد کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے سامنے غسل کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح اظہار کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غسل فرمارہے تھے جس پتھر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کپڑے رکھے تھے وہ کپڑے لے کر دشمنوں کی طرف بھاگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا لے کر اس کی طرف جارہے ہیں ثَوْبِیْ حَجَر پتھر میرے کپڑے دو کدھر جا رہے ہو۔ جب وہ دشمنوں کے درمیان میں جا کر ٹھہرا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے اٹھا کر پہنے۔

جب لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بدن کو دیکھا تو کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اندر تو کوئی عیب بھی نہیں ہے۔

فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا.

ہم نے ان کی براءت کردی۔ وہ اللہ کے ہاں بڑی شان والے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گواہی کا ذریعہ پتھر بن گیا۔

حضرت عائشہؓ کی طہارت و پاکیزگی کی گواہی خود خدا نے دی

ان سارے واقعات کو سامنے رکھ کر عصمت عائشہؓ، رفعت عائشہ کا اندازہ کریں کیونکہ یہ حضورؐ کی بیوی ہیں خدا نے قیامت تک ان کے دشمنوں کا منہ بند کرنا تھا اس لئے جب ان پر تہمت لگائی گئی تو اگر اللہ چاہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں وحی ڈال دیتے یا چھوٹا بچہ بول پڑتا، پتھر بول پڑتا لیکن یہ براءت عائشہؓ ہے کہ اللہ فرماتے ہیں اس کی براءت کی گواہی میں خود خدا دیتا ہوں پورا رکوع نازل فرمایا۔

اکابر صحابہؓ کا حضرت عائشہؓ سے مسائل حل کرانا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جیسے اجلہ صحابہؓ کو کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تو آپؓ کی طرف رجوع کرتے۔

حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ جس کا حساب لیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا۔ تو صحابہؓ نے ان الفاظ کو عام لیا۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذہانت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا. تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگوں کا مناقشہ ہوگا کہ یہ گناہ تم نے کیوں کیا تھا۔ جس سے سوال ہوگیا اس کا مطلب ہے کہ اس کو عذاب ہوگا۔

صفا مروہ کی سعی واجب ہے یا مباح

قرآن پاک میں ہے: اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ.

اللہ نے فرمایا صفا و مروہ میری نشانیوں میں سے ہے جو آدمی بیت اللہ کے حج یا عمرہ کے لئے آئے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ ان دونوں کا طواف کرے۔

جب یہ آیت آئی تو صحابہؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ صفا و مروہ پر دوڑنا کوئی ضروری نہ ہوا۔ کوئی گناہ نہیں ہے۔ قرآن کا اسلوب بتاتا ہے کہ ان دونوں کا طواف کریں تو کوئی گناہ نہیں ہے فرمایا اگر یہی مطلب ہوتا تو قرآن میں ہوتا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا.

صفا و مروہ پر بت رکھے ہوئے تھے۔ زمانہ جاہلیت کے اندر صفا و مروہ پر جب آتے تو پہلے ان کو آکر چومتے تھے۔ اس لئے صحابہؓ پر یہ بات گراں گزری کہ اس طرح تو جاہلیت کے اندر بتوں کی دوڑتے تھے۔ اللہ نے فرمایا یہ شعائر اللہ ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ مسجد میں آکر کوئی بت رکھ دے۔ یہ تو بت رکھنے والے کی غلطی ہے۔ اس سے مسجد کا تقدس اور مقام تو ختم نہیں ہوگا۔ یہاں تم میرے حکم سے دوڑ لگاؤ گے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابْدءوا بما بَدَأَ اللّٰهُ به اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ.

شیطان پارٹی

جتنے گمراہ لوگ پیدا ہوتے ہیں ان کو ماننے والے ہر دور میں مل جاتے ہیں۔ بلکہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ شیطان کی ایک پارٹی پیدا ہو چکی ہے ان کا نشان بھی

ابلیسی ہے۔ کہتے ہیں سارے تصرفات اور ساری دنیا اس کے کہنے پر چل رہی ہے تو ہم اس کو اپنا باس مانتے ہیں۔ مولوی سو تقریر کرے لیکن شیطان اس کو ایک چٹکی میں گمراہ کر دیتا ہے۔ ماں باپ کتنا زور لگاتے ہیں کہ اولاد نیک اور فرمانبردار بنے لیکن شیطان ایک منٹ لگاتا ہے اور وہ ماں باپ کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں۔

ماں باپ تہجد گزار ہیں بیٹا نماز بھی نہیں پڑھتا۔ گناہوں میں مشغول ہے والدین نے کبھی گانا نہیں سنا تھا اور بیٹا پاپ سنگر ہے۔

ایک آنکھ والی دجال پارٹی

اسی طرح دجال کی بھی ایک پارٹی ہے دجال کی ایک آنکھ ہے اس لئے دنیا میں بہت ساری چیزیں ہیں جن کا ایک آنکھ سے تعلق ہے۔ باقاعدہ ایک چینل ہے جس کا مونوگرام ایک آنکھ ہے۔ اسی طرح کیمرے میں ایک آنکھ استعمال کر سکتے ہیں۔ نئی ایجادات جتنی بھی ہیں وہاں ایک آنکھ استعمال ہوتی ہے۔ کہتے ہیں مسلمان دجال کی پارٹی میں نہیں آنا چاہتے ہم ان سے ہر کام ایک آنکھ سے کروائیں گے۔ بندوق، رائفل ایک آنکھ سے نشانہ باندھتے ہیں۔ جس طرح ایک آنکھ سے نشانہ اور تصویر بنائی جاسکتی ہے اسی طرح دو آنکھوں سے بھی بنائی جا سکتی ہے۔ کئی چیزیں بکتی ہیں ان کا مونو ایک آنکھ ہے۔

نشان زدہ شرٹس میں نماز

جتنی آج کل شرٹس ہیں ان کے آگے اور پیچھے بھی لکھائی ہوگی۔

حرم میں بھی جتنے آدمی کام کرتے ہیں ان کا بھی یہی حال ہے۔ اب علماء سے مسئلہ پوچھا جائے کہ اگر ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور سامنے کوئی عبارت لکھی ہوئی ہو تو کیا نماز ہوگی؟ اگر صرف کمپنی کی مشہوری مقصود ہوتی تو اس کے اندر کوئی

چھوٹا سا لفظ لکھ دیتے لیکن ان کا مقصد مسلمانوں کی عبادت میں خلل ڈالنا ہے۔ یہ اتنا گہرا عذاب اور فتنہ ہے کہ آدمی کو پتہ بھی نہیں چلتا ہے۔

چاند اور کیل کا نشان

آپ اوپر ہلال کا نشان لگاتے ہیں ایمان سے آپ سوچیں کیا یہ اسلام کا نشان ہے۔

ہندو آرکیٹکچر انہوں نے بنایا تو ہلال لیکن اس کے اندر ایک کیل بھی دے دی۔ مقصد یہ ہے کہ ہندو کا نشان بھی آجائے لیکن مسلمان غافل ہیں۔

مساجد کی صفوں کا چھوٹا بڑا ہونے کا فتنہ

شریعت کے اندر صفوں کا یہ حکم ہے کہ صف اول بڑی ہو۔ پھر دوسری پھر تیسری پھر چوتھی ہو۔ اب جدید ڈیزائن کی مساجد ہیں مثلاً مسجد بنائی ہے اس کی اگلی صف چھوٹی دوسری بڑی اور تیسری اس سے بڑی ہے۔ یہ سب دشمن کی چالاکی ہے کہ اپنے پیسے سے زہر خرید کر اپنے بچوں کو خود کھلاؤ۔ جیسے بزرگوں نے فرمایا کہ چور بڑا چالاک ہے کہ آپ کے ساتھ مل کر چور کو تلاش کرتا ہے کہ چور ادھر گیا ہوگا۔

موبائل میں میوزک

اسی طرح موبائل کے ذریعہ اللہ کے حرم اور مقام ابراہیم اور صفا و مروہ اور مدینہ منورہ میں میوزک پہنچا دیا ہے۔ جہاں پر حکم ہے کہ اپنی آواز بھی اونچی نہ رکھو۔ میوزک بھی مائیکل جیکسن کا لگایا ہوا ہوتا ہے بعض میوزک عیسائیوں والے ہیں جو اتوار کے دن عبادت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

موبائل میں قرآن اور اذان کی گھنٹی

مسلمانوں کو ان کے مقابلہ میں جوش آیا انہوں نے قرآن شریف اور اذان لگادی۔ حمام میں بیٹھا ہے قرآن پڑھا جارہا ہے قرآن کو گھنٹی بنادیا ہے جیسے کسی نے کہا تھا۔

کیا جانیے یہ کیا کھوئے گا
کیا جانیے وہ کیا پائے گا

مندر کا پجاری جاگتا ہے
مسجد کا نمازی سوتا ہے

ہم خواب غفلت کے اندر پڑے ہوئے ہیں ایک فکر ہے کہ پیسہ اور آرام مل جائے۔ دوسرا مرتا ہے تو مرنے دو۔

امت محمدیہ کے بہتر فرقے

اسی طرح جنگ جمل سے پہلے عبداللہ بن سبا اور یہودیوں نے سوچا کہ اب پورا جزیرۃ العرب فتح ہو چکا ہے مسلمانوں کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ اب فیصلہ کیا کہ اسلام کے اندر داخل ہونے کے بعد فتنے پیدا کرو۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پہلی امتیں بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئیں اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ سارے کے سارے فرقے جہنمی ہوں گے ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا وہ فرقہ کون سا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ. جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔

وہ بہتر فرقے جو بنے ہیں ان کے موجد یہودی ہیں۔ اسی طرح نصاری نے بھی سوچا کہ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا۔ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ کُمْ وَ نِسَآءَ نَا وَ نِسَآءَ کُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ.

ہم میدان میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں کو لا کر اللہ سے دعا کرتے ہیں یا اللہ جھوٹے پر لعنت کر۔

جب عیسائیوں نے رات کو عبدالمسیح کے ساتھ بیٹھ کر مشورہ کیا۔ تو اس نے کہا خبردار نبی کے ساتھ مباہلہ نہ کرنا وہ تو سچا نبی ہے۔ ہم مٹ جائیں گے لہٰذا ان سے صلح کر لو۔

منافقین کی حضرت ابوبکرؓ کے خلاف چال

عبداللہ بن سبا نے تحریک چلائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کے حقدار حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ ابوبکر کا چاہے کتنا مقام و مرتبہ ہو لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار نہیں ہیں۔ لیکن حضرت علی ابی ابن طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا کے بیٹے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باعصمت بیٹی سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ان کی بیوی ہیں۔ آپ دیکھو حضرت فاطمہ کا رشتہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے مانگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ نہیں دیا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کروں۔ لہٰذا ان سے زیادہ قریبی قریب کون ہوگا۔ دیکھیں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔

لیکن اللہ کے نبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو کندھوں پر اٹھایا ہے۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو جو پیار دیا ہے وہ کسی اور کو نہیں ملا۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تھے۔ آپ نے دیکھا حضرت حسنؓ و حسینؓ کے کُرتے لمبے تھے جس کی وجہ سے گر کر اٹھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر دونوں کو اٹھا کر ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں بٹھایا اور فرمایا اللہ سچ فرماتے ہیں:

اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ. کہ مال و اولاد بندے کے لئے بہت بڑی آزمائش ہیں۔ میں ان کی تکلیف برداشت نہیں کر سکا۔ اور منبر کو چھوڑ کر ان کو اٹھایا۔

جب اتنا تقرب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل کیسے بن گئے۔

نیز جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر اعلان کر دیا تھا۔ **من کنت مولاہ فعلی مولاہ.** اس اعلان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا کسی اور کو خلافت دینے کا کیا حق تھا۔

اس طرح عبداللہ بن سبا نے مسلمانوں کے اندر زہر بھرنا شروع کر دیا کہ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سارے صحابہؓ ثقیفہ بنو ساعدہ میں خلافت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش مبارک حجرہ کے اندر رکھی ہوئی تھی اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔

جواب

منافقین کی ان ساری باتوں میں کوئی ایک بھی ایسی دلیل نہیں ہے کہ

میرے بعد حضرت علی خلیفہ بلافصل ہوں گے بلکہ جب خود حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ہاتھوں پر خلافت کیلئے بیعت کی اوران کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے اوران کی حکومتوں میں مشیر خاص اور قاضی القضاۃ اور بڑے مفتی بنے رہے تو ان کے سب دلائل دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں جبکہ ان خلفاء ثلاثہ کی خلافتوں کے صحیح ہونے کے بہت معتبر دلائل شیعہ سنی کتب میں بھی موجود ہیں یہاں ان کی تفصیل کا موقع نہیں ہے۔

سترہویں فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا۔ یارسول اللہ جس طرح دنیا میں ہم ایک دوسرے کو یاد رکھتے ہیں کہ بھائی بہن کو یاد رکھتا ہے رشتہ دار ایک دوسرے کو یاد رکھتے ہیں کیا قیامت کے دن بھی ایک دوسرے کو یاد رکھیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اے عائشہ رشتہ دار ایک دوسرے کو یاد رکھیں گے مگر چند موقعوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ کون سا موقع ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب نامہ اعمال تقسیم ہو رہے ہوں گے۔ اور جب پل صراط پر گزرنے کا وقت ہوگا۔ ہر کسی کو اپنی پڑی ہوگی اَللّٰھُمَّ اَللّٰھُمَّ اَللّٰھُمَّ اَللّٰھُمَّ۔

فاطمہؓ جنت میں علیؓ کے ساتھ

اور عائشہؓ حضورؐ کے ساتھ ہوں گی

بعض مؤرخین اور جنہوں نے سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر لکھا ہے انہوں نے ایک بات ذکر کی ہے جس سے آپ کی ذہانت اور علمیت اجاگر ہوتی ہے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ بڑی محبت کے ماحول میں بات ہوئی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ٹھیک ہے آپ بحکم خداوندی وَ اَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُم ہماری ماں ہیں لیکن میری جو اللہ نے شان بنائی ہے اس کا مقابلہ نہیں ہے آپ چاہے جتنی بھی ترقی کر جائیں آپ بنت ابی بکر رہیں گی۔ میں تو بنت

النبی المصطفیٰ ہوں۔

جیسے ابوبکر رسول اللہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو آپ کا اور میرا کیا مقابلہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم اور ذہانت دیکھیں کہ انہوں نے فرمایا آپ کی اس بات سے کسی کو کوئی انکار نہیں ہے۔ لیکن تمہارا یہ فیصلہ عارضی اور یکطرفہ ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ کیسے۔ فرمایا ٹھیک ہے دنیا میں آپ کو بنت رسول اللہ کہا جائے گا اور مجھے بنت ابی بکر کہا جائے گا۔ یہ دنیا فانی ہے جب قیامت اور آخرت کا دن ہوگا اور اپنے اپنے مقامات میں داخل ہوں گے۔ تم علی کا ہاتھ پکڑو گی اور میں محمد رسول اللہ کا ہاتھ پکڑوں گی۔ کہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور کہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان۔ اور وہ زندگی بھی ہمیشہ باقی رہنے والی ہے تم خود اندازہ کرو کہ کس کو زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہوگا۔

حضورؐ کی وفات حضرت عائشہؓ کی گود میں ہوئی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہوئی اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر تھا۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ عظمت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملی ہے کہ اسی حجرہ مبارک میں رہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو بی بی صاحبہ نے اندر جانا بند کر دیا کہ یہ میرے خاوند اور یہ میرے باپ ہیں اور عمرؓ تو غیر ہیں ان کے سامنے تو میں پردے کے بغیر نہیں جا سکتی۔ یہ ادب واحترام تھا۔

باغ فدک کے مسئلہ میں حضرت فاطمہؓ کا رجوع

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فہم تھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

سے میراث کے بارے میں اجتہادی خطا ہوئی۔ یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث پاک سنادی تھی تو بات ختم ہوگئی تھی۔

امہات المؤمنین کا میراث سے رجوع

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری بیویاں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئیں کہ ہمارا بھی حق ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث طلب کریں۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو فرمایا اللہ کے لئے میراث طلب نہ کرنا۔ اللہ کے پیغمبروں کی میراث نہیں ہوتی ان کی میراث علم ہے۔ مال و دولت اور زمینیں نہیں ہوتی ہیں تو ساری بیویوں کو ایک غلط سوال سے بچالیا۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام تھا کہ اللہ نے ان کو فہم عطا فرمائی تھی۔

حضرت سلیمانؑ حضرت داودؑ کی نبوت اور علم کے وارث بنے

اسی طرح قرآن میں جب اللہ نے حضرت داود علیہ السلام کی میراث کا ذکر کیا ہے تو فرمایا: وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داود کے وارث بنے۔ جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سترہ بیٹے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کی نبوت اور علم کے وارث حضرت سلیمان علیہ السلام بنے۔ اس لئے فوراً اس کے بعد ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ. اللہ نے مجھے صرف انسانوں کی زبان کا علم نہیں بلکہ پرندوں کی زبانوں کا علم بھی عطا فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امت کے بڑے بڑے مسائل حل نہیں کئے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑے بڑے مسائل پوچھے اور حل کرائے۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف منافقین کی سازشیں

مسلمان جب مسلمان کا دشمن اور قاتل بن جائے تو کافر خوش ہوتا ہے بلکہ کہتا ہے تمہیں اسلحہ اور پیسہ ضرورت ہو تو ہم سے لے جاؤ۔

عبداللہ بن سبا نے حب اہل بیت کے نام سے صحابہؓ کے بارے میں بغض بھرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ جماعت اتنی طاقتور ہوگئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا اس جماعت کے اندر بڑے بڑے لوگ شامل ہو گئے محمد بن ابی بکر جیسے لوگ ان کے ساتھ تھے۔

اللہ کی شان کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج حج پر ہیں اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا۔ اس جماعت کو بہت سمجھایا گیا کہ یہ خلیفہ راشد ہیں ذوالنورین، باحیاء، جود وسخا کا مجسمہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑی مشکل سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا۔ آپ خلیفہ راشد ہیں آپ کے پاس اسلامی فوج ہے آپ ان دوسو سے لڑائی کا حکم تو کریں۔

حضرت عثمانؓ کے ان کے خلاف نہ لڑنے کا حکم

اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا یہ عالم تھا کہ آپ کی فوجیں افریقہ، جزائر روم میں لڑ رہی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے علی تم مجھ کیا کہتے ہو۔ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان تجھ پر ایک مصیبت آئے گی۔ لوگ چاہیں گے کہ تمہارا قمیص (خلافت) اتارا دیا جائے تم قمیص نہ اتارنا۔ اس قمیص سے مراد خلافت تھی۔ میں اس کو نہیں چھوڑوں گا لیکن میں ان سے لڑائی بھی نہیں کروں گا۔ میں پسند نہیں کرتا کہ مدینۃ الرسول میں مسلمانوں کا خون بہایا جائے۔

حضرات حسنینؓ نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا پہرہ دیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو بلا کر فرمایا کہ تم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا پہرہ دو۔ لیکن اللہ کی تقدیر میں یہی بات تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہو جائیں۔ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی شہادت کے بعد ان کی میت کو اٹھانے کی اجازت نہیں دے رہے تھے بڑی مشکلوں سے رات کو میت اٹھا کر جنازہ پڑھا کر تدفین کی گئی۔

حضرت علیؓ کی بیعت کے وقت مدینہ کی حالت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہو رہی ہے۔ لوگ بیعت کے ساتھ ساتھ مطالبہ کر رہے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کا قصاص لیں گے۔ ان حالات میں مدینہ پر ان سازشیوں کا کنٹرول تھا اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے فیصلہ کرنا مشکل تھا۔

مشکل حالات میں حضرت عائشہؓ کی حیثیت

اسی دوران حضرت طلحہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مدینہ سے یہ سوچ کر نکلے کہ آج امت کے اندر کوئی بندہ ایسا نہیں رہا۔ جو اس امت کو مشکل سے نکال سکے سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔

قتل عثمانؓ کے خلاف چھ ہزار لوگوں کی بیعت

انہوں نے جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حالات بتائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حج کر کے واپس آ رہی تھیں اور آپ کو یہ خبر ملی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اب فتنوں کا

دروازہ کھل گیا۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ مکہ آ کر بڑا غور کیا کہ کیا کریں۔ اسی دوران چھ ہزار لوگوں نے آ کر اس بات پر بیعت کی کہ ہم اللہ کی اطاعت اور دین کی نشر و اشاعت پر جانیں دینے کے لئے تیار ہیں۔

مالی مدد اور حضرت عائشہؓ کی روانگی

دو سردار عامر اور منبہ تھے انہوں نے کئی لاکھ درہم پیش کئے اور سواری کے اونٹوں کا انتظام کیا کہ اے اماں جان اس مسئلہ کے اندر جو مالی ضروریات ہیں وہ سب ہم پوری کریں گے۔ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فیصلہ کیا کہ مدینہ جائیں لیکن راستہ میں پیغام ملا کہ وہاں نہ جائیں کیونکہ مدینہ منورہ پر شر پسندوں اور باغیوں کا کنٹرول ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے ہاتھوں مجبور ہیں مدینہ جانے سے حرم رسول کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو جائے۔ اس لئے بہتر ہے کہ راستہ بدل کر بصرہ تشریف لے جائیں۔ وہاں سارے صحابہؓ آپ کے ساتھ جمع ہو جائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس مشورہ کو قبول کر کے بصرہ جانے لگیں۔

سبائیوں کا حضرت علیؓ کو بھڑکانا

ادھر سبائی ٹولے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ آپ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فوج بھرتی کر رہی ہیں۔ حالانکہ آپ خلیفہ برحق اور خلیفہ راشد ہیں۔

حضرت علیؓ کی فوج

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی غصے میں آ گئے کہ تم بھی فوج تیار کرو ہم مقابلے کے لئے نکلتے ہیں۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما خدمت میں حاضر ہوئے

کہ آپ بھی نہ جائیں اور ہم بھی بالکل نہیں جائیں گے۔ آپ اپنی والدہ سے لڑیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو لیکن اگر ابتداء کے اندر ہی میری خلافت غیر مستحکم ہوگئی تو میں کیسے کنٹرول کروں گا۔

حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کی باہمی گفتگو

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی فوج نکال لی اور راستہ میں ایک مقام پر دونوں فوجیں آمنے سامنے آگئیں۔ دونوں نے اپنے کیمپ لگا لئے۔ اس کے بعد قاصد آنے جانے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اس کا کوئی حل ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا علی میرا بیٹا ہے خلیفہ راشد ہے۔ میری صرف ایک درخواست ہے کہ اگر آج حضرت عثمان جیسے خلیفہ راشد کا بدلہ نہ لیا گیا تو کل کسی کی جان محفوظ نہیں رہے گی۔ کتنے ستم کی بات ہے کہ قاتلان عثمان درہم و دنانیر کے ساتھ کھیل رہے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والے ان کی لاش کو لے کر بیٹھے ہوئے ہیں ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

ہمیں خلافت اور عہدہ نہیں چاہئے صرف مظلوم عثمانؓ کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا کہ کیا مجھے ملنے کی اجازت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بالکل اجازت ہے آپ میرے بیٹے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور عرض کیا اے اماں جان یہ آپ نے کیا کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت عثمانؓ جیسے مظلوم کا بدلہ لینے کے لئے کوئی تو کھڑا ہوا اگر تم فیصلہ کر لیتے اور قاتلوں کو پکڑ لیتے تو کسی دوسرے کو بات کرنے کا موقع بھی نہ ملتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ کو ہر طرح کا یقین دلاتا ہوں اللہ کی قسم جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں قاتلان عثمانؓ کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ لیکن پہلے میری حکومت تو مستحکم ہونے

دیں۔ اگر آپ نے بھی میرے ساتھ لڑائی شروع کر دی تو میری قوت اور کمزور ہو جائے گی۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں۔ دونوں کیمپوں کے اندر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

منافقین کی سازش اور جنگ

منافقین نے کہا کہ اب ہماری خیر نہیں ہے ان کے پاس طاقت و قوت آجائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہماری ضرورت نہیں رہے گی۔ انہوں نے رات کو پروگرام بنا کر پچاس پچاس آدمیوں کا وفد بنایا۔ ان کو ایسے لباس اور چہروں کے اوپر نقاب لگائے گئے کہ فوراً کوئی پہچان بھی نہ سکے۔ آدھی رات کے بعد سارا قافلہ جب خواب خرگوش میں ہو تو ایک گروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج پر حملہ کرے اور دوسرا گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج پر حملہ کر دے۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو بھی جاگتا گیا وہ تلوار اٹھاتا گیا۔ ہزاروں اصحاب رسول شہید ہو گئے اس کو جنگ جمل کہتے ہیں۔

جنگ میں حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت عائشہؓ کا احترام

جمل اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں خدا کی شان ہے جب اس کا ہودج کاٹا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گریں تو سب سے پہلے کپڑے ڈالنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو عزت و اکرام کے ساتھ پہنچانے والے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی وفات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ ہجری میں

ہوئی۔ آپ کی عمر ٦٦ سال تھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ قبر تیار کرنے والوں میں قاسم بن محمد بن ابی بکر۔ عبداللہ بن زبیر، فضل بن عباس وغیرہ تھے سارے بھانجوں، بھتیجوں نے قبر تیار کی۔

جنت البقیع میں تدفین کی وصیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود یہ وصیت فرمائی تھی کہ جو روضۂ محمد مصطفیٰ میں جگہ بچی ہوئی ہے اس کو بچا رہنے دو مجھے باقی ازواج کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کرنا رات کو وفات ہو جائے تو رات کو دفن کر دینا۔ میں یہ نہیں چاہتی کہ میرے بدن کے اوپر جو کپڑا ہے اس پر بھی کسی کی نظر پڑے۔

جنگ جمل میں کوئی فریق لڑنا نہیں چاہتا تھا

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں جنتی ہیں ان کے بارے میں کوئی زبان درازی نہ کرے۔ کُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى. یہ تو اجتہادی خطا تھی وگرنہ وہ ایک دوسرے سے لڑنا نہیں چاہتے تھے۔

جنگ جمل میں جانے کیلئے حضرت عائشہؓ کا افسوس

آپ کی وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں۔ اے عائشہ! آپ کو کیا فکر ہے آپ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وفات سے پہلے فرمایا کرتیں کہ اس مقابلہ میں جانے سے پہلے میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔ یہ آپ کا تقویٰ و پرہیز گاری تھی۔

اٹھارہویں فصل

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

حضرت سودہؓ کی شان

یہ بھی قریش کی شاخ عامر بن لوئی سے ہیں۔ یہ بہت بڑی شاخ ہے لیکن اصل قریش ہے۔ باعزت و باعظمت گھرانے کی خاتون ہیں۔ بلاشبہ ہر لحاظ سے پاکدامن تھیں۔ جیسا قرآن میں ہے: وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ. اللہ نے اپنے نبی کے لئے جو انتخاب کیا اس میں کیسے کوئی خلل ہوسکتا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ اختارنی ثم اختار اصحابی و جعلهم انصاری و اصهاری. اللہ نے مجھے چن لیا پھر میرے صحابہؓ کو بھی میرے لئے چن لیا۔ بعض کو میرا مددگار اور بعض کو رشتہ دار بنا دیا۔

دوسری حدیث مبارک میں ہے:

اللہ نے کنانہ میں سے ولد اسماعیل کو چن لیا۔ ولد اسماعیل میں سے قریش کو چن لیا۔ پھر قریش میں سے بنو ہاشم کو چن لیا۔ بنو ہاشم میں سے اللہ نے مجھے چن لیا۔

جب چناؤ کا یہ عالم ہو اور چننے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہو جس کے آگے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے (انسان چنے تو غلطی ہوسکتی ہے) اور چناؤ خاتم الانبیاءؐ کے لئے ہو تو اسی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی شان معلوم ہوئی۔ اللہ نے

ان کو ہر لحاظ سے، صفت، سیرت، عفت کے لحاظ سے اپنے پیغمبر کے لئے چن لیا۔

ازواج النبی حضورؐ کی گھریلو زندگی کی معلمات تھیں

اور یہ بھی اللہ کی حکمت تھی کہ اللہ نے ازواج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کا کام لینا تھا۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے انسانوں کے لئے نبی ہیں۔ ان کے دین کو اللہ نے قیامت تک کے لوگوں تک پھیلانا تھا۔ آج کے دور کے اعتبار سے یہ اتصالات اور الیکٹرانک میڈیا نہیں تھا۔

نیز ہر انسان کی زندگی کے داخلی اور خارجی پہلو ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے صرف ظاہری زندگی میں نمونہ نہیں ہیں بلکہ داخلی زندگی کے لئے بھی نمونہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر والیوں کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لیٹنا، سونا، جاگنا، وضو کرنا، تہجد پڑھنا یہ سارے معاملات ازواج مطہرات کے علم میں ہیں یہ بھی تو پوری دنیا میں جانے ہیں۔

مسلمان کیلئے مشکلات

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ سعادت حاصل ہے کہ یہ بھی ابتداء اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ ان کے پہلے شوہر صخرہ بن عمرو بھی مسلمان تھے۔ اسلام لانے کے بعد امتحان شروع ہوگیا۔ آج بھی جو زیادہ مسلمان ہے اس پر اتنا زیادہ امتحان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَ سَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ.

کہ جب اسلام آیا تو نیا نیا تھا، اوپرا تھا کوئی مانتا نہیں تھا۔ ایک وقت آئے گا کہ میرا دین لوگوں کو اجنبی لگے گا۔ آج بالکل ایسی ہی بات ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے دین اور سنت پر عمل کرنا اتنا مشکل ہو جائے گا جیسے انگارہ ہاتھ میں رکھنا مشکل ہوتا ہے۔

آج بھی دیکھیں جو آدمی دین پر ہے اس کو کوئی آدمی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کوئی دکان میں کھڑا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ مسلمان ملکوں کے اندر ہے کافروں کی بات نہیں جبکہ سکھوں کی ڈاڑھیاں تو ہم سے بھی بڑی ہیں۔

تو جب ابتداء اسلام میں مسلمانوں کا امتحان ہوا اور وہ آزمائش و مصائب کے اندر مبتلا ہوئے تو انہوں نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ہجرت کرنے والوں میں بی بی سودہؓ اور آپ کے شوہر بھی تھے۔ کئی سال آپ نے حبشہ میں گزارے۔ اس کے بعد آپ حبشہ سے مکہ واپس آئے۔

حضرت سودہؓ کے شوہر کا انتقال

اس بارے میں مؤرخین کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حضرت سودہؓ کے شوہر حبشہ میں فوت ہو گئے تھے اور بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ واپس آ کر فوت ہوئے تھے۔

حضرت سودہؓ سے حضورؐ کی شادی کی ضرورت

بہر حال جب ان کے شوہر فوت ہوئے تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں اور یہ وہی دور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا فوت ہو چکی تھیں۔ اب بیٹیوں کی تربیت اور ان کو سنبھالنا بڑا مشکل تھا آپ کے سب سے بڑے معاون جناب ابو طالب بھی فوت ہو گئے۔ تو جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت خولہ بنت حکیم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی کا

مشہورہ دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔

حضرت سودہؓ کی منگنی

حضرت خولہؓ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں۔ ان کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ رکھا اور فرمایا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بہتر کوئی رشتہ ہوسکتا ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے کوئی انکار نہیں ہے لیکن آپ میرے والد سے بات کریں۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ان کے والد زندہ اور بہت بوڑھے تھے وہ پرانے زمانے کے لوگ تھے۔ جب ان کو ملنے گئیں تو ان کو سلام نہیں کیا کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ پرانے عرب کے رواج کے مطابق کہا اَنْعِمْ صَبَاحًا تو انہوں نے مجھے جواب دیا اور میں نے اپنا نام بتایا اور ان کو بتایا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کی بیٹی سے شادی کی خواہش ہے اور آپ کی بیٹی بیوہ ہے۔

اس نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عظمت اور شان والا کون ہو سکتا ہے کیا تم نے سودہ سے پوچھا ہے میں نے کہا ہاں اس سے پوچھا ہے انہوں نے کہا میری صرف ایک شرط ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آ کر میری بیٹی کا رشتہ مانگیں میری اور کوئی شرط نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے بات کی۔ انہوں نے کہا آپ سے زیادہ اچھا کس کا رشتہ ملے گا۔ لیکن ہم خاندانی لوگ ہیں ہماری تمنا تھی کہ ہمارے پاس مانگنے کے لئے آئیں۔

حضرت سودہؓ کے کافر بھائی کا ماتم

حضرت سودہؓ کا ایک بھائی عبداللہ بن زمعہ تھا۔ اس کو جب پتہ چلا تو اس نے بڑا ماتم کیا اور سر پر مٹی ڈالتا رہا کہ ہم مر گئے کہ ہماری بہن کا رشتہ اللہ کے نبی کے ساتھ ہو جائے، یہ بھائی کافر تھا۔

غم میں ماتم کا حکم

خدا کی شان سر پر مٹی ڈالنا پرانا طریقہ ہے اور اسی طرح چہرے پر تھپڑ مارنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو لوگ غم کے وقت سیاہ کپڑے پہنیں اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالیں اور چہروں پر تھپڑ ماریں تو ان کا میری امت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت سودہؓ کے بھائی کا مسلمان ہونا

بعد میں یہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اور ساری زندگی افسوس کرتے تھے کہ کاش میں رحمت دو عالم کے نکاح پر غم نہ کرتا۔ مجھے اس پر شرم آتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام نے سارے گناہوں کو معاف فرما دیا اس کو دہرانے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ کا نکاح پہلے ہوا یا حضرت سودہؓ کا

مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے ہوا یا بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے ہوا تھا۔ اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے ہوا۔ بعض مفسرینؒ فرماتے ہیں بی بی

سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے ہوا تھا۔

علماء نے دونوں روایات کو تطبیق دی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے ہوا اور رخصتی بعد میں ہوئی تھی۔ اور بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بعد میں ہوا لیکن رخصتی پہلے ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے سے پہلے رخصتی ہوگئی تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی مدینہ میں ہوئی ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ تو مدینہ پہنچنے کے بعد حضرت زیدؓ اور حضرت رافعؓ کو اونٹ دے کر مکہ بھیجا۔ فرمایا وادی قَدِید سے ایک اونٹ خرید لینا اور ان کو پانچ سو درہم بھی دیے کیونکہ حضرت سودہؓ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں بی بی فاطمہ اور بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہن نے آنا تھا۔

قافلہ صدیقی کی ہجرت

اور حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کا قافلہ جس میں حضرت عائشہؓ اور ان کی والدہ اور بہن تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت فرمانے کے بعد روانہ ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت سودہ کے بارے میں فرمایا کرتی تھیں۔ اگر میری تمنا ہوتی کہ میری روح کسی اور قالب میں ہوتی تو میری تمنا ہوتی کہ میری روح حضرت سودہؓ کے قالب میں ہو۔ ہاں حضرت سودہ کی طبیعت میں غصہ جلدی آتا تھا اور وہ ہنس مکھ تھیں۔

حضورؐ کی طویل تہجد میں حضرت سودہؓ کی حالت

ایک دن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ رات تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے میں بھی آپ کے ساتھ تہجد

پڑھنے کے لئے کھڑی ہوگئی۔ لیکن آپ نے اتنی لمبی قراءت اور لمبی رکعت پڑھی کہ مجھے تو ڈر لگنے لگ گیا کہ میری نکسیر پھوٹ پڑے گی یا میرا خون بہہ پڑے گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تو پتہ نہیں میں تو اپنے اللہ کے ساتھ مشغول تھا۔

ہماری دو ٹکریں بھی مفید ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد ہماری طرح نہیں تھی کہ بس دو ٹکریں مار لیں۔ علماء وصوفیاء نے فرمایا ہے کہ یہ دو ٹکریں بھی بہتر ہیں چلو کچھ تو حاصل ہوتا ہے چلو تہجد والوں میں نام تو ہوگا۔ ان شاء اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کا تو یہ عالم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر آ کر لیٹ گئے اور آدھی رات کے وقت آنکھ کھلی۔ وضو فرمانے کے بعد تہجد شروع کر دی۔ تہجد پڑھنے کے بعد پھر لیٹ گئے۔ پھر اٹھ کر وضو فرمایا اور تہجد پڑھنے لگے۔

خاوند کی زندگی میں حضورؐ سے نکاح کا خواب دیکھنا

بی بی سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نکاح سے پہلے جب میرا شوہر بھی زندہ تھا میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے آ گئے اور میری گردن کو ہاتھ لگایا اور چلے گئے جب میں نے اپنے شوہر کو خواب بیان کیا تو اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ میں مر جاؤں گا اور میرے بعد تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بنو گی۔ میں بعد میں یہ بات بھول گئی۔

دوسرا خواب دیکھنا

دوبارہ خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند ٹوٹا ہے اور میرے گھر آ گیا ہے۔

جب یہ خواب اپنے خاوند کو بیان کیا۔ تو اس نے کہا یہ غیبی اشارات ہیں کہ تم نے اللہ کے رسول کی بیوی بننا ہے۔ میں نے کہا اللہ کے بندے میں تمہاری بیوی ہوں۔ مجھے پہلے موت ہو جائے۔ اس نے کہا یہ اس قسم کے خواب اشارات ہوتے ہیں۔ چاند سے مراد حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ خواب بھی میں بھول گئی تھی۔

حضرت صفیہؓ اور حضرت عائشہؓ کے خواب

اسی طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بھی خواب دیکھا تھا کہ چاند ان کی گود میں آیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند اترتا ہے اور میرے حجرے میں غائب ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک اور چاند اترتا ہے اور میرے حجرے میں غائب ہو جاتا ہے اس کے بعد ایک اور چاند اترتا ہے اور میرے حجرے میں غائب ہو جاتا ہے۔ میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خواب بیان کیا تو آپ خاموش ہو گئے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور آپ میرے حجرے میں دفن ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے جو خواب میں چاند دیکھے تھے پہلا چاند تمہارے حجر میں آ گیا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس حجر میں مدفون ہوئے اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حجرہ مبارکہ کے اندر مدفون ہوئے علماء نے لکھا ہے کہ عام طور پر یہی تعبیر لی گئی۔

آیت حجاب کے نزول کا سبب حضرت سودہؓ تھیں

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا دراز قامت اور بھرے ہوئے بدن کی تھیں اس لئے دور سے پہچانی جاتی تھیں۔

انہی کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں قضاء حاجت کے لئے دو دو یا تین تین کی ٹولیاں بنا کر دور جاتی تھیں۔ ایک دفعہ جا رہی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دور سے پکارا یَا سَوْدَۃُ قَدْ عَرَفْتُکِ سودہ میں نے تم کو پہچان لیا ہے تم حضور کی بیوی ہو اور بغیر چادر لئے چلتی ہو۔ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ اللہ پاک پردے کا حکم نازل فرمائیں۔ ان کی غیرت گوارا نہیں کرتی تھی کہ کوئی بھی عورت بغیر پردہ کے بازار میں جائے یا گلی میں۔

بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوبارہ یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ دوسری عورتوں کے ساتھ جا رہی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زور سے کہا یَا سَوْدَۃُ قَدْ عَرَفْتُکِ. حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو غصہ آیا اور انہوں نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی یا رسول اللہ عمر ہمارے معاملے میں کیوں دخل دیتا ہے۔

خدا کی شان ہے کہ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں بلایا تھا کہ اللہ کی طرف سے حکم نازل ہو گیا کہ بغیر پردے اور چادر کے کوئی عورت باہر نہ نکلے۔ سب سے پہلے گھروں کو لازم پکڑیں اور اگر نکلنا ہو تو تبرج اور اظہار نہ ہو۔ ایسا لباس نہ ہو جو لوگوں کے لئے التفات کا باعث بنے۔

قیامت کی علامت ہے حرم کے اندر جا کر دیکھیں تو طواف معلوم نہیں ہوتا یوں معلوم ہوتا ہے جیسے حسن کی پریڈ ہو رہی ہو۔ یہ پکنک پر آئی ہوئی ہیں باریک لباس اور لون کے کپڑے ہیں کہ ان سے پورا بدن نظر آتا ہے۔

لیکن اس دور میں پردے کا حکم نہیں تھا تو پردے کا حکم نازل ہوا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میری کیا جرأت تھی کہ ازواج ۔ے

بات کروں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ اللہ کا جلال جوش میں آئے گا اور پردے کا حکم نازل ہوگا۔

حج کا ایک حکم حضرت سودہؓ کی خاطر سے اترا

اس آیت حجاب کا سبب بی بی سودہ رضی اللہ عنہا بن گئیں۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ جب حج کے لئے مزدلفہ تشریف لائیں تو جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھاری عورت ہوں چلنا بہت مشکل ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو مزدلفہ قیام کی بجائے ہم رات کو ہی منیٰ چلے جائیں کہ رش بھی نہیں ہوگا۔

تو ضعیفوں اور عورتوں کو جو یہ اجازت ملی ہے اس حکم خداوندی کا سبب بی بی سودہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اس لئے حدیث مبارک میں آتا ہے اللہ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں اور وہ لوگ جو مکہ والوں کی بکریاں چراتے تھے ان کو اجازت دی کہ دو نمازیں مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھو اور دعا کرنے کے بعد چلے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول کرے گا اور ان شاء اللہ کوئی کمی نہیں ہوگی۔

حجۃ الوداع کے بعد حضرت سودہؓ نے حج کیوں نہ کیا

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میری بیویوں کو گھروں میں رہنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ اور ازواج نے حضرت سودہؓ سے جتنا کہا کہ حج کے لئے تشریف لے جائیں۔ تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم گھر کے اندر رہو اب اس دن نکلوں گی جس دن میرا جنازہ نکلے گا۔

حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دیدی

روایات کے اندر آتا ہے کہ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا بہت بوڑھی ہو گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا۔ اور بعض روایات کے اندر آتا ہے کہ ان کا اٹھنا بیٹھا اور حقوق زوجیت کا معاملہ مشکل ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے ایسا فیصلہ کیا کہ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش ہو گئے اور حبیبہ حبیب خدا بھی راضی ہو گئیں۔ کہا یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں مجھے کوئی رغبت نہیں رہی ہے لیکن میں ایک خواہش رکھتی ہوں کہ جنت میں آپ کی بیوی رہنا چاہتی ہوں۔ آپ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں نے اپنا دن بی بی عائشہؓ کے لئے وقف کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ طلاق کا ارادہ نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر بوجھ تھا کہ بی بی حقوق زوجیت کے قابل نہیں رہی ہیں۔

حضرت سودہؓ کی عظمتیں

یہ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کی حکمت تھی کہ طلاق سے بھی بچ گئیں۔ اور قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن کر اٹھیں گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونچے مقام و مرتبہ پر ہوں گی۔ نیز سوکن ہو کر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنا دن دے دیا۔

حضرت سودہؓ سے پانچ احادیث مروی ہیں

بی بی سودہ رضی اللہ عنہا قلیل الروایہ ہیں۔ صرف پانچ روایات ہیں جیسے

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں لیکن ان کی روایات بھی بہت کم ہیں۔

حضرت عمرؓ اور روایت حدیث میں احتیاط

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آدمی نے آکر سلام کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ نہ چلا اور آپ جواب نہ دے سکے۔ انہوں نے دوبارہ سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا۔ اس نے تیسری دفعہ سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا تو وہ بے چارہ چلا گیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کام سے فارغ ہوئے اور سر اٹھایا تو پوچھا کون تھا جو ابھی بول رہا تھا۔ لوگوں نے کہا فلاں تھا وہ تو چلے گئے۔ آپ نے کہا اس کو بلاؤ جب وہ آ گئے تو فرمایا تم کیوں چلے گئے تھے تم دیکھ رہے تھے کہ میں مصروف و مشغول بیٹھا ہوا تھا۔

اس نے کہا امیر المؤمنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی ہے کہ تین دفعہ اجازت مانگو اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ہے وگرنہ واپس چلے جاؤ۔ میں نے تو سنت پر عمل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس حدیث پر گواہ لاؤ کہ واقعی یہی حدیث ہے اگر تم ثابت نہ کر سکے تو میں تجھے کوڑا مار کر ٹھیک کروں گا۔ وہ صحابی گھبرا گئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں وہ اپنی بات سے ٹلنے والے نہیں ہیں وہ ادھر ادھر بھاگے ایک صحابی نے کہا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ میں نے بھی سنی ہے اور فلاں نے بھی سنی ہے انہوں نے فرمایا آپ مہربانی فرما کر تشریف لے چلیں۔ یہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھے ان کی سب سے چھوٹی عمر تھی۔ انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین میں اس حدیث کا گواہ ہوں۔ یہ ساری حدیث کو نقل کرنے میں احتیاط تھی۔

روایت باللفظ اور بالمعنی

بعض صحابہؓ کی کوشش ہوتی تھی کہ روایت باللفظ نقل کریں۔ یہ کوئی آسان بات نہیں ہے۔ بعض صحابہ روایات بالمعنی لیتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منشأ یہ تھا۔ جیسے ہم قرآن پڑھتے ہیں یہ اللہ نے فرمایا ہے اس کے اندر پہلے دور کے واقعات ہیں اس دور میں کوئی عربی نہیں بولتا تھا کوئی سریانی اور کوئی عبرانی بولتا تھا تو قرآن پاک میں ان کی ترجمانی ہے بعینہٖ وہی الفاظ نہیں ہیں۔

حضورؐ کی ازواج میں سے کس کے ہاتھ لمبے تھے

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ان بیویوں میں سے ہیں کہ جب ان سے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے بعد سب سے پہلے کون سی بیوی فوت ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سب سے پہلے ملنے والی وہ بیوی ہوگی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ ازواج کہتی ہیں ہمیں یہ بات سمجھ نہ آئی تو ہم نے ہاتھوں کی پیمائش کرنا شروع کردی تو بی بی سودہؓ کا ہاتھ لمبا تھا۔ لیکن اللہ کی شان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ اب جا کر ہمیں مسئلہ سمجھ آیا کہ لمبے ہاتھ سے مراد سخی ہونا ہے۔

ازواج رسولؐ کے درمیان ہر دل عزیز خاتون

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ ایک ایسی تھیلی تھی جس کے اندر کھجوریں رکھی جاتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہیں کہا یا رسول اللہ اس کے اندر درہم و دنانیر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درہم و دنانیر کو

ایسے رکھتے ہیں جیسے کھجور کو رکھتے ہیں؟ اسی دن ان سارے پیسوں کو خرچ کر دیا اسی طرح بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے ان کا دوسری ازواج کے دل میں اتنا احترام تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے جسم میں میری روح ہوتی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ پہلے خاوند سے ایک بیٹے عبدالرحمٰن تھے۔ ایک دفعہ ان سے حج کا کہا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اب تم نے حج کر لیا ہے۔ اس لئے اب میں گھر میں بیٹھوں گی اور گھر سے باہر نہیں نکلوں گی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اللہ نے جود وسخا اور ہنس مکھ طبیعت سے عزت دی۔ ان کی وفات مدینہ منورہ کے اندر ہوئی۔ وفات کے بارے میں اختلاف ہے بعض مؤرخین فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر میں وفات پائی۔ اور بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی ہے۔ لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی۔ راجح قول پہلا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر میں آپ کی وفات ہوئی جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں کی تدفین اسی قبرستان میں ہے۔

حضرت خدیجہؓ کی قبر مکہ میں ہے

سوائے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے، ان کی قبر مکہ میں جنت المعلیٰ کے اوپر والے حصہ میں ہے۔ پھر علماء سعودیہ کی قبریں ہیں اور اسی قبرستان میں میرے

والد (حضرت مولانا خیر محمد مکی حجازیؒ) کی قبر اپنے اساتذہ اور مشائخ کے ساتھ ہے۔

حضرت میمونہؓ کی قبر کہاں ہے

بی بی میمونہ کی تدفین مدینہ کے اندر نہیں ہے۔ بلکہ وادی سرف میں مدفون ہیں۔ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اسی وادی کے اندر پیدا ہوئیں اسی وادی کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح ہوا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپس ہوئے تو ان کی رخصتی ہوئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساری زندگی رہیں۔ پھر اسی وادی کے اندر آ کر بیمار ہوئیں اور فوت ہو کر وہیں قبر بنی۔ اللہ کی شان اور اللہ کا نظام ہے۔



انیسویں فصل

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے قریش کے خاندان سے تعلق رکھنے والی یہی بیوی ہیں یہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں جن کے اسلام لانے پر صرف اہل ارض نہیں بلکہ اہل سماء نے بھی خوشیاں منائی ہیں۔

حضرت عمرؓ کے فضائل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ انسان ہیں جن کے بارے میں رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر میرے بعد نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو عمر میرے بعد نبی ہوتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر زمانہ میں محدَّث ہوتے ہیں میرے زمانہ میں محدَّث عمر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کا یہ عالم ہے کہ علماء فرماتے ہیں جس محفل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہو اللہ تعالیٰ اس محفل میں اپنی رحمتوں سے خوشبو پیدا فرما دیتے ہیں یہ عام خوشبو نہیں ہوتی جو ہمیں محسوس ہو۔ ہر چیز کی اللہ نے خوشبو الگ رکھی ہے۔

حضرت حفصہؓ کے خاندان کی شان

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور حضرت

زید بن خطاب کی بھتیجی ہیں۔ زید بن خطاب ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے ایمان لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میرا بھائی زید مجھ سے ہر حال میں بازی لے گیا ہے۔ اسلام بھی پہلے لایا اور شہادت بھی پہلے ہے۔

حضرت حفصہؓ کی والدہ حضرت زینب بنت مظعون ہیں جو حضرت عثمانؓ بن مظعون کی بہن ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ کی پھوپھی فاطمہ بنت الخطاب ابتدائی ایمان والوں میں ہیں جو پہلے پہلے اسلام لائے۔ ان کے شوہر سعید بن زید عشرہ مبشرہ صحابی ہیں۔ ویسے سارے صحابہؓ جنتی ہیں۔ اللہ نے قرآن میں فرمادیا: رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ. کُلًّا وَعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی. اللہ نے سب سے جنت کا وعدہ کر لیا۔ جن کو خیر القرون کا لقب مل گیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے درجات

جس طرح انبیاءؑ میں درجات ہیں اسی طرح صحابہؓ میں بھی درجات ہیں۔

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ.

ہم نے رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض سے اللہ نے کلام کیا ہے۔ اور بعض وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بینات و معجزات سے نوازا ہے۔

اسی طرح اللہ کے نبی کے بعد امت مسلمہ میں سب سے افضل خلفاء راشدین ہیں۔ یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اگر کوئی آدمی فضیلت شیخین کا قائل نہ ہو وہ اہل سنت سے خارج ہے جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت جزوی ہے باعتبار قرابت کے وگرنہ کلی فضیلت حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

خلفاء راشدین کے بعد عشرہ مبشرہ صحابہؓ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں نام لے کر جنت کی بشارت دی ہے۔ اللہ کے نبی کوئی بات نہیں کہتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ نہ فرمائیں کیونکہ مآل اور انجام کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

پھر اصحاب بدر ہیں

پھر اصحاب احد ہیں

پھر اصحاب بیعت رضوان ہیں۔

حضرت حفصہؓ کی پیدائش کا زمانہ

حضرت حفصہؓ کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کا اتباع سنت میں ایک مقام ہے۔ اس عظمت اور شان والی بیوی کی پیدائش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سال قبل ہے۔ یہ وہی سال ہے جب قریش بناء کعبہ یعنی اللہ کے گھر کو بنانے میں مصروف تھے۔ وہی دور ہے کہ جس بناء کعبہ میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے۔ آپ بھی کعبہ شریف کی عمارت کے لئے پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔

بنائے کعبہ میں حضورؐ کی شرکت کا واقعہ

اسی دوران کا مشہور واقعہ ہے جناب ابوطالب نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کندھے پر پتھر اٹھا رہے ہیں۔ کہا اے میرے بیٹے تجھے تکلیف ہوگی تم نے کندھے پر کوئی کپڑا بھی نہیں رکھا ہوا ہے۔ آپ چادر کھول کر کندھے پر رکھ

لیں۔ اس دور کے اندر یہ بات عیب نہیں سمجھی جاتی تھی۔ مرد ایک دوسرے کے ساتھ نہا لیتے تھے۔ ایک دوسرے کے سامنے کپڑا بدل لیتے تھے۔ بلکہ یہ اچھی بات سمجھی جاتی تھی کہ اس کے اندر کوئی عیب نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ لوگوں سے چھپتا پھرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مجھے اسی حالت کے اندر رہنے دو۔ حضرت ابو طالب آپ کے سرپرست ہیں ان کو تکلیف ہوئی کہ آپ کا کندھا زخمی نہ ہو جائے۔ جلدی سے آپ کی چادر اتارنی چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہونے لگی تو انہوں نے جلدی سے آپ پر کپڑا ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ مجھے اسی حال پر رہنے دیں۔ اسی سال بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

حجر اسود کے جھگڑے کا فیصلہ حضورؐ نے فرمایا

اسی سال بہت بڑا جھگڑا ہوا کہ عرب کے قبائل حجر اسود کے ساتھ مانوس تھے۔ اس کو رکھنے کے لئے سب قبائل نے خون کے پیالہ کے اندر ہاتھ ڈال کر وعدے کئے کہ ہم مر جائیں گے لیکن حجر اسود کو کعبہ میں ہم لگائیں گے۔ حجر اسود کے معاملہ میں صلح کا شرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آیا۔ اور سب نے مل کر حجر اسود کو اٹھا کر کعبہ میں رکھا۔

جتنا جلدی ہو شادی کر دو

جب حضرت حفصہ بالغ ہوئیں اور اسلام کا بھی یہی حکم ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے اولاد کا رشتہ کر دو۔ اسی کے اندر بہتری، خیر، عفت و پاکیزگی ہے۔ یہ جو ہم سوچتے ہیں کہ اس نے ابھی تعلیم مکمل نہیں کی۔ باؤں پر کھڑا نہیں ہوا۔ اس کا

مستقبل روشن نہیں ہوا۔ لڑکے بوڑھے ہو جاتے ہیں اور لڑکیوں کے گھر کے اندر بیٹھے بیٹھے بال سفید ہو جاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

شادی سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے

اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ. اگر تم فقراء ہو تو اللہ تمہارے رزق کے اندر وسعت دے گا۔ یہ روشن مستقبل والا تصور کفار نے ہمارے دماغوں کے اندر ڈالا ہوا ہے کہ ہمارا ایمان و یقین خدا کے سوا مادیات پر ہو جائے۔ جبکہ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ. اللہ جس کو چاہتے ہیں بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں۔ آپ خود دیکھیں ایک ڈاکٹر سارا دن بیٹھا رہتا ہے لیکن اس کے پاس چار مریض بھی نہیں آتے ہیں۔ اور دوسرا ڈاکٹر اس سے ڈگری میں بھی کم ہے لیکن وہاں لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ اگر ڈگری پر رزق ہوتا تو ڈاکٹر تو دونوں ہیں۔

اسی طرح بعض علماء، مدرسین، خطباء ہیں ان کے پیچھے حاکم دوڑتا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ان کی بات سننے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ حالانکہ دونوں عالم ہیں اس لئے اسلام زور دیتا ہے تاکہ لڑکے اور لڑکی میں بالغ ہونے پر گناہ کا خیال بھی نہ آئے اور اس کو حلال دے دو۔

حضرت حفصہؓ کا پہلا نکاح

بی بی حفصہ کا پہلا نکاح خنیس ابن حذافہ سے ہوا۔ وہ بھی سابقین اسلام میں ہیں۔ اس دور کے اندر صحابہؓ کا دین پر رہنا مشکل تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور مشورے سے صحابہؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت خنیس نے بھی حضرت حفصہؓ کو لے کر حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پھر حبشہ سے واپس مکہ آئے پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

خاوند کی جنگ بدر میں شہادت

سب سے پہلے غزوہ بدر ہوا۔ اس کے اندر حضرت خنیس ؓ بھی شریک تھے اس کے اندر آپ کو بہت کاری زخم لگے۔ آپ کے ساتھیوں نے بڑی جاں نثاری کے ساتھ آپ کو زخمی حالت میں مدینہ منورہ پہنچایا۔ یہ سب کچھ کہہ دینا آسان ہے اس دور میں گاڑی اور ایمبولینس نہیں ہے۔ اونٹوں کا سفر ہے مدینہ منورہ کے اندر وفات ہوئی۔ اور یہ خوش نصیب صحابیؓ ہیں جن کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا اور جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔

حضرت حفصہ ؓ کا علم میں کمال

حضرت خنیس ؓ کے شہید ہو جانے کے بعد حضرت حفصہ ؓ جوانی میں بیوہ ہو گئیں اتنے بڑے خاندان کی، عالمہ، اور ذکیہ اور اتنی ذہین کہ یہ ان چند عورتوں میں شمار ہوتی تھیں جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ اس دور میں مردوں کے اندر بھی پڑھے لکھے کم تھے۔

حضرت حفصہ ؓ کیلئے حضرت عثمان ؓ کو پیش کش

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑا صدمہ پہنچا۔ ان کو گھر کے اندر بٹھانا نہ شرعاً درست ہے اور نہ عقلاً درست ہے۔ آپ کے سامنے ایک رشتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آیا کیونکہ آپ کی زوجہ بی بی رقیہ ؓ فوت ہو گئی تھیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا میں حضرت عثمان ؓ سے بات کرتا ہوں۔ جب ان سے بات کی کہ میری بیٹی بیوہ ہو گئی ہے اور آپ کی زوجہ محترمہ بھی وفات پا گئی ہیں۔ آپ کو بھی شادی کی ضرورت ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری بیٹی سے رشتہ

کرلیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے سوچنے کا موقع دیں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب دیا کہ فی الحال میرا ارادہ نہیں ہے۔

اچھے آدمی کو اپنی بیٹی کے رشتہ کی پیش کش درست ہے

اس لئے امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے کہ اگر کسی کی بیٹی یا بہن ہے تو وہ کسی اچھے آدمی کو رشتہ کا خود جا کر کہے تو یہ جائز ہے ہمارے ہاں رواج ہے کہ اس کو عیب سمجھا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کیلئے حضرت حفصہؓ کا رشتہ پیش کرنا

بعض روایات کے اندر آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر بھی رشتہ پیش کیا تھا۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا دیکھیں ان کو کتنی فکر تھی کہ ہمارے گھروں میں جوان بیٹیاں بغیر شوہر کے نہ رہیں۔ اس لئے اس معاشرے کے اندر گناہ نہیں تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی خاموش ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے کہ دیکھیں یا رسول اللہ اور میں نے حضرت ابوبکر کو اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کیا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرت حفصہؓ اور حضرت عثمانؓ کو افضل رشتے مل گئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا عمر غصہ میں نہ آؤ۔ تمہاری بیٹی سے وہ بندہ رشتہ کرے گا جو عثمان سے افضل ہے اور عثمان اس عورت سے شادی کرے گا جو تمہاری بیٹی سے افضل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نہ سمجھ سکا اس سے کیا مراد ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت

عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ کیلئے اپنے لئے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں سمجھا کہ حضور کا کیا مقصد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو درہم حق المہر مقرر فرمائے۔ ادھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضرت ام کلثومؓ آئیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں آئیں۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کہلاتے ہیں۔

آپؓ کے مزاج کی تیزی

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا علم، ذہانت اور جود وسخاوت میں ایک مقام ہے۔ لیکن خدا کی شان طبیعت کے اندر کچھ تیزی تھی۔ اس لئے کبھی کبھی کوئی تیز بات ہو جاتی تھی لیکن بات یاد رکھیں یہ میاں اور بیوی کے درمیان ایک تعلق ہے۔ جو بات بیوی میاں سے کر سکتی ہے ناز و انداز کر سکتی ہے کسی کو ان پر بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جیسے بڑے بڑے لوگوں سے غلطی ہوئی اور اپنی کتابوں کے اندر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں زبان دراز لکھ بیٹھے۔ اللہ ان کو بخش دے۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی بات کی تو ان کی بیوی سامنے بول پڑی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلال میں آ گئے کہ میرے سامنے بات کرتی ہو۔ اس نے کہا پہلے جا کر بیٹی کو تو سمجھاؤ وہ اللہ کے نبی کے سامنے بات کرتی ہے اور تم مجھ سے ناراض ہو رہے ہو اگر اللہ کے نبی کے سامنے بات ہو سکتی ہے تو تمہارے سامنے بات کیوں نہیں ہو سکتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے اور اپنی بیٹی سے آ کر پوچھا کہ ایسی بات ہوتی ہے انہوں نے کہا ہاں ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

خبردار تم کبھی اللہ کے نبی کے ساتھ اس طرح بات نہ کرنا۔ ورنہ ہوسکتا ہے تمہیں حضور طلاق دے دیں۔ انہوں نے کہا یہ ہمارا میاں بیوی کے درمیان تعلق ہے جس پر ناز ہوتا ہے۔

تیزیٔ طبع کا ایک واقعہ

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تیزی طبع کا ایک واقعہ احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک دن رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہؓ کے گھر تشریف لائے۔ وہ بیٹھی رو رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو۔ انہوں نے بتایا کہ بی بی عائشہؓ اور بی بی حفصہؓ مجھے کہتی ہیں کہ تم یہودی کی بیٹی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں جواب دینا نہیں آیا۔ تم کہتی کہ میں ہارون علیہ السلام کی بیٹی ہوں اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام بھی نبی تھے۔ اور تمہارا تو صرف شوہر نبی ہے۔ میرا تو باپ، چچا اور شوہر بھی سب نبی ہیں۔ بی بی صفیہ خوش ہوگئیں اور مطمئن ہوگئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابھی ان سے بات نہ کرنا اگر وہ دوبارہ بات کریں تو پھر ان سے بات کرنا۔ کچھ عرصہ بعد بی بی حفصہ اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہما اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے دوبارہ کہہ دیا کہ تم یہودی کی بیٹی ہو۔ تو بی بی صفیہؓ نے کہا تم میرا مقابلہ کیسے کرسکتی ہو تمہارے باپ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور وہ صحابی ہیں۔ میرا باپ تو حضرت ہارونؑ ہے وہ نبی ہے میرا چچا موسیٰ علیہ السلام وہ بھی نبی ہے۔ میرا شوہر محمد مصطفیٰ بھی نبی ہے۔ میرا تین نبیوں کے ساتھ تعلق ہے اور تمہارا ایک نبی کے ساتھ تعلق ہے بی بی حفصہ اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہما چپ ہوگئیں۔

ایک دو دن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا بی بی

حفصہ اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہما رو رہی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وجہ پوچھی۔ تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ، اللہ نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، بیویوں کے درمیان جھگڑا ڈالنے کے لئے نہیں بھیجا ہے۔ بی بی صفیہ کو یہ جواب آپ نے سکھایا ہے وگرنہ وہ ہماری بات کا کہاں جواب دے سکتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ کیا بات غلط ہے کہ وہ ہارون علیہ السلام کے خاندان سے نہیں ہے اور حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما السلام بھائی نہیں تھے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے لیکن یہ بات آپ نے اس کو سکھائی ہے۔ یہ ایک مقام و عزت وعظمت ہوتی ہے جو عام آدمی نہیں سمجھ سکتا ہے۔

حضرت حفصہؓ کے گھر حضرت ماریہ قبطیہ کا حضورؐ کے ساتھ سونے کا واقعہ

ایک دفعہ بی بی حفصہ اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہما نے مشورہ کیا اس مشورہ کی وجہ کیا چیز تھی اس پر محدثین ومؤرخین نے کئی سارے واقعات لکھے ہیں ایک واقعہ یہ لکھا کہ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا اجازت لے کر اپنے باپ کے گھر چلی گئیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مملوکہ باندی بی بی ماریہ قبطیہ تھیں جو مقوقس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ میں دی تھیں۔ یہ کنیز ہیں لیکن ان کے بطن سے اللہ نے بیٹا دیا جو فوت ہو گیا۔ بی بی ماریہ قبطیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ کے گھر بلا لیا۔ بی بی ماریہ قبطیہ آ گئیں۔ ادھر بی بی حفصہؓ کو بھی فکر تھی کہ میرے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہوئے ہیں اور مجھے میرے والد نے بلا لیا ہے۔ اس لئے میں اپنا وقت ضائع نہ کروں۔ جب وہ جلدی سے واپس آئیں تو

ان کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بی بی ماریہ قبطیہ کے ساتھ لیٹے ہوئے تھے آپ کی باندی تھیں یہ حلال ہے۔

مستشرقین اس بات کو بہت زیادہ اچھالتے ہیں کہ اللہ کے نبی نے ایسا کیوں کیا؟

خدا کی شان یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر اعتراض وہ کرتے ہیں جن کا گھر اور اولاد محفوظ نہیں ہیں۔ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ بی بی ماریہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مملوکہ لونڈی ہیں۔

حضرت حفصہؓ کا مطالبہ

بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت میں تیزی تھی ان کو غصہ آ گیا کہا یا رسول اللہ! میرا دن اور میری باری ہے میرے فراش پر آپ نے بی بی ماریہ کو کیوں بلایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس بات پر زیادہ غصہ نہ کرو۔ آج کے بعد میں نے اس کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے۔

یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ چھوٹی سی بات کو اگر بڑھانا چاہیں تو بڑھ جاتی ہے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ جب سورج نکل رہا ہو تو نماز نہ پڑھو۔ کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے۔

منکرین حدیث کا حدیث:

طلوع الشمس بین قرنی الشیطان پر اعتراض

اس پر منکرین حدیث نے اعتراض کیا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہر بندے کی پیشانی اس کے جسم کے طول و عرض کا ستائیسواں حصہ ہوتی ہے۔ سورج کتنا بڑا ہے

اور یہ زمین سے کئی گنا بڑا ہے۔ اگر شیطان کے دو سینگوں کے درمیان اتنا بڑا سورج آسکتا ہے تو اس کا طول وعرض کتنا ہوگا۔ اس لئے یہ حدیث نہیں ہوسکتی ہے۔

جواب

اصل وجہ یہ ہے کہ ایک محاورے کی بات تھی جب سورج نکل رہا ہوتا ہے اور لوگ سورج کی عبادت کرتے ہیں تو شیطان سورج کے سامنے آجاتا ہے تاکہ لوگ میری عبادت کریں اور وہ خوش ہوتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سورج اس کے دو سینگوں کے درمیان پھنسا ہوا ہوتا ہے اور نکل رہا ہوتا ہے۔

جیسے آپ محاورے میں کہتے ہیں کہ وہ چاند دیکھو میری انگلی کے پیچھے چاند کو دیکھو بھلا انگلی کے پیچھے چاند آسکتا ہے۔ جیسے یہ محاورہ ہے وہ بھی محاورہ ہے۔

عصر کے بعد حضورؐ روزانہ اپنی ہر بیوی کے گھر جاتے تھے

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روزانہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک ہر بیوی کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ اس کی خیریت اور ضرورت پوچھ لیتے تھے۔ اس بیوی کو ملنے والی کوئی عورت آئی ہوئی ہوتی تو اس کا مسئلہ حل فرماتے تھے۔

یاد رکھیں اللہ نے آپ کو اجازت دی تھی کہ جس بیوی کے پاس جائیں اجازت ہے لیکن یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال انصاف تھا کہ اجازت ملنے کے باوجود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسے نہیں کیا جس بیوی کی باری جب ہوتی تو اس کے پاس تشریف لے جاتے۔

حضورؐ کا شہد کا استعمال

بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے گھر شہد آ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد بڑا پسند تھا ساری زندگی شہد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں رہا ہے۔ گرمیوں میں آپ اس کا شربت بنا کر پیتے تھے اور سردیوں کے زمانے میں گرم پانی کے اندر ڈال کر چائے کی طرح اس کو پیتے تھے۔

حضرت زینبؓ کے گھر شہد کا استعمال

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ بات معلوم تھی اس لئے پانی محفوظ رکھتی تھیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو آپ کے لئے شہد کا شربت بنا کر دیتی تھیں۔ جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ دیر ہو جاتی تھی۔

اس وجہ سے بی بی حفصہ اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہما نے مشورہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بی بی زینب کے گھر میں زیادہ دیر بیٹھتے ہیں یہ ساری فطری باتیں ہیں کہ سوکن کے بارے میں ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب خاوند محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہو کون بیوی برداشت کرے گی کہ آپ دوسری بیوی کے گھر زیادہ دیر بیٹھیں۔

ایک صحابی لڑکے کا واقعہ

اس لئے ایک دفعہ اتفاق ایسے ہوا کہ آپ کے دائیں طرف ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بڑے بڑے بزرگ صحابہؓ بیٹھے ہوئے تھے کسی آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دودھ پیش کیا۔ تو قاعدہ یہ ہے کہ اگر کوئی چیز تقسیم کرنی ہو تو پہلے دائیں سے شروع کرو۔ کیونکہ بائیں سے شروع کرنا منع ہے۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ دائیں طرف تو بچہ بیٹھا ہوا ہے۔ اور بائیں طرف جلیل القدر صحابہؓ ہیں۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حل سوچا اور فرمایا بیٹا حق تو تمہارا بنتا ہے اگر تم اجازت دے دو تو تمہارے اس طرف بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے ابتداء کروں۔ بچہ نے کہا اگر آپ کا حکم ہو تو الگ بات ہے وگرنہ میں اجازت کبھی نہیں دوں گا۔ اب نعوذ باللہ اس کے دل کے اندر بڑوں کی بے ادبی نہیں تھی۔ مقصد یہ تھا کہ ایسا موقع کبھی ملیگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے دودھ ملے اور میں اس کو دوسروں کے لئے چھوڑ دوں۔ اس لئے یہ باتیں پیدا ہوتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی تدبیر

اس لئے جب شوہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بیویاں حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما جیسی محبت کرنے والیاں ہوں وہ کب برداشت کر سکتی ہیں کہ ان کے محبوب شوہر دوسری بیوی کے گھر زیادہ دیر بیٹھیں۔ اس لئے انہوں نے آپس میں مشورہ کر لیا کہ اگر تمہارے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آئیں تو تم کہنا یا رسول اللہ مجھے آپ کے منہ سے مغافیر کی ہوا آرہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی اور رائحہ کریہہ، بدبو سے نفرت تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ خوشبوئیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے اندر تین قسم کے عطر استعمال ہوتے تھے ورد (گلاب کا پھول) مسک (مشک) اور عود تینوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے آج بھی عجو عرب ہیں وہ گرمیوں میں ورد اور سردیوں میں عود استعمال کرتے ہیں کیونکہ ورد ٹھنڈا اور عود گرم ہوتا ہے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی تدبیر کا نتیجہ

بہر حال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے مشورہ کیا کہ اگر تمہارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئیں تو تم کہنا کہ مغافیر کی بو آرہی ہے اور جب میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئیں گے تو میں بھی یہی کہوں گی مغافیر ہینگ کو کہتے ہیں پٹھان لوگ کہتے ہیں کہ یہ پیٹ کے علاج اور ریاح کے لئے مفید چیز ہے لیکن اس کے اندر بڑی ہوا ہوتی ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے اور بی بی نے یہ بات کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو زینب کے گھر سے شہد پیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ہوسکتا ہے شہد کی مکھیوں نے مغافیر کھایا ہو۔ جیسے آج کل شہد کی قسمیں ہیں۔ اورنجہنی، مینگوہنی ۔ پہلے دور کے اندر وہ ہر چیز کا رس چوستی تھیں۔ اس لئے اس شہد کے جو اثرات تھے وہ بہت زیادہ تھے۔

آج کل تو گڑ کے شیرے پر شہد کی مکھی کو بٹھا دیتے ہیں۔ پتہ بھی نہیں چلتا کہ شہد پی رہے ہیں یا گڑ کا شیرا پی رہے ہیں۔ ہمارے لوگ اس معاملے میں بڑے تیز ہیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو انہوں نے بھی کہہ دیا یا رسول اللہ اَجِدُ رِیْحَ الْمَغَافِیْر. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات ارشاد فرمائی کہ میں نے تو شہد پیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ صحیح فرماتے ہیں۔ شہد کی مکھی ہر جگہ جاسکتی ہے ہوسکتا ہے اس نے مغافیر کھایا ہو اور اس کے اثرات آگئے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آج کے بعد اپنے اوپر شہد کو حرام کرتا ہوں آئندہ نہیں پیوں گا۔

بیسویں فصل

حضورؐ کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے مشورہ کی اہمیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے دو کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے والدین خلیفہ راشد تھے۔ حضرت عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا اور دوسری حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میرے بعد خلفاء راشدین کا زمانہ تیس سال تک ہوگا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں وزیر تھے۔ اگر کوئی مسئلہ وحی کے علاوہ ہوتا اور اس کے اندر مشورے کی ضرورت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے جس مشورے کے اندر ابوبکرؓ و عمرؓ کی ایک رائے ہو جائے تو اور کسی سے پوچھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے اتنا بڑا ان کا مقام تھا۔

کیا حضورؐ نے حضرت حفصہؓ کو طلاق دیدی تھی

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا عبادت و ریاضت کے لحاظ سے انتہائی عابدہ تھیں۔ آپ کی زندگی کا اکثر حصہ عبادت میں گزرا۔ یہ کتنا بڑا مقام ہے کہ آج کسی بڑے سے بڑے کی بیٹی کا جھگڑا ہو جائے تو اس کے والدین اور عزیز و اقارب آئیں گے کہ اس کا مسئلہ حل ہو جائے۔ لیکن یہ مقام حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر حضرت حفصہ رضی اللہ

عنہا کو طلاق دے دی۔ کیونکہ ان کے اندر غصہ زیادہ تھا۔ مزاج کے اندر تیزی تھی۔ اور اسباب بھی ہیں کہ جب انسان بڑے خاندان کا ہو تو چھوٹی بات بھی برداشت نہیں کرتا۔

بی بی حفصہؓ کے بارے میں ایک روایت آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہو کر ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا۔ قیس بن زید فرماتے ہیں کہ آپ نے طلاق دے دی تھی۔

حضورؐ کا طلاق سے رجوع کرنا

اللہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ اندازہ کریں کہ اللہ نے ان کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور پیغام دیا کہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ فوراً ان سے رجوع کر لیں کیونکہ یہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی رات کو جاگنے والی، اور عبادت گزار ہے آپ اس کو چھوڑ رہے ہیں۔ اس سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا مقام و عظمت معلوم ہوئی۔

حضرت حفصہؓ کا علمی مرتبہ

اسی طرح حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا مقام علم بھی بہت اونچا ہے۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

میرے صحابہؓ جو غزوہ بدر یا غزوہ حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے۔ وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ تو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا فوراً بول پڑیں۔ یا رسول اللہ آپ کیسے کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے جبکہ قرآن میں ہے وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا. اس کے اندر ہر آدمی آئے گا۔ قرآن نے تو خاص نہیں کیا ہے کہ فلاں نہیں آئے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے پوری آیت پر غور نہیں کیا ہے آگے اللہ فرماتے ہیں: ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا.

کہ اس پر گزریں گے سب لیکن مؤمن گزر جائیں گے اور کافروں کو اللہ جہنم میں ڈال دیں گے۔ وہ تو ایک گزرنا ہے داخل ہونا نہیں ہے۔ مؤمن اس پر سے گزر جائیں گے۔ حدیث پاک میں ہے کہ بعض مؤمن پل صراط سے ایسے گزر جائیں گے جیسے آسمان سے بجلی چمکتی ہے اور بعض تیز دوڑنے والے گھوڑے کی طرح گزر جائیں گے اور بعض تیز چلنے کی طرح گزر جائیں گے۔ اور بعض آہستہ آہستہ گزر جائیں گے۔ مؤمن سب اس پر سے گزر جائیں گے لیکن کافر اس کے اوپر سے نہیں گزر سکے گا وہ فوراً جہنم میں گرا دیا جائے گا۔

روایات حدیث کی تعداد

محدثین نے لکھا ہے کہ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا ساٹھ احادیث کی راویہ ہیں۔ آپ کے علم کا یہ عالم تھا کہ مسائل کے حل کے لئے کبھی کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پوچھتے تھے۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود خلیفہ راشد، محدث، وزیر نبی مصطفیٰ ہیں۔

حضرت عمرؓ کا ایک مسئلہ میں حضرت حفصہؓ سے مشورہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مسئلہ پیدا ہوا کہ عورت خاوند سے کتنا عرصہ دور رہ سکتی ہے۔ شریعت کے مسائل کے اندر کوئی شرم نہیں ہونی چاہئے۔ شرم کی بات اللہ کی نافرمانی میں ہونی چاہئے۔ قرآن پاک میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ.

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سے پوچھا ایک مرد اپنی بیوی سے

کتنا عرصہ جدارہ سکتا ہے۔ تو بی بی حفصہؓ نے کہا امیر المؤمنین کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیران ہو گئے کہ قرآن میں تو اس بارے میں کوئی مدت لکھی ہوئی نہیں ہے۔ حضرت حفصہؓ نے کہا کہ اللہ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ کتنے عرصہ عدت گزارے۔ وہ چار مہینے اور دس دن ہیں اور یہ عدت اس دن سے شروع ہو جاتی ہے جس دن سے خاوند فوت ہوتا ہے۔ تو اس عدت کے اندر اللہ کی یہی حکمت ہے کہ اس سے زیادہ دیر دور نہیں رہنا چاہئے۔

مرد کتنا عرصہ بیوی سے جدارہ سکتا ہے

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھا واقعی اس کے اندر اللہ کی بڑی حکمت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ لکھوا دیا کہ کوئی آدمی چھ ماہ سے زائد عرصہ دور نہ رہے یہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی شان ہے۔

اگر میاں بیوی کا مشورہ ہو کہ خاوند باہر نوکری کے لئے جا رہا ہے انسان بیوی بچوں کے بغیر نہ رہ سکتا کیونکہ ان کے بغیر گناہوں سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ اگر بیوی راضی ہو اور آپ کو بھی اطمینان ہو کہ میری بیوی کی جان، مال، عزت، آبرو محفوظ رہے گی تو آپ زیادہ مدت باہر جا سکتے ہیں۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ زیادہ عرصہ باہر نہیں رہنا چاہئے۔

علماء نے لکھا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں زیادہ پڑھی لکھی تھیں اور حضرت زید رضی اللہ عنہنے قرآن جمع کیا۔ اور وہ مصحف حفصہؓ کہلایا۔ تاریخ کے اندر کوئی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو ایک قراءت میں جمع کرنے کا ارادہ فرمایا تو اسی مصحف حفصہؓ

سے استفادہ فرمایا۔

سیدہ حفصہؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد یہ قرآن عبداللہ بن عمرؓ کو دیا جائے تا کہ وہ اس سے استفادہ کریں۔ محافظہ قرآن کا اعزاز اللہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمایا۔

مصحف علیؓ اسی قرآن کے موافق ہے

شیعہ کہہ دیتے ہیں کہ جو مصحف علی یا مصحف فاطمہ تھا وہ کوئی دوسرا تھا۔ تو آج بھی صنعاء یمن کے اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن پاک موجود ہے۔ ہمارے اور مصحف علی رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے کے اندر ایک حرف کا بھی فرق نہیں ہے۔

شیعوں کا قرآن

لیکن ''نہ مانوں'' کا کوئی علاج نہیں ہے وہ کہتے ہیں اصل قرآن امام مہدی کے پاس ہے اور انہوں نے وہ قرآن غار میں رکھا ہوا ہے اللہ معاف فرمائے اس بارے میں ان کی بعض روایات ایسی ہیں کہ قرآن ساٹھ ہاتھ لمبا ہے۔

ہم نے ان کو کہا ہے کہ اتفاق کر لیتے ہیں کہ جب تک تمہارا قرآن نہیں آتا تم اس کے احکام پر چلو۔ لیکن وہ اس بات پر راضی نہیں ہوتے۔ ان کو کہا کہ جب تمہارے امام مہدی قرآن لے کر آئیں گے ہم اس پر عمل کر لیں گے لیکن اس وقت تک اس قرآن پر عمل کرو۔ یہ اچھا امام ہے جو قرآن کو بھی غار میں لے کر بیٹھا ہوا ہے اور خود بھی غار میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے مُردوں کو آ کر قرآن دے گا کہ جب قیامت آجائے گی۔

حضورؐ کی بیویوں کیلئے قرآن کا پُر لطف خطاب

بہر حال آیت تحریم کے اندر بیویوں کو جو عتاب ہے اس کے اندر بھی ایسا لطف ہے کہ جس میں شانِ ازواج محمد مصطفیٰ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ.

اے میرے پیارے نبی کتنا بڑا پیارا خطاب ہے حالانکہ عتاب کیا جارہا ہے نام نہیں لیا ہے۔ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں یٰآدَمُ اسْکُنْ ، یَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ، أَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ۔ ان کا نام لیا گیا ہے۔

باقی اس تحریم کے بارے میں دو واقعات ہیں ایک شہد والا قصہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو راضی کرنے کے لئے اپنے اوپر شہد کو حرام کر دیا۔

دوسرا قصہ بھی پہلے گزر چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ بی بی حفصہ کو ان کے والد نے بلوایا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر تشریف لے گئیں۔

یہ سارا واقعہ آپ حضرات پہلے پڑھ چکے ہیں۔

رشدی خبیث کی بکواس

اسی واقعہ کو لے کر سلمان رُشدی نے بکواسات کی ہیں۔ یہ نہیں دیکھا کہ بی بی ماریہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال تھیں۔ لیکن ہمارے ہاں رواج ہے کہ ہم حرام پر تو کچھ نہیں کہتے لیکن حلال پر باتیں کرتے ہیں۔ ایک عورت کو پتہ ہے کہ میرا شوہر حرام کام، زنا وغیرہ کرتا ہے خاموش رہے گی لیکن اگر وہ دوسری شادی

کرلے جو کہ مرد کے لئے حلال ہے تو اس پر شور مچائے گی۔

ہمارے اندر ہندوانہ رسومات آ گئی ہیں۔ بیوی خاوند کا نام نہیں لے گی۔ دولہا جو ساری زندگی گدھے کے اوپر نہیں بیٹھا اس کو گھوڑے پر بٹھا دیتے ہیں وہ دل میں ڈرتا رہتا ہے کہ ابھی اس سے گرا۔ ابھی اس سے گرا۔

میں ساؤتھ افریقہ گیا ایک صاحب کے پاس گھوڑے تھے اس نے ہمیں گھوڑے دکھائے۔ میرے ساتھ اور بھی مولوی صاحبان تھے۔ وہاں چھوٹے گھوڑے بھی تھے۔ ایک مولوی صاحب نے دیکھ کر کہا کہ میں اس پر سواری کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کو سمجھایا یہ شرارتی گھوڑے ہوتے ہیں۔ یہ اصیل گھوڑے نہیں ہیں جو اپنے سوار کو نہیں گراتے اور بھاگ کر نہیں جاتے حتی کہ اگر مالک راستہ بھول جائے تو اس کی باگ ڈال دو تو وہ راستہ تلاش کر کے منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ مولوی صاحب بڑے طمطراق سے اس پر سوار ہوئے۔ اس نے جو گرایا تو ٹوپی کہیں تھی اور رومال کہیں تھا شکر ہے کہ اس کے پاؤں رکاب سے نکل گئے وگرنہ پتہ نہیں اس کو کہاں گراتا۔

بہر حال مقصد یہ ہے کہ ہم لوگ اتنا تہذیب کفر کے اندر کیوں رنگے گئے ہیں۔ دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک سو بیویاں تھیں وہاں پر کیوں اعتراض نہیں کرتے ہیں۔ اور بعض کی چار اور بعض کی اس سے زیادہ بھی ہیں یہود و نصاریٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اعتقاد رکھتے ہیں ان کی بھی کئی بیویاں تھیں جن سے حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام وغیرہ پیدا ہوئے ہیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت حفصہؓ کے گھر بلوایا تھا۔

ابوبکرؓ وعمرؓ کی خلافت کا اظہار

تو اسی واقعہ کے بارے میں بعض روایات میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا تھا کہ میرے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنیں گے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنیں گے۔ لیکن تم نے کسی کو کہنا نہیں ہے۔

اسی لئے حضرت شاہ ولی اللہؒ میمون بن مہرانؒ، حضرت ضحاکؒ اور بڑے بڑے لوگوں نے فرمایا ہے۔

اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثاً.

اللہ کے نبی نے جو باتیں اپنی بیویوں کو چھپانے کے لئے بتائیں۔ ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بات بھی تھی۔

بہر حال اگر واقعہ شہد کا ہے یا بی بی ماریہؓ کا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے اوپر حرام کر دیا اور فرمادیا کہ تم نے یہ کسی کو بتانا نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی شان

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو آکر بتلادیا۔ دونوں سہیلیاں اور قریشی خاندان کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کر دی۔ فرمایا:

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَاَظْھَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَھَا بِہٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا.

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بات کی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ تو ہمارے اندر کی بات تھی آپ کو کیسے پتہ چلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ مجھے اس خدا نے خبر دی ہے جو جاننے والا اور علم والا ہے۔
اس آیت کے اندر حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی کتنی بڑی شان ہے۔ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا.
یہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کو خطاب ہے۔
مفسرینؒ فرماتے ہیں اللہ نے براہ راست کسی عورت کو خطاب نہیں کیا سوائے بی بی عائشہ اور ربی بی حفصہ رضی اللہ عنہما کے۔

حضرت حفصہؓ کے مزید کمالات

بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا اتنی دوررس نظر والی تھیں کہ آپ اکثر حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بھی مشورے دیتی تھیں۔ آپؓ نے اپنی وصیت میں اپنے بھائیوں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ الحمدللہ میں نے عمر گزار لی ہے۔ ابا جان نے غابہ کی جائیداد مجھے دی تھی۔ میرے بعد اس کو فوراً وقف کر دینا۔
اسی طرح جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد فتنوں کی ابتداء ہوئی تو آپ نے اپنے بھائی کو بلوایا اور فرمایا دیکھو کہ ایک طرف بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ لہٰذا تم گوشہ نشینی اختیار کر لو۔ یہ تمام فتنہ دشمنوں نے کھڑا کیا ہے۔ نہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں کوئی بات ہے اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں کوئی بات ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی اس بات پر عمل کیا۔
بعض روایات کے اندر آتا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا اتنا بڑا مقام تھا کہ بعض اتنے مشکل مسائل میں، جن کے الجھنے سے نقصان ہوتا تھا، آپ

کے والد اور بھائی آپ سے آکر مشورہ کرتے تھے۔

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ساٹھ سال کی عمر میں مدینہ منورہ کے اندر وفات پائی۔ اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی۔ مروان بن حکم مدینہ کا گورنر تھا جس نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھایا اور آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔



اکیسویں فصل

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

ام المساکین

یہ پہلے طفیل بن حارثہ کی بیوی تھیں اور یہی وہ بیوی ہیں کہ کثرت جود وسخا سے ان کا لقب ام المساکین ہو گیا تھا۔ کوئی ان کے دروازہ سے خالی نہ جاتا تھا جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر کی کنیت ابوالمساکین مشہور تھی ان میں بھی بے انتہاء سخاوت تھی۔ اسی طرح حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بھی سخاوت میں ضرب المثل تھے۔

حضرت حسنؓ کی سخاوت

بزرگوں نے تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سفر فرما رہے تھے۔ عرب کا سفر صحرائی سفر ہوتا ہے۔ آج ترقی ہو گئی ہے وگرنہ پہلے مدینہ سے مکہ کے درمیان کوئی آبادی نہیں تھی راستہ میں بارش ہو گئی تو ان کو دور سے کچھ خیمے نظر آئے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے ایک بڑھیا بیٹھی تھی اس نے اھلاً وسھلاً کہا کہ میرا خاوند ابھی آجاتا ہے (عرب لوگوں کی مہمان نوازی پوری دنیا کے اندر ضرب المثل ہے ہم شہروں کے اندر رہتے ہیں اور یہاں مختلف ملکوں سے لوگ آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اصل عرب دور ہیں)

خاوند نے گھر کے اندر مہمانوں کو دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ ایک دنبہ ذبح کیا

اور پکوا کر ان کو کھلایا۔ دوسرے دن بارش پھر آ گئی اس نے دوسرا دنبہ ذبح کر دیا تیسرے دن پھر بارش شروع ہو گئی۔ اس نے تیسرا دنبہ ذبح کر کے کھلایا۔ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے جب وہاں سے رخصت ہونے لگے تو خادم سے پوچھا تمہارے پاس کتنے پیسے ہیں۔ اس نے کہا بیس ہزار درہم ہیں فرمایا دس ہزار درہم ان کو دے دو۔ اور یہ بھی بتا دو کہ کبھی مدینہ آنا ہو تو ہمارے پاس ضرور آنا۔ خادم نے کہا حضرت ابھی تو ہم نے آگے سفر کے لئے بھی جانا ہے اور آپ کو اس کو دس ہزار درہم دے رہے ہیں۔ جبکہ تین دنبوں کی قیمت تو صرف سو درہم بنتی ہے۔ آپ نے فرمایا دیکھا نہیں تھا کہ اس نے ساری جائیداد ہم کو کھلا دی۔ سخی تو وہ ہے ہم تو سخی نہیں ہیں۔

حضورؐ کی سخاوت

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان شریف کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنی سخاوت کرتے جیسے باد صبا چل رہی ہو۔

حضرت زینبؓ کی سخاوت

بی بی زینب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ گھر والی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات کے موقع پر فرمایا کہ تم میں سے وہ بیوی میرے پاس جلد آنے والی ہے جس کا ہاتھ لمبا ہو۔ ازواج مطہرات فرماتی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو ہم نے کہا دیکھیں وہ کون سی خوش نصیب بیوی ہو گی جو جلدی فوت ہو گی۔ ہم نے اپنے ہاتھوں کی پیمائش شروع کر دی۔ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ زیادہ لمبا تھا۔ تو ہم نے کہا کہ مبارک ہو تم ہی وہ خوش نصیب ہو۔

آپ کی وفات

جب حضرت زینبؓ کی وفات ہوئی تو اس وقت ہم کو حیرت ہوئی اور تب سمجھ آئی کہ ہاتھ کے لمبا ہونے سے مراد سخاوت تھی۔ بعض علماء نے فرمایا بی بی زینب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے اندر ہی فوت ہوگئی تھیں۔

حضرت زینب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آٹھ ماہ زندہ رہیں بعض علماء فرماتے ہیں دو ماہ زندہ رہیں۔ راجح روایت یہ ہے کہ آٹھ ماہ زندہ رہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کا جنازہ پڑھایا تھا۔ ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا

کنیت کی وجہ

ام سلمہ کنیت ہے آپ کا نام ہند بنت ابو امیہ ہے کنیت کا قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ جو سب سے بڑی اولاد ہوتی ہے اس کے نام سے کنیت رکھی جاتی ہے۔ کنیت کے لئے کبھی اولاد کی بھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ کسی دوسری وجہ سے بھی کنیت رکھی جاسکتی ہے۔

حضرت علیؓ کی کنیت ابوتراب

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ زمین پر لیٹے ہوئے تھوڑی سی مٹی پر سر رکھا ہوا ہے سر مبارک میں مٹی ہے اور خوب نیند میں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اٹھایا اور ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا، مٹی جھاڑی اور فرمایا قُمْ یَا اَبَا تُرَابٍ. حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو

الحسن تھی لیکن فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت اتنی پسند ہوئی کہ میں نے ابوالحسن کنیت چھوڑ دی۔

ذوالاذنین صحابیؓ

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاح میں ایک صحابیؓ کو یَا ذَاالْاُذُنَیْنِ (دو کانوں والے) فرمایا ان کو یہ لقب اتنا پسند آیا کہ کبھی اس کو نہیں چھوڑا۔

ذوالیدین صحابیؓ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت کی بجائے دو رکعات نماز پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا اَقُصِرَتِ الصلوۃ اَمْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللہ. نماز چھوٹی ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ نماز چھوٹی ہوئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں اس نے تین دفعہ یہی بات عرض کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا اَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنَ کیا اس دو ہاتھوں والے نے سچ کہا ہے۔ ہر آدمی کے دو ہاتھ ہوتے ہیں۔ ان صحابیؓ کا نام ذوالیدین مشہور ہوگیا۔

حضرت ام سلمہؓ کی کنیت

محدثین حضرات کے ہاں حُمید الطّویل راوی آتا ہے (حالانکہ ان کا قد لمبا نہیں تھا صرف ہاتھ لمبے تھے ان کا ایک پڑوسی تھا جس کا قد چھوٹا تھا اس سے فرق کرنے کیلئے ان کو حمید الطّویل کہتے تھے۔ انور)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پہلے خاوند سے سلمہ بیٹی تھی اس کے نام سے ان کی کنیت ہے۔ ام سلمہ کے والد کا نام ابو امیہ تھا۔ جو بنو امیہ کے بڑے

سردار تھے۔ یہ اتنے سخی تھے کہ جب قافلے شام اور یمن کو جاتے تھے جس قافلے میں ابوامیہ ہوتے تھے۔ ان کا اعلان ہوتا تھا کہ سارے قافلے کے کھانے پینے کا خرچہ میرے ذمہ ہے۔ لوگوں نے ان کا نام زادالراکب رکھ دیا تھا۔ یعنی سفر کرنے والوں کے کھانے پینے کا ذریعہ۔

اہل ایمان پر مصائب

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی عبداللہ بن ابی الاسود سے ہوئی۔ جب یہ مسلمان ہوئے تو ان میاں بیوی پر امتحان شروع ہوگیا۔ خدا کی قدرت ہے کہ جب اللہ سے دوستی لگتی ہے تو امتحان اور مصائب پیش آتے ہیں۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ.

آج کے دور میں بھی جتنا بڑا ایمان والا ہے اتنا مصائب کے اندر ہے انہوں نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں ان کو خبر ملی کہ مکہ والوں نے اسلام کی طرف میلان کرلیا ہے۔ اصل واقعہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی اور سجدہ کے اندر گئے تو جو مشرکین تھے وہ بھی سجدہ میں گر گئے یہ قرآن پاک کا اثر تھا اگرچہ اس بارے میں یہودیوں نے جھوٹی روایات بھی گھڑی ہیں۔

قاری عبدالباسط کی تلاوت کا اثر

مولانا عبدالقادر آزاد مرحوم (خطیب بادشاہی مسجد لاہور) نے قاری عبدالباسط (مصر) کو سرکاری دورے پر پاکستان بلایا۔ حافظہ میں یاد نہیں ہے کہ کون سا شہر تھا کہ وہاں قاری عبدالباسطؒ تشریف لے گئے۔ وہاں کا کمشنر شیعہ تھا اور دین سے دور تھا اس کو بھی دعوت دی گئی۔ اس نے بہانہ بنایا کہ

میں مصروف ہوں بڑی مشکل سے آ گیا اس کو اسٹیج پر بٹھایا گیا۔ قراءت ختم ہونے پر اس نے کہا خدا کی قسم میں نے قرآن آج سنا ہے اس نے اپنے سارے گندے اعمال اور عقائد سے توبہ کر لی۔

حبشہ کی طرف ہجرت دو دفعہ کیوں

تو اصل واقعہ یہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا کلام سنانے والے ہوں کعبۃ اللہ اور صبح کا وقت ہو تو مشرکین پر کیوں قرآن کا اثر نہ ہو۔ اس لئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو سارے کافر سجدہ میں گر گئے۔ حبشہ کے اندر یہ بات پہنچ گئی کہ قریش مسلمان ہو گئے کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ حبشہ کے اندر جب یہ بات پہنچی تو جو حضرات حبشہ ہجرت کر کے گئے تھے وہ واپس مکہ آ گئے مکہ آ کر دیکھا وہاں تو ویسے ہی مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے تو پھر دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ تیسری دفعہ ہجرت مدینہ منورہ کی طرف ہوئی جس کا بڑا عجیب واقعہ ہے۔

سب سے پہلے مہاجر کون تھے

مؤرخین کہتے ہیں سب سے پہلے جس مسلمان عورت نے ہجرت کی وہ ام سلمہؓ ہیں۔ اور مردوں میں سب سے پہلے حضرت ام سلمہؓ کا شوہر عبداللہ بن ابی الاسود ہے۔ بعض مؤرخین نے کہا کہ عورتوں میں سب سے پہلے مکہ مکرمہ سے لیلی عورت نے ہجرت کی اور مردوں میں سے سب سے پہلے مصعب بن عمیرؓ نے ہجرت کی تھی۔

ان دونوں روایتوں کو محدثین نے اس طرح جمع کیا ہے کہ مشرکین سے خوف کھاتے ہوئے سب سے پہلے ام سلمہ اور ان کے شوہر عبداللہ بن ابی الاسود

نے ہجرت کی تھی اور مصعب بن عمیرؓ کا واقعہ یوں ہے کہ مدینہ والے چپکے سے مکہ آئے اور مسجد عقبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مسجد عقبہ وادی عقبہ میں تھی۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ سے بیعت لی اور سات آدمی مسلمان ہوئے۔ دوبارہ اگلے سال حج پر ستر (۷۰) آدمی آئے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اب ہم اتنے آدمی مسلمان ہو گئے ہیں۔ ہمارے خاندان بھی ہیں۔ ہمیں کوئی آدمی دیں جو ہمیں دین کی باتیں سکھلائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ تم مدینہ جا کر ان کو دین سکھاؤ۔

بعض لوگوں نے یوں جمع کیا کہ ایک تھا خوفِ مشرکین سے مکہ کو چھوڑنا اور ایک ہے اللہ کی طرف سے ہجرت کا حکم آنے کے بعد ہجرت کرنا۔ حضرت ام سلمہؓ اور ان کے شوہر نے ہجرت کا حکم آنے سے پہلے ہجرت کی تھی۔ ان کا ہجرت کرنا بھی عظیم امتحان تھا۔

حضرت ام سلمہؓ کی مدینہ کی طرف ہجرت کا واقعہ

جب عبداللہ بن ابی الاسودؓ اپنی بیوی اور بچوں کو لے کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام تنعیم پر ان کے قبیلہ کے سارے لوگ اکٹھے ہو گئے ان سے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو انہوں نے فرمایا مدینہ جا رہا ہوں کیونکہ تم ادھر رہنے ہی نہیں دیتے ہو۔ قبیلہ والوں نے کہا کہ تم جانا چاہتے ہو چلے جاؤ لیکن ہم تمہیں اپنی بیٹی نہیں لے جانے دیں گے۔ اس کو تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا یہ میری بیوی ہے قبیلہ والوں نے حضرت ام سلمہؓ کو ساتھ نہ جانے دیا اور حضرت عبداللہؓ اکیلے مدینہ چلے گئے۔

بی بی ام سلمہؓ کو قبیلہ مخزوم مکہ واپس لے آئے۔ ان کو پتہ چلا کہ حضرت ام سلمہؓ اندر سے جانے کی تیاری کر رہی ہیں ان کا ایک شیر خوار بچہ تھا۔ سرداروں نے آکر وہ بچہ چھین لیا کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ تم مدینہ منورہ جا رہی ہو انہوں نے سارے بچے چھین لئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مدینہ کے راستہ پر آکر بیٹھ جاتیں اور روتی رہتی تھیں۔ ایک دن بیٹھی کر رو رہی تھیں کہ بنو مخزوم قبیلہ کے ایک سردار نے ان کو دیکھ کر پہچان لیا کہ تم ابو امیہ کی بیٹی ہند ہو۔ اس نے ان سے رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے اس کو بتایا کہ مجھے میرے شوہر کے ساتھ مدینہ نہیں جانے دیا اور میرے بچے بھی مجھ سے چھین لئے ہیں۔

سردار نے جا کر ان سے کہا یہ کون سا انصاف ہے کہ عورت کو اس کے خاوند کے ساتھ بھی نہیں جانے دیا اور اس سے اس کے بچے بھی تم نے چھین لئے ہیں ان سے بچے واپس کروائے اور کہا تم جب مدینہ جانا چاہو چلی جانا اب اگر تمہیں کوئی روکے گا تو میں اس سے مقابلہ کروں گا قبیلہ والے خاموش ہو گئے کیونکہ وہ سردار تھا اور اس کی ایک طاقت تھی۔

حضرت عثمان بن طلحہؓ کا ام سلمہؓ کو مدینہ پہنچانا

بی بی سلمہ رضی اللہ عنہا نے اونٹنی کا انتظام کیا اور بچوں کو لے کر مدینہ چلی آئیں جب مقام تنعیم سے گزریں تو حضرت عثمان بن طلحہ نے جو خانہ کعبہ کے کلید بردار تھے۔ دور سے دیکھ کر کہا کہ تم ہند بنت ابو امیہ ہو۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جی ہاں تو انہوں نے کہا کہ سفر پر تم اکیلی عورت کیسے جاؤ گی۔ راستے کے اندر کتنی مشکلات ہیں۔ آپ نے فرمایا میں کیا کروں میرا شوہر مدینہ چلا گیا ہے اور قبیلہ والوں نے میرے بچے چھین لئے تھے۔ فلاں سردار کے کہنے

پر مجھے میرے بچے اور مدینہ جانے کی اجازت دی ہے۔ اگر پھر ادھر رہوں گی تو ان کا دماغ دوبارہ خراب ہو جائے گا اور مجھے مدینہ نہیں جانے دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا انا اذھب معک میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایسا باحیا بندہ میں نے زندگی میں نہیں دیکھا۔

حضرت عثمان بن طلحہؓ کا مقام حیاء

اتنے طویل سفر میں اس کی نظر میرے چہرے پر نہیں پڑی۔ ہمیشہ نظر نیچے رکھتے اور میرے اونٹ کو بٹھا کر دور چلے جاتے تھے۔ میں اتر کر اپنا سامان اتارتی اور وہ اونٹ کو چرانے کے لئے کہیں لے جاتے تھے۔ پھر جب سفر کی تیاری ہوتی اونٹ کو بٹھا کر دور چلے جاتے تھے۔ میں جب اونٹ پر بیٹھ جاتی تھی تب آکر میرے اونٹ کو اٹھا کر چل پڑتے تھے۔

(خدا کی قدرت ہے کہ لفظ عثمان میں اللہ نے حیا رکھا ہوا ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین بھی باحیا اور حضرت عثمان بن طلحہ بھی باحیا آدمی تھے)۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم جب سفر کرتے کرتے قباء کے مقام پر آئے تو حضرت عثمان بن طلحہ نے فرمایا یہ مدینہ منورہ ہے اب میں واپس جاؤں گا کیونکہ کسی عورت کا غیر مرد کے ساتھ سفر کرنا معیوب ہے تیرے اور میرے لئے مشکلات پیدا نہ ہوں۔

حضرت ام سلمہؓ کا مدینہ پہنچنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے مدینہ منورہ میں عبدالرحمٰن بن عوف کے قبیلہ میں قیام کیا۔ میرے شوہر بھی وہیں تھے لیکن قباء والوں کو یقین بھی

نہیں آتا تھا کہ میں ابوامیہ کی بیٹی ہوں کیونکہ میرا والد بڑا آدمی تھا۔ کافی عرصہ تک لوگوں کو یہ یقین نہیں آتا تھا۔ جب بعد میں مکہ کے کچھ لوگ آئے ان سے پتہ لگا کہ واقعی ہند بنت ابوامیہ ہے پھر لوگوں کے دلوں میں ہماری قدر و منزلت بڑھی۔ ہماری ہجرت کے دو ماہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ تشریف لے آئے۔

مشکل وقت میں بہترین دعا

اسلام پھیلتا گیا اور ایک وقت آیا جب غزوہ احد پیش آیا۔ غزوہ احد سے ایک دن قبل میرے خاوند نے کہا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے کہ جب کسی بندے پر مصیبت اور پریشانی آجائے تو اس کو کہنا چاہئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَ اخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا. (مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ یہ کہے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر عطا فرمائیں گے۔

یاد رکھیں اصل بات یقین کی ہوتی ہے اور یہ تو قرآن کی نص قطعی ہے: اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ. اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَۃٌ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔

اللہ نے بھی حکم دیا ہے کہ جب کبھی ایمان والوں کو مصیبت پہنچے تو وہ کہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ. اس کا معنی بھی یہی ہے کہ ہم سب اسی کے ہیں اور ہم سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے میرے خاوند نے یہ دعا سکھلائی کہ اس کو تین دفعہ کہنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو دعا کرتے تھے اس کے الفاظ کو تین دفعہ دہراتے تھے۔ ہر مسلمان کو بھی اسی طرح کرنا چاہئے تا

کہ اتباع سنت بھی ہو جائے اور دعا کے اندر تاثیر بھی پیدا ہو لازمی بات ہے آدمی جب ایک لفظ کو بار بار دہرائے گا تو اس کی دعا میں اثر ہوگا۔

ام سلمہؓ اور ان کے شوہر کا باہمی مکالمہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا واقعی یہ سچ ہے میں نے سنا ہے کہ جو عورت جس خاوند کے نکاح میں فوت ہوگی۔ جنت میں اس خاوند کے ساتھ ہوگی۔ تو میں کہتی ہوں کہ اگر میں تم سے پہلے فوت ہو جاؤں تم نے کوئی شادی نہیں کرنی۔ اور میں بھی تمہارے بعد دوسری شادی نہیں کروں گی تا کہ میں اور تم جنت کے اندر اکٹھے ہو سکیں۔

ان کے خاوند نے فرمایا اسلام اسلام ہے اس کے احکامات کو ماننا ہے لہٰذا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اگر میں پہلے فوت ہو جاؤں تو تم نے عدت کے بعد فوراً نکاح کر لینا ہے۔ اس کے بعد میرے خاوند نے دعا بھی کی۔

یا اللہ اگر میں فوت ہو جاؤں تو میرے بعد میری بیوی کو مجھ سے بہتر شوہر عطا فرمانا۔ جو اس کا ہر لحاظ سے خیال رکھے۔

حضرت ام سلمہؓ کے شوہر کی دعا اور شہادت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ وقت گزر گیا اور جب غزوہ احد پیش آیا تو ان کے شوہر نے دعا مانگی۔

یا اللہ میں شہادت کی موت چاہتا ہوں۔ اس حال میں کہ میرے کان، ناک کٹے ہوں اور قیامت کے دن جب میں اللہ کے دربار میں کھڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائیں کہ یہ کیا حال ہے۔ تو میں کہوں یا اللہ تیرے راستے کے اندر یہ حال ہوا ہے۔ ایک ایک عضو میں اللہ کے دربار میں گواہ کے طور پر پیش کر سکوں۔

اللہ کی شان کہ فوراً دعا قبول ہوگئی اور اسی طرح ہوا جس طرح دعا کی تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جہاد میں مؤمن کا بھروسہ کثرت فوج پر نہیں ہے

آج ہم مسلمان ذلیل ہورہے ہیں اور مسلمان کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے اور کوئی بولنے والی زبان نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جس دن سے ہم نے دنیا اور پیسے سے محبت کرلی ہے اور موت کو برا سمجھنے لگے ہیں اس کا انجام یہ ہوا کہ آج ہم لوگ پوری دنیا کے اندر ذلیل ہیں۔ صحابہؓ کے ہاں دنیا کی کوئی عزت نہیں تھی۔

ایک صحابیؓ دو یا تین کھجوریں ہاتھ کے اندر لے کر کھڑے ہیں۔ اس کے کھانے میں کتنی دیر لگتی ہے جب جہاد کا اعلان ہوا تو انہوں نے فرمایا:

وَ اللّٰہِ لَاَجِدُ رِیْحَ الْجَنَّۃَ مِنْ قِبَلِ اُحُدٍ.

(خدا کی قسم مجھے احد کی طرف سے جنت کی ہوائیں آ رہی ہیں) ان کھجوروں کو چھوڑ کر جہاد کی طرف چل پڑے۔ کہنا آسان ہے لیکن اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ ان کے پاس ساٹھ آدمی ہیں اور

خالد بن ولید جو اس وقت کافر تھے اور کفار کی طرف سے مسلمانوں سے لڑنے کیلئے ساٹھ ہزار کا لشکر ساتھ لائے تھے۔ کوئی تصور کرسکتا ہے کہ ان کے درمیان کوئی نسبت ہے تب بھی حضرت ام سلمہؓ کے خاوند کہنے لگے کہ موقع اچھا ہے دشمن پر حملہ کردیتے ہیں کسی نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ فرمایا مسلمان کبھی بھی عدد کو دیکھ کر نہیں لڑتا۔

کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً بِاِذْنِ اللّٰہِ. کتنی دفعہ چھوٹی

جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب آجاتی ہیں۔ ہمارا مقصد صرف اللہ کے دین کی سربلندی ہے۔ فتح وشکست ہمارا مقصد نہیں ہے۔ اگر ہم کامیاب ہو گئے تو غازی ہیں اگر مارے گئے تو شہید ہیں۔

کافر اتنی جدید ٹیکنالوجی اور ترقی کے باوجود آج بھی کہتے ہیں کہ قرآن سے جہاد والی آیات نکال دو۔ حالانکہ ہم نے کبھی ان سے مطالبہ نہیں کیا کہ تم اپنی فلاں کتاب سے فلاں صفحہ نکال دو۔ ہمیں کہتے ہیں نصاب تعلیم بدل دو۔ آیات جہاد نکال دو۔

جب ایک بچہ استاد کے پاس جَاهِدُوْا اور قَاتِلُوْا۔
يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّار،
وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ پڑھے گا تو اس کو کون روک سکتا ہے۔

حضرت ابوسلمہؓ کی شہادت اور ام سلمہؓ کی عدت

بہر حال حضرت عبداللہ بن ابی الاسود شہید ہو گئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عدت وفات گزر گئی۔ علماء نے لکھا ہے کہ جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر شہید ہوئے اس وقت آپ حاملہ تھیں۔ اصول یہ ہوتا ہے کہ عدت وضع حمل ہوتی ہے اگر عورت حاملہ ہو اگر حاملہ نہ ہو تو چار ماہ اور دس دن عدت ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کا ام سلمہؓ کو پیغام نکاح دینا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عدت گزرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا۔

صحابہ کرامؓ شریعت کے معاملہ میں شرم نہیں کرتے تھے۔ آج ہمیں حلال سے شرم آتی ہے لیکن حرام سے شرم نہیں آتی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو انکار کر دیا۔

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جس وقت میرے خاوند شہید ہوئے میں نے یہ دعا پڑھی تھی اور دل میں کہتی تھی کہ میرے شوہر جیسا اچھا شوہر کون ہو سکتا ہے۔

حضرت ام سلمہؓ کا جمال

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ماشاء اللہ اس وقت حسن کا مرقع تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا رخصتی ہو کر آئیں تو میں رونے لگ گئی۔ مجھے احساس ہوا کہ وہ اتنی خوبصورت ہے کہ اب ہماری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی حیثیت بھی نہیں رہے گی۔

حضرت ام سلمہؓ کی حضورؐ سے منگنی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکاح کا پیغام لے کر آئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے پوچھا اے عمر کیوں آئے ہو۔ انہوں نے فرمایا جلدی نہ کرو۔ میں تجھے اپنے لئے مانگنے نہیں آیا ہوں۔ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے کسی کو کوئی انکار نہیں ہو سکتا لیکن میرے کچھ احوال ہیں میں جلدی سے کوئی جواب نہیں دے سکتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دے دیا ہے۔

حضورؐ کے سامنے حضرت ام سلمہؓ کی شرائط نکاح

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور پوچھا کیا مسائل ہیں؟ کہا یا رسول اللہ بڑی بات یہ ہے کہ میری عمر کافی ہوگئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام سلمہ اس بات کی فکر کیوں کرتی ہے۔ اب بھی میں تم سے عمر میں بڑا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا دوسری بات یہ ہے کہ میرے چار بچے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا جب تم سے نکاح ہوگیا تو وہ میرے بچے ہیں ان کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

عرض کیا تیسری بات یہ ہے کہ میں شدید غیرت والی عورت ہوں مجھ سے کوئی بات برداشت نہیں ہوتی ہے اور آپ محسوس نہ فرمائیں میں زبان کی بھی تیز ہوں۔ ایسے نہ ہو کہ میری زبان سے کوئی لفظ نکلے اور میری عاقبت تباہ ہو جائے۔ یا دوسری بیویوں سے غیرت کھا کر لڑائی کر بیٹھوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہاری حدت شدت اور سختی کو دور کرے۔

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرا کوئی ولی بھی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بیٹا تمہارا ولی ہے۔ وہ بھی عصبات کے اندر شمار ہوتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر کیا انکار ہوسکتا ہے۔ میں تو یہی چاہتی تھی کہ ساری باتیں آپ کے سامنے رکھ دوں تا کہ کل کو کسی ایک پہلو سے میری غلطی آپ کے سامنے نہ آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قبول فرمالیا۔ ان کو اسی حجرے کے اندر لے آئے جس میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ کیونکہ بی بی

زینب رضی اللہ عنہا دو ماہ یا آٹھ ماہ رہنے کے بعد وفات پا گئیں تھیں اور وہ حجرہ مبارکہ خالی تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی رخصتی کے وقت رو رہی تھیں تو حضرت حفصہؓ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اتنی خوبصورت ہیں۔ انہوں نے کہا اللہ کی بندی وہ چاہے کتنی خوبصورت ہو لیکن چار بچوں کی ماں ہے۔ تم کیوں رو رہی ہو۔ پھر مجھے تسلی ہوئی کہ اب ہمارا مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے نہیں گرے گا۔



بائیسویں فصل

حضرت ام سلمہؓ کے فتاوی کی کثرت

اگر چہ تمام ازواج مطہرات علوم کی مخزن تھیں کیونکہ ان کے سامنے ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال مبارکہ اور افعال مبارکہ تھے۔ لیکن بی بی عائشہ اور بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا کوئی حریف نہیں تھا، کوئی مقابل نہیں تھا۔

علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اگر صرف سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاوی کو ہم جمع کریں تو ایک مستقل کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ یہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ایک مقام اور ایک عظمت تھی۔

حضورؐ نے ام سلمہؓ کو کیا سامان دیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ایک چمڑے کا تکیہ آٹا پیسنے کی ایک چکی اور ایک رکابی اور ایک مٹکا آپ کو دیا۔ اس طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ بنیں۔

حضورؐ کا نجاشی شاہ حبشہ کو ہدیہ روانہ کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ کو ایک جبہ اور مسک (کستوری) ہدیہ بھیجی تھی۔ لیکن وہ ہدیہ پہنچنے سے پہلے فوت ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا میرا وہ ہدیہ واپس آ رہا ہے اگر وہ مجھے پہنچ گیا تو وہ بھی میں تمہیں دوں گا۔

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر چہ میں شادی شدہ اور عیالدار عورت تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، جلال اور جمال کا یہ عالم تھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنے سے گھبراتی تھی کہ میں اللہ کے نبی کے سامنے بے تکلفی سے کیسے بات کروں۔ آہستہ آہستہ اللہ نے میرے دل سے وہ جو حجاب تھا دور کیا۔ پھر میرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ہی اچھا تعلق قائم ہو گیا۔

حضورؐ کی بیویوں کی دو جماعتیں

علماء نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بیویاں تھیں وہ دو جماعتوں کے اندر تقسیم ہو گئیں۔ ایک جماعت کی سربراہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور ایک جماعت کی سربراہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حسن جمال بھی عطا فرمایا تھا اور حسن فہم بھی عطا فرمایا تھا۔

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مقام ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں کہ ہمیں جرأت نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کر سکیں لیکن تم بات کر سکتی ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھائیں کہ جب آپ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہوتے ہیں تو صحابہ ہدیہ بھیجتے ہیں جب دوسری بیویوں کے گھر میں ہوتے ہیں تو صحابہ ہدیہ نہیں بھیجتے۔ آپ حکم دیں کہ میں جس گھر میں بھی ہوں صحابہؓ بغیر کسی پابندی کے اس گھر میں ہدیہ بھیجیں۔

حضرت ام سلمہؓ کی حضورؐ سے گفتگو اور حضورؐ کا جواب

جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو سَکَتَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ازواج کو بتایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ بیویوں نے کہا جب دوبارہ موقع ملے تو پھر عرض کرو۔ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دوسری دفعہ کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر خاموش ہو گئے۔

جب تیسری دفعہ کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام سلمہ! (رضی اللہ عنہا) کیسی بات کرتی ہو میں کیسے لوگوں کو کہوں کہ تم مجھے ہدیہ دیا کرو۔ ہدیہ تو آدمی اپنے دل کی خوشی سے دیتا ہے۔ جب چاہتا ہے انسان دیتا ہے ہدیہ کے لئے انسان نہ مانگا کرتا ہے اور نہ کوئی اشارہ کرتا ہے ہدیہ تو وہ ہوتا ہے کہ دل میں طمع نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان صحابہؓ کو تو منع کر دوں لیکن جبرائیل بھی تو اس وقت آتا ہے جب میں بی بی عائشہؓ کے گھر میں ہوتا ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام کو بھی روک دوں کہ تم وہاں نہ آیا کرو۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہے۔

یہ بات کہنے کی جو جرأت اور ہمت تھی وہ صرف بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو تھی۔

روزانہ عصر کے بعد ازواج کے پاس جانا

محدثین نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ روزانہ عصر کے بعد ہر بیوی کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ ان سے حال و احوال اور خیریت پوچھتے تھے۔ رات اس بیوی کے گھر میں رہتے تھے جس کی

باری ہوتی تھی اگر چہ اللہ کی طرف سے اختیار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر باری ضروری نہیں تھی لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ عدل کیا سفر میں لے جانے کیلئے قرعہ اندازی کی کہ کس بیوی کا نام نکلتا ہے۔

اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ اگر کسی آدمی کی دو بیویاں ہوں تو ضروری ہے کہ وہ ان میں عدل وانصاف کرے۔ کیونکہ عدل وانصاف سے معاشرہ بنتا ہے اور گھروں میں سکون پیدا ہوتا ہے یہ نہ جبر سے ہوتا ہے اور نہ قہر سے ہوتا ہے۔

حضورؐ کی ازواج کے پاس جانے کی ترتیب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد سب سے پہلے بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ پھر تمام بیویوں کے گھر جاتے اور آخر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور پھر مغرب کی نماز کے لئے مسجد نبوی تشریف لے جاتے تھے۔ عشاء کے بعد جس بیوی کی باری ہوتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں تشریف لے جاتے تھے۔

صحابہؓ کا حضرت ام سلمہؓ سے مسائل پوچھنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا علم اور صاحب الرائے ہونا بڑا مسلم تھا۔ حتیٰ کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے راوی جو کثیر الروایہ ہیں اور ابن عباسؓ جیسے صحابی جو حبر المفسرین تھے ان کو بھی مسائل میں کوئی دقت پیش آتی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتے تھے۔

عصر کی نماز کے بعد نوافل جائز کیوں نہیں

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھ رہے تھے۔

مروان بن حکم نے دیکھا تو کہا عصر کی نماز کے بعد یہ کونسی نماز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ. عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔

انہوں نے کہا مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پتہ چلا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھے ہیں۔ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھی ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں میں نے یہ کہا ہے لیکن بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے روایت کی ہے۔

اب اس میں علماء کا اختلاف ہو گیا۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ عصر کی نماز کے بعد دو رکعت کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مثلاً کسی نے طواف کر لیا اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی کوئی عصر کی نماز کے بعد مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لی۔ اس نیت سے اگر پڑھتا ہے تو تب جائز ہے ان کا منشأ بھی یہی ہے امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں فجر اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز جائز نہیں ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیجا کہ یہ حدیث آپ نے بیان کی ہے بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

یَرْحَمُ اللّٰہُ عَلٰی عَائِشَۃَ. اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر رحمت کرے میں نے ان کو کہا ہے لیکن انہوں نے سمجھا نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں عصر کے بعد دو رکعت پڑھیں تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ کیا بات ہے آپ پہلے تو عصر کے بعد دو رکعت نہیں پڑھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کی جو دو رکعات تھیں۔ وہ ایک وفد کی وجہ سے رہ گئی تھیں۔ اب یاد آئیں تو میں نے وہی

دو رکعات پڑھی ہیں۔

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لَمْ یُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا. اس سے پہلے کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نہیں پڑھیں اور نہ اس کے بعد کبھی دو رکعت پڑھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو میں نے کہا ہے لیکن وہ نہیں سمجھیں۔

عصر کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں

اسی وجہ سے بعض علماء قضاء نمازوں کے بارے میں فتوی دیتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کی نماز قضاء ہے تو عصر کے بعد پڑھ سکتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعت سنت کی قضاء کی ہے۔

روزہ رکھ کر غسل جنابت کیا جا سکتا ہے

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فتوی دیا تھا کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی یا اس کو احتلام ہو گیا اور صبح ہو گئی لیکن اس نے غسل جنابت نہیں کیا تو وہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے بات کو نہیں سمجھا۔ کئی دفعہ ایسے ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمبستری کی اور صبح کو روزہ کی نیت کر لی اور پھر غسل جنابت کیا۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فتوی سے رجوع کر لیا۔

اگر میاں بیوی دونوں پر غسل جنابت ہو اور رمضان کا روزہ ہو تو وہ دونوں وضو کر کے سحری کھا سکتے ہیں اسلام کے اندر بہت آسانی ہے۔

غسل جنابت کیلئے عورت کا اپنے گندھے ہوئے بال کھولنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں اپنے بالوں کو سخت کر کے گوندھتی ہوں اگر مجھے غسل جنابت کی ضرورت ہو تو ہر مرتبہ بالوں کو کھولنا پڑے گا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصل سر کی جلد تک پانی پہنچانا ہے، مینڈھیوں کے ہوتے ہوئے بالوں کی جڑوں کو پانی لگ گیا ہے تو غسل ہو جائے گا ہر دفعہ ان کو کھولنا ضروری نہیں ہے۔

عورت کہاں تک اپنا جسم چھپائے

پوچھا یا رسول اللہ ایک مرد کو کپڑا کہاں تک پہننا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف ساق (نصف پنڈلی) تک اس کو پہنے۔ اگر زیادہ نیچے کرنا چاہتا ہے تو ٹخنے سے اوپر تک پہنے اور ٹخنے ظاہر ہوں۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ عورت کہاں تک کپڑا پہنے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف ساق سے ایک بالشت نیچے تک پہنے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ پھر بھی عورت کے بدن کا کچھ حصہ نظر آئے گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے بھی زیادہ نیچے کر لے تا کہ اس کے پاؤں کا کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ اگر چہ کپڑا زمین پر بھی لٹکے تو درست ہے۔ یہ مسئلہ بھی امت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مسئلہ پوچھا۔

حضرت ابولبابہؓ کے بارہ میں ام سلمہؓ کے گھر وحی کا نزول

روایات میں آتا ہے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ جب بنو قریظہ یہودی قبیلے کا بدعہدی کی وجہ سے محاصرہ کیا گیا تو وہ قلعہ کے اندر بند ہو گئے۔ ان

کو یقین تھا کہ باہر نکل کر ہم لڑ نہیں سکتے ہیں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ قلعہ کے اندر رہ کر لڑتے رہیں تو مہینوں تک اندر رہ سکتے ہیں۔ حضرت ابولبابہؓ کا اسلام سے قبل یہودیوں کے پاس آنا جانا تھا۔ یہ صحابی یہودیوں کے کسی قلعہ کے قریب گئے۔ یہودیوں نے ان سے پوچھا کہ حضور ہمیں قلعہ سے باہر نکلنے حکم دے رہے ہیں۔ اگر ہم قلعہ سے باہر آجائیں۔ تیرا ہمارے ساتھ تعلق ہے ہمیں بتاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

خدا کی شان کہ حضرت ابولبابہؓ نے گردن کی طرف اشارہ کردیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں قتل کردیں گے کیونکہ تم نے عہد شکنی کی ہے۔ ان یہودیوں کو اشارہ کر بیٹھے پھر سوچا کہ میں نے یہ کیا کیا ہے میں نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک راز کو کھول دیا ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو ستون سے باندھ دیا اور صحابہ سے کہہ دیا کہ مجھے صرف اس وقت کھولنا جب نماز کا وقت ہوتا کہ میں وضوء کر کے نماز پڑھ سکوں اس کے بعد مجھے پھر باندھ دینا۔

آج بھی ریاض الجنۃ کے اندر استوانہ ابی لبابہ لکھا ہوا ہے اسی جگہ حضرت ابولبابہؓ نے اپنے آپ کو باندھا تھا۔

ایک استوانہ الحرس ہے جہاں صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہرہ دیتے تھے۔

ایک استوانہ عائشہ ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا یہ ایک ایسی جگہ ہے آدمی جو بھی یہاں دعا مانگے گا اس کی دعا قبول ہوگی۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اس جگہ بیٹھ کر دعا مانگا کرتی تھیں۔ وہاں بھی ستون بنا دیا تا کہ آنے والوں کو وہاں پڑھنا اور دعا کرنا نصیب ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابولبابہ کے بارے میں خبر دی گئی کہ انہوں

نے اس طرح اپنے آپ کو ستون سے باندھا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اگر ہمارے پاس آ کر غلطی کا اعتراف کر لیتے تو ہم اللہ سے درخواست کرتے تو اللہ معاف فرما دیتے لیکن اب اللہ فیصلہ فرمائیں گے۔ ابولبابہؓ کو اس طرح کئی دن گزر گئے ان کے توبہ کے قبول ہونے کا حکم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر وحی کے آثار نظر آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس طرح آپ کو خوش رکھیں کیا بات ہے؟

فرمایا ابھی مجھے جبرائیل علیہ السلام نے آ کر خبر دی ہے کہ اللہ نے آپ کے صحابی ابولبابہؓ کی توبہ کو قبول فرما لیا ہے۔ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ اگر اجازت ہو تو میں ان کو خوشخبری پہنچا دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ابولبابہ کے پاس نہیں آ سکتی تھی کیونکہ وہ میرا محرم نہیں تھا۔ میں نے حجرے کے پاس کھڑے ہو کر دور سے کہا:

اَبْشِرْ یَا اَبَا لُبَابَةَ اِنَّ اللّٰهَ قَبِلَ تَوْبَتَکَ.

مبارک ہو تمہاری توبہ قبول ہو گئی۔ سب سے پہلی آواز ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دی۔ کیونکہ تمام حجرے مسجد نبوی کے ساتھ تھے اس لئے آواز وہاں تک پہنچ گئی۔ یہ شرف بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوا۔

حضورؐ کا جمعہ کا تمام خطبہ سنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دین کے مسائل میں اتنی دلچسپی تھی کہ فرماتی ہیں میں ایک دن کنگھی دے رہی تھی جمعہ کا خطبہ شروع ہو گیا تو میں نے وہ بال بنانے چھوڑ دیے اور اپنے گھر کے دروازے کے پیچھے کھڑی ہو کر تمام خطبہ سنا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی لفظ نہ چھوٹ جائیں۔

حدیبیہ میں دم احصار کی قربانی کرنے میں حضرت ام سلمہؓ کی رائے

علماء و محدثین نے لکھا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان بلند مقام والوں میں سے ہیں جن کی رائے کو ترجیح دی جاتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشورہ لیتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پندرہ سو صحابہؓ کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لائے اور کفار کو پتہ چلا تو انہوں نے روکنے کی کوشش کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا راستہ بدلتے بدلتے حدیبیہ پہنچے تا کہ کسی طرح حرم میں داخل ہو جائیں کیونکہ حرم کا احترام کفار بھی کرتے تھے اس کے بعد کفار عمرہ سے نہیں روکیں گے۔ یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ قرآن و حدیث میں ہے یہ حدیبیہ وہی جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے بیعت لی اور قصاص عثمانؓ کے بارے میں جوش میں آئے تھے۔ اس مقام پر مشرکین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کر لی اور صلح کے اندر طے تھا کہ آپ کو واپس جانا ہو گا۔ اگلے سال عمرۃ القضاء پر آئیں گے۔

جب یہ معاہدہ طے ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ دم احصار دو (احصار کہتے ہیں کہ اگر کوئی رکاوٹ آجائے مثلاً انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش کے اندر یہ عام رواج ہے کہ ائرپورٹ پر احرام باندھ کر آ گئے لیکن آگے

فلائٹ نہیں ملی تو احرام کھول دیا) دم احصار یہ ہے کہ آپ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتے جب تک ایک بکری حدود حرم میں ذبح نہ کی جائے۔ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ. اگر تمہیں روک دیا گیا تو لازماً تمہیں ایک بکری ذبح کرنی ہوگی۔ جب تک بکری ذبح نہیں ہو جاتی اس وقت تک احرام میں رہیں گے۔ اگر احرام کھول دیا تو دم لازم ہو جائے گا۔

ایک حدیث مبارک کے اندر رخصت ملتی ہے کہ احرام باندھنے کے وقت یہ نیت کرلے کہ جب مجھے روک دیا تو میں رک جاؤں گا۔ اب اگر اس کو کہیں روک دیا گیا تو اس کو وہیں ھدی ذبح کرنا ہوگی۔ حرم کے اندر ذبح کرنا ضروری نہیں ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اپنی اپنی بکریاں ذبح کرنے کا حکم دیا تو صحابہؓ خاموش بیٹھے رہے، دوسری دفعہ حکم دیا، تیسری دفعہ حکم دیا لیکن صحابہؓ خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمے میں تشریف لائے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھ کر پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں صحابہؓ کو بکری کے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہوں لیکن وہ خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں کچھ عرض کروں تو اس کو قبول فرمائیں گے۔ یا رسول اللہ اصل بات یہ نہیں ہے کہ وہ آپ کا حکم نہیں مان رہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کا بغیر عمرہ کے واپس جانا اور مشرکین سے دب کر صلح کرنا، ان کا یہ اثر ہے وہ اس صدمہ سے باہر نہیں نکلے وہ اس امید میں ہیں شاید اللہ کا حکم آجائے۔ آپ کچھ نہ کہیں بلکہ اپنے جانور کو ذبح کر کے سر منڈا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر آکر اپنا جانور ذبح کرایا اور ایک صحابی کو بلوا کر حلق کرایا تو صحابہؓ نے دیکھا کہ اب کوئی حکم نہیں آتا ہے تو اتنی جلدی جلدی

جانور ذبح کرنے لگے کہ ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم نے اچھا مشورہ دیا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ صحابہؓ آپ کے پروانے ہیں یہ آپ کے حکم کا انکار نہیں کر سکتے تھے۔ اس مسئلہ پر یہ رائے دینے والی بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

اہل بیت کا حضرت ام سلمہؓ کے گھر آنا اور آیت تطہیر کا نزول

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن حضرت فاطمہؓ حریرہ بنا کر میرے گھر لے آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حریرہ بنایا تھا میں نے چاہا کہ آپ کو بھی کھلا دوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بیٹوں کو اور حضرت علی کو بھی بلا لو۔ حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ اور حضرات حسنینؓ کو بلایا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت علیؓ آئے تو میں حجرے میں ہو گئی کیونکہ پردہ کرنا تھا۔ تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا.

ابتداء کے اندر بھی یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اس آیت کا مصداق اور اہل بیت کا مصداق سب سے پہلے ازواج مطہرات ہیں۔ جہاں جہاں قرآن میں لفظ اہل ہے اس کا مصداق ازواج ہیں۔' (مسئلہ اہل بیت تفصیل کے ساتھ ابتداء کے اندر بیان ہو چکا ہے)۔

تو اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت علی اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم اجمعین اور اپنے اوپر چادر ڈال کر دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ. یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ تو حضرت ام

سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر اجازت ہو تو میں بھی اس چادر کے نیچے آ جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتِ بِخَیْرٍ. تم تو پہلے ہی خیر سے ہو۔ تمہیں چادر کے نیچے آنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس لئے یاد رکھیں اہل بیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج، حضرت فاطمہ، حضرت علی اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور آپ کی بیٹیاں بھی ہیں۔ بلاوجہ روافض نے کھینچ تان کر کہا کہ صرف پانچ حضرات اہل بیت ہیں۔

بہر حال اتنی بڑی آیت عظمت، آیت تطہیر اس وقت نازل ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔

یُطَهِّرَكُمْ. سے یاد رکھیں اس سے باطن کی صفائی مراد ہے وگرنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری بیویاں گناہوں سے محفوظ ہیں۔ اس لئے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا اَرٰی فِیْ اَهْلِیْ اِلَّا خَیْرًا. مجھے اپنے گھر والوں کے بارے میں بالکل تسلی ہے۔ میں ان کو ہر لحاظ سے محفوظ سمجھتا ہوں۔

آپؓ کی وفات

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں بعض علماء ۵۹ھ اور بعض علماء ۶۰ھ اور بعض علماء ۶۱ھ بتلاتے ہیں۔ بہر حال اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپؓ کا جنازہ پڑھایا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند سے جو بیٹے عمر، سلمہ تھے اور عبداللہ بن ابی امیہ، عبداللہ بن وھب جو قریبی رشتہ دار تھے انہوں نے قبر میں اتارا آپ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

تئیسویں فصل

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

پہلا نام

ان کا پہلا نام بَرّہ تھا اور بعض مؤرخین نے بُرّہ لکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نام کو بدل دو اور زینب نام رکھا۔

نسبی شان

ان کا قبیلہ کے اندر اتنا بڑا مقام تھا کہ ام الحکم ان کی کنیت تھی۔ قریش خاندان سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد ہیں۔ حضرت زینب کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب ہے۔

بی بی زینب مسلمان اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش بھی مسلمان ہیں اور یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے پرچم اسلام اٹھایا۔ دوسرے بھائی ابواحمد بن جحش ہیں جو اپنے وقت کے نامور شعراء میں سے گزرے ہیں۔ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ کی بہن ہیں اور یہ السابقون الاولون میں سے ہیں۔ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تعلیم کے لئے بھیجا تا کہ لوگوں کو قرآن پڑھائیں

اور اسلام کے لئے تیار کریں۔ اور ایک بہن حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں ان کا نکاح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے تھا۔

غور کریں نسب، ماں، باپ، بھائیوں، بہنوں اور اپنی شرافت کے اعتبار سے کتنا بلند مقام تھا۔

ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اسلام کے لئے تکالیف برداشت کرنا پڑیں۔ سب سے پہلے انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اس میں آپ اور آپ کے دونوں بھائی اور تینوں بہنیں بھی تھیں۔ پھر مکہ واپس آنے کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ روایات کے اندر ہے جب انہوں نے مکہ سے ہجرت کی تو مکہ کا کافی علاقہ ویران ہو گیا کیونکہ بنو جحش کے سارے خاندان نے مکہ چھوڑ دیا تھا۔ خدا کی قدرت کہ ابوسفیان کو موقع ملا اور اس نے بنو جحش کے سارے گھروں پر قبضہ کر لیا۔

حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بنو جحش کے خاندان کی مدینہ میں مہمان نوازی کی تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تقوی، ورع، زہد میں بہت بڑا مقام تھا۔ گویا تمام ازواج مطہرات کی سردار تھیں۔

حضرت زیدؓ اور حضورؐ کے متبنّٰی تھے

اللہ کی شان کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے بنے ہوئے تھے۔ آپ اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن ڈاکوؤں کے گروہ نے آپ کو اغوا کر کے غلام بنا کر مکہ میں بیچ دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خرید کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر دیا۔ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کو حضرت زید رضی اللہ عنہ اتنے پسند آئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کو آزاد کر کے اپنا متبنی (منہ بولا بیٹا) بنالیا۔ اس لئے بہت سارے لوگ انہیں زید بن محمد کہتے تھے۔

حقیقی اور منہ بولے بیٹے کے احکام جدا جدا ہیں

مسئلہ: یاد رکھیں حقیقی صلبی بیٹے کے احکام اور ہوتے ہیں اور منہ بولے بیٹے کے احکام اور ہوتے ہیں۔ منہ بولے بیٹے کیلئے وہ شرعی احکام نہیں ہوں گے جو حقیقی بیٹے کے لئے ہوتے ہیں جیسے ماں کا بیٹے سے پردہ نہیں ہوتا ہے لیکن اگر کسی بچے کو لے کر پرورش کی جب وہ بڑا ہو گیا تو اس سے پردہ ہوگا۔

ہمارے پاک و ہند کے اندر بڑی غلطی ہے کہ چھوٹے بچے کو لے کر پرورش کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اپنا نام لگا لیتے ہیں تا کہ بڑا ہو کر ان کا نام لے یہ غلط بات ہے قرآن پاک میں ہے:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ.

کہتے ہیں اس کا دل ٹوٹ جائے گا حالانکہ اس کا دل اس وقت ٹوٹے گا جب بڑے ہو کر اس کو معلوم ہوگا کہ یہ میرے والدین نہیں ہیں۔ اگر بچپن سے اس کو معلوم ہو جائے تو وہ آپ کا قدر دان ہوگا کہ میرے حقیقی والدین نہیں ہیں لیکن مجھے پالا پوسا اور میری پرورش کی۔

حضرت زیدؓ حضورؐ کو چھوڑ کر اپنے باپ کے ساتھ نہ گئے

حضرت زیدؓ کے والد ان کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مکہ میں آئے تو ان کو پتہ چلا کہ میرا بیٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے۔ ان کو بڑی خوشی ہوئی۔ انہوں نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں

ہم آزاد لوگ ہیں لیکن بچپن میں یہ سفر میں ہم سے بچھڑ گئے۔ ڈاکوؤں نے ان کو پکڑ کر بیچ دیا۔ میں ان کا حقیقی والد ہوں۔ مہربانی کر کے ان کو اجازت دیں کہ میرے ساتھ جائے یہ میرا حقیقی بیٹا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ یہ تمہارا بیٹا ہے ہم نے بھی اس کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں کی ہے میں نے اس کو آزاد کر کے بیٹا بنالیا ہے۔ ہمارا فیصلہ زید کے ہاتھ میں ہے ہم اس کو کلی اختیارات دے دیں گے۔ وہ آپ کے ساتھ جانا چاہے تو ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی اور اگر وہ اپنے منشاء سے نہ جانا چاہئے تو ہم اس پر جبر نہیں کریں گے کہ وہ آپ کے ساتھ جائے۔ چنانچہ زید بن حارثہؓ کو بلوایا اور ان کو بتلایا کہ اتنی مدتوں کے بعد بڑی مشکلوں سے انہوں نے ڈھونڈا ہے۔ میری طرف سے تمہیں اختیار ہے چاہو تو میرے پاس رہو اور چاہو تو والد کے ساتھ چلے جاؤ۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے میں سارا خاندان قبیلہ چھوڑ سکتا ہوں لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ حضور کے دل میں ان کی قدر اور بڑھ گئی۔

حضرت زیدؓ کا حضرت زینبؓ سے نکاح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ جوان ہے اور اس کو بیٹا بنایا ہے اس کی شادی کر دیں۔ بی بی زینب اور اس کے بھائی کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ ہم قریش کے قبیلہ کے لوگ ہیں یہ اگرچہ آزاد ہے لیکن لوگوں میں غلام مشہور ہے۔ ہم اپنی بہن ایک غلام کو کیسے دے دیں۔ ہم یہ رشتہ قبول نہیں کرتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا انکار پہنچا۔ اللہ کی شان کہ اللہ نے قرآن

نازل فرمادیا:

• وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا. (الاحزاب:۳۶)

مفسرین نے فرمایا مؤمن سے مراد عبداللہ بن جحش اور مؤمنہ سے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما ہیں۔

ترجمہ: جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم دے دے تو کسی مؤمن مرد اور عورت کو اختیار نہیں ہے کہ اس کا انکار کریں۔

حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت زینب رضی اللہ عنہما کو پتا چلا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے سوچا کہ ہم نے بڑی زیادتی کی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کا انکار کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خود چل کر آئے کہ ہم سے غلطی ہوگئی تھی اب ہم اس رشتہ کو قبول کرتے ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالبہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہوا، اسی کے اندر حکمت تھی۔

میاں بیوی کے درمیان ناچاکی

اللہ کی شان کہ دونوں میں نباہ نہ ہوسکا۔ کیونکہ ذہنوں میں آزاد اور غلام کا فرق تھا۔ اسی لئے شریعت میں حکم ہے کہ جہاں رشتہ کرو تو کُفو دیکھو کہ وہ مسلمان ہیں اور برابر کے لوگ ہیں اگر حسب، نسب کے اندر برابری نہ ہو تو وہ رشتہ آگے نہیں چلتا۔ یا پھر خواہشات نفسانی پر اسلام اتنا غالب ہو تو ٹھیک ہے ان دونوں

کے درمیان کفاءت نہیں تھی اس لئے دونوں کے درمیان ناچاقی رہتی اور بعض اوقات حضرت زینب رضی اللہ عنہا سخت بات بھی کہہ دیتی تھیں۔

حضرت زینبؓ کو طلاق

حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ آپ کے حکم سے میری شادی ہوگئی لیکن ہر وقت مجھے طعنہ دیا جاتا ہے کہ میں غلام ہوں، حقیر ہوں، لوگوں کے دروازوں پر پلنے والا ہوں، یارسول اللہ یہ طعنے میں کب تک برداشت کروں گا۔ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کو طلاق نہ دو۔ اتق اللہ اللہ سے ڈرو۔ وہ پہلے مجھ سے ناراض ہیں۔ اگر تم طلاق دو گے تو ایک اور مسئلہ پیدا ہو جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ کرایا اب اس کا صلہ یہ ملا کہ طلاق دے دی گئی ہے۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع بھی کر دیا تھا کہ بی بی زینب کو طلاق ہوگی اور اس کو ہم آپ کے نکاح میں لائیں گے۔

یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو نہیں کہتے تھے۔ اس وجہ سے اللہ نے ایک کریمانہ خطاب فرمایا۔

ایک من گھڑت کہانی

بعض لوگوں نے یہاں کہانیاں گھڑی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت زید کے گھر میں دیکھا اس وقت وہ اپنے بالوں کو سکھا رہی تھیں۔ اس کے لمبے بال تھے اور جمال تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

دل میں ان کی محبت آ گئی۔ اور چاہتے تھے کہ زید ان کو طلاق دے دیں تو میں ان سے شادی کروں یہ ساری روایات ہیں جن کو گھڑا گیا ہے اللہ کے پیغمبر معصوم ہوتے ہیں اور ان کی نظر بھی معصوم ہوتی ہے۔

اور یہ بات عقل کے بھی خلاف ہے کیونکہ بی بی زینبؓ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد ہیں آپ اس کو بچپن سے دیکھ رہے ہیں پھر یہ ساری روایات یہودی روایات ہیں اور اس فن کے اندر یہودیوں کو مہارت ہے۔ جو آسمانی کتاب کو بدل دیتے ہیں تو اس میں کیسے کسر اٹھا رکھیں گے۔ روافض کی ابتداء عبداللہ بن سباء سے ہے اور وہ اصلاً ونسلاً یہودی تھا۔ ان روافض کے اندر بھی عادات ہیں کہ یہ بھی جھوٹی روایات بنانے کے بادشاہ ہیں۔

بعض اوقات پوری حدیث میں ایک لفظ کو بدل دیں گے تو ساری حدیث کا مفہوم بدل جائے گا۔ یہ ایک فن ہے اللہ کا شکر ہے کہ اسماء الرجال کے ماہر علماء اوپر بیٹھے ہوئے ہیں جن کو اللہ نے تنقید اور تہذیب کا مقام دیا کہ ایک ایک روایت کے ایک ایک راوی کی تحقیق کی اور حقیقت نکھار کر سامنے رکھ دی کہ یہ حدیث حسن ہے۔ ضعیف ہے، مرسل ہے، منقطع ہے۔ اللہ ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں فرمائے۔

حضورؐ سے حضرت زینبؓ کا نکاح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ تھا کہ حضرت زیدؓ ان کو طلاق دیں گے اور ان کا مجھ سے نکاح ہوگا تو اللہ نے قرآن میں اسی کے بارے میں فرمایا:

تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ.

اے میرے محبوب! آپ جو بات چھپا رہے ہیں اللہ اس کو ظاہر کر کے رہیں گے۔ آپ لوگوں سے ڈرتے ہیں کہ کیا کہیں گے کہ بیٹے کی بیوی سے نکاح

کرلیا۔ جاہلیت والے لوگ تو یہ باتیں بنائیں گے۔ ہم آپ کے ذریعہ سے اس رسم کو مٹانا چاہتے ہیں۔ تاکہ قیامت تک کوئی اعتراض نہ کر سکے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بار بار اصرار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کے باوجود بھی انہوں نے طلاق دے دی۔

حضرت زیدؓ کا حضورؐ کیلئے پیغام نکاح دینا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ اس کا ازالہ یہ ہوسکتا ہے کہ میں خود نکاح کا پیغام دوں اور منشأ خداوندی بھی یہی ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا کہ جا کر نکاح کا پیغام دو۔

ہمارے لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو اس کی بیوی تھی اب یہی دوسرے کے لئے نکاح کا پیغام لے کر جائے۔ اسلام ان باتوں کو درست نہیں سمجھتا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر آئے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ حضرت زیدؓ ان کی جانب پشت کر کے کھڑے ہو گئے اور فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے تمہاری عدت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت زینبؓ کا استخارہ کرنا

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فوراً کہا اَسْتَخِیْرُ رَبِّیْ میں اپنے اللہ سے مشورہ کروں گی۔ استخارہ اتنی بڑی چیز ہے کہ انسان اللہ سے مشورہ لیتا ہے کہ میں یہ کام کروں یا نہ کروں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام دیا۔ بعض روایات کے اندر آتا ہے کہ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت

زینب رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دیا تو آپؓ فوراً وضو کر کے جس جگہ نماز پڑھتی تھی گئیں اور وہاں استخارہ کی دعا پڑھی اور وہیں مشغول ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرما دیا:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا.

ہم نے فیصلہ کر لیا کہ جب زید خوشی سے طلاق دیں گے تو ہم نے آپ کا نکاح بی بی زینب سے کیا۔

حضورؐ سے حضرت زینبؓ کا نکاح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے اترنے کے بعد تشریف لائے اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا آٹا گوندھ رہی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بڑی حیران ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اجازت کے کبھی کسی کے گھر میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر خبر دی کہ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ زَوَّجَنِیْکِ. اللہ نے میرا تیرے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔

بی بی زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ بڑی عجیب سی بات ہو گی کہ نہ کوئی نکاح پڑھانے والا ہے اور نہ کوئی گواہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰہُ مُزَوِّجٌ وَ جِبْرَائِیْلُ شَاهِدٌ. (نکاح کرنے والا خدا ہے اور گواہی دینے والا جبرائیل ہے)۔

حضرت ام سلمہؓ کو اس نکاح کا علم پہلے ہوا

بعض روایات کے اندر آتا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس آیت

کا پہلے پتہ چل گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی کہ اللہ نے عرش سے تیرا نکاح کر دیا ہے۔ بی بی زینب رضی اللہ عنہا اتنی خوش ہوئیں کہ جو زیور پہنے ہوئے تھے وہ سارے اتار کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دے دیئے۔

اس لئے حضرت زینبؓ تمام بیویوں کے سامنے فخر سے فرماتی تھیں کہ اے عائشہ و حفصہ تمہاری بڑی شان ہے لیکن تمہارے نکاح تمہارے والدین نے کئے ہیں اور میرا نکاح خداوند قدوس نے کیا ہے۔

حضورؐ کی خوشی اور شادی کا ولیمہ

حضرت بی بی ام سلیم اور حضرت انس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی خوشی حضرت زینبؓ سے شادی کرنے پر منائی اتنی کبھی نہ سنی تھی۔ یہ پہلی بیوی ہے جس کے ولیمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری ذبح کی تھی۔ اور سب صحابہؓ کو بلوایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حیران ہو گیا کہ چھ سات سو سے زیادہ لوگ آئے لیکن وہ گوشت ختم نہیں ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے یہ بات کہی تو انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی برکت ہے اگر سارے مدینہ والے بھی کھائیں تو بھی گوشت ختم نہ ہو۔

محدثین نے لکھا ہے یہی وہ موقعہ ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک حیس (حلوہ) بنایا۔ جس میں دودھ، پنیر اور تھوڑا بہت آٹا ہوتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ دے کر بھیجا اور ان سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ یہ قلیل سا ہدیہ ہے لیکن آپ قبول فرمالیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے قبول فرمالیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جتنے اصحاب صفہ بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کو بلالو۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ سارے صحابہؓ نے گوشت اور حلوہ کھایا اور بعض محدثین فرماتے ہیں کچھ گوشت کھا کر چلے گئے۔ جب حلوہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر صحابہؓ کو بلایا اور کچھ صحابہؓ نے آکر حلوہ کھایا۔ تو یہ پہلی بیوی ہیں جن کے ولیمہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اہتمام فرمایا اور کسی بیوی کے لئے باقاعدہ اہتمام نہیں فرمایا تھا۔

بعض صحابہؓ کا حضورؐ کے گھر دیر تک بیٹھے رہنا

اس موقع پر یہ واقعہ پیش آیا کہ جو صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر دعوت پر آئے۔ سب چلے گئے لیکن کچھ صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بیٹھ گئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات گراں گزری کہ سب چلے گئے اور یہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثیر الحیاء تھے اس لئے آپ کو یہ بات بھی گراں تھی کہ ان کو کہیں کہ تم چلے جاؤ۔

اس کا حل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اٹھ کر چلے گئے کہ یہ خود سمجھ جائیں گے کہ جب گھر والا آدمی گھر چھوڑ کر جا رہا ہے تو اب ہم کیوں بیٹھے رہیں۔ صحابہؓ کی بھی عجیب شان تھی کہ انہوں نے سوچا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں گے اس لئے وہ بیٹھے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر بعد آئے تو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کچھ دیر بات کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔ پھر اٹھ کر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اس کے بعد پھر آئے تو صحابہؓ بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہؓ کو بھی یہ بات معلوم نہ ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار گزر رہی ہے وگرنہ صحابہؓ یہ بات برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر کوئی بات ناگوار گزرے۔ لیکن ان کو احساس نہیں ہوا اور اس وقت پردے کا حکم بھی نازل نہیں ہوا تھا۔

آیت حجاب کا نزول

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تیسری دفعہ تشریف لائے تو صحابہؓ چلے گئے اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دے دیا کہ جب تمہیں اللہ کے رسول دعوت کے لئے بلائیں تو جب دعوت تیار ہو تب آئیں اور کھا کر چلے جائیں یہ نہیں کہ بیٹھ کر باتیں کرتے رہو۔ تمہارا یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا ناگوار گزرا ہے۔ وہ تو تمہیں نہیں کہہ سکتا ہے کہ گھر سے جاؤ۔ اللہ حق بیان فرما دیتے ہیں اس کے بعد حکم نازل ہو گیا کہ خبردار! کوئی آدمی کسی کی عورت کے سامنے نہیں آ سکتا ہے اگر کوئی چیز مانگنی ہے تو پردے کے پیچھے کھڑے ہو کر مانگنا ہوگی۔

محدثین ومفسرین نے لکھا ہے کہ آیت حجاب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی پر نازل ہوئی اور قیامت تک یہ حکم باقی رہے گا۔

عورت کیلئے پورے جسم کا پردہ ضروری ہے

آج کل ہماری بہنوں اور بیٹیوں اور پڑھے لکھے لوگوں کو مغالطہ ہے اور یہ بات عام ہو گئی ہے کہ عورت اپنے دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، اور اپنا چہرہ کھول سکتی ہے۔ بعض علماء نے تو اسی پر فتوے دیدیے اور بہت سارے لوگ اس کا اثر لے لیتے ہیں۔

جس بات کے اندر آدمی کو آسانی لگتی ہے اس کو آدمی جلدی سے قبول کر لیتا ہے۔ جس کام میں مشقت ہو اس کو قبول نہیں کرتا۔ حق بات یہ ہے اگر چہ کسی کو ناگوار گزرے کہ ایک ہے عورت اور ایک ہے مسئلہ حجاب۔

عورت کا معنی ہے کہ وہ چیز جس کا چھپانا ضروری ہے۔ مرد کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عورة الرجل مِنَ السرة اِلَی الرُّکْبَةِ. کہ مرد کا ننگ ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے کسی کے آگے نہیں کھول سکتا ہے اگر کسی کے آگے کھولے گا تو وہ ملعون ہوگا۔

ہمارے اکثر بھائی حالت احرام کے اندر غلطی کرتے ہیں کہ ناف کے نیچے چادر ہوتی ہے اور ناف نظر آرہی ہوتی ہے جبکہ ناف بھی ننگ میں داخل ہے۔

عورت کے لئے یہ حکم ہے کہ سر سے لے کر پاؤں تک سارا بدن عورت ہے۔ اس لئے عورت کو عورت کہتے ہیں کہ وہ سر سے لے کر پاؤں تک بدن کا کوئی حصہ اجنبی کے سامنے کھلا نہیں رکھ سکتی۔

عورت کے چہرہ کا بھی پردہ ہے

اب رہا مسئلہ چہرے اور ہاتھ اور پاؤں کا تو حالت احرام اور نماز کے اندر چہرہ، پاؤں، ہاتھ کھلا رکھ سکتی ہے۔ کیونکہ نماز، حج وعمرہ ایسی عبادت ہے کہ آدمی احتیاط کرتا ہے کہ کسی اجنبی کے چہرہ پر نظر نہ پڑے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حالت احرام میں جب ہمارے قریب مرد آجاتے تھے تو ہم اپنے چہرہ پر کپڑا کر لیتے تھے۔

بعض علماء نے اس مسئلہ کا حل نکالا ہے کہ عورت اس انداز میں کپڑا ڈالے کہ اگر کوئی غیر محرم آجائے تو کپڑا گرا دے اور کوئی غیر محرم نہیں ہے تو اس کو اوپر

اٹھا سکے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا جود وتقویٰ، سخاوت، ورع، آپ کا حسب و نسب، اور قرابت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرب المثل تھی۔ حضرت امیمہؓ کا اتنا مرتبہ تھا کہ جب خیبر فتح ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیمہؓ کا بطور خاص حصہ رکھا تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی والدہ تھیں۔



ہوتے ہیں ۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام سے غلطی ہوئی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ انبیاء صغائر اور کبائر دونوں سے پاک ہوتے ہیں لیکن نبوت ملنے کے بعد ہوتے ہیں۔ نبوت سے پہلے غلطی ہوسکتی ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام ان کو ابھی زمین پر نہیں اتارا گیا تھا۔ آپ نے درخت نبوت سے پہلے چکھا تھا جبکہ آپ کو نبوت اور خلافت زمین پر اترنے کے بعد ملی تھی۔

محققین علماء کرام کی تحقیق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام پاک ہوتے ہیں۔ شرک سے بھی کبائر سے بھی، صغائر سے بھی، نبوت سے پہلے بھی پاک ہوتے ہیں اور نبوت کے بعد بھی پاک ہوتے ہیں۔ اگر نبوت سے پہلے گناہ ہو تو نبوت کے بعد تو دشمن انگلیاں اٹھائے گا۔

عصمت حضرت آدمؑ

باقی رہی یہ بات کہ حضرت آدم علیہ السلام سے کیوں غلطی ہوئی؟ تو یاد رکھیں انبیاء علیہم السلام سے سہو اور نسیان ہوسکتا ہے اس لئے قرآن کہتا ہے:

فَنَسِیَ اٰدَمَ. آدم علیہ السلام بھول گئے۔

اللہ پاک فرمارہے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے تو ہم کس لئے کہیں کہ انہوں نے گناہ کیا۔

انبیاءؑ کیلئے سہو وخطأ اجتہادی

سہو ہوسکتا ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت کی بجائے دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔

چوبیسویں فصل

حضرت زیدؓ کی شان

قرآن پاک کو شروع سے لے کر آخر تک تلاوت کریں۔ صحابہؓ میں سے صرف حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نام قرآن پاک میں ہے ہاں باقی صحابہ کرامؓ کیلئے

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ . فرمایا گیا ہے نام نہیں لیا گیا ہے۔

زید بن حارثہؓ بنو قزاعہ قبیلہ سے ہیں اور ان کی والدہ قبیلہ معن سے ہیں جو قبیلہ طی کی شاخ ہے۔ یہ غلام نہیں تھے بلکہ آزاد اور بڑے آدمی تھے۔ لیکن آپ ان کی غلامی کا قصہ پڑھ چکے ہیں۔

ان بیویوں کی کیا شان ہوگی جو معصوم نبی کے گھر میں ہیں۔ اور وہ خود بھی پاک ہیں۔

مسئلہ عصمت انبیاء کرامؑ

عصمت کے اندر علماء کا اختلاف ہے کہ ہر پیغمبر صرف گناہ کبیرہ سے پاک ہوتا ہے یا گناہ صغیرہ سے بھی پاک ہوتا ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کبائر سے پاک ہوتے ہیں صغائر سے پاک نہیں

اسی طرح انبیاء علیہم السلام سے خطاء اجتہادی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مسئلہ کے بارے میں حکم نہیں اتارا اور پیغمبر نے اس کے اندر اجتہاد کیا اور غلطی ہو گئی۔ خطا اجتہادی کے اندر ثواب ملتا ہے فرمایا: اَلْمُجْتَهِدُ قَدْ يُخْطِئُ وَ قَدْ يُصِيْبُ مجتہد سے خطا بھی ہوتی ہے اور درستی بھی اگر اس سے خطا ہو جائے تو اس کو ایک اجر ملتا ہے اور اگر اجتہاد کر کے صواب کو پہنچ جاتا ہے تو اس کو دوہرا اجر ملتا ہے۔

جیسے اسارٰی بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہؓ سے مشورہ لینے کے بعد فدیہ لینے کا فیصلہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ فوراً متنبہ فرما دیتے ہیں لیکن ائمہ مجتہدین بھی اجتہاد کرتے ہیں لیکن وہ اس اجتہاد پر قائم رہتے ہیں۔

حضورؐ کی عصمت اور حضرت زینب کو دیکھنے کا الزام

انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے بھی معصوم ہوتے ہیں اور نبوت کے بعد بھی معصوم ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ کو حضرت زیدؓ کے گھر میں دیکھا یہ جھوٹ اور بہت بڑا بہتان ہے۔ حضرت زینبؓ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد ہیں آپ تو ان کو بچپن سے دیکھتے آئے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ آپ کو وحی کے ذریعہ خوشخبری دے دی گئی اور آپ اس بات کو مکہ والوں سے چھپاتے تھے کہ مکہ والے کیا کہیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے، اپنی بہو سے نکاح کر لیا۔ اللہ نے فرمایا ہم اس جاہلیت کی رسم کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یاد رکھو حقیقی بیٹا حقیقی ہوتا ہے منہ بولا بیٹا حقیقی نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ نے کسی بچہ کو بچپن سے پالا اور وہ بڑا ہو گیا تو اس سے پردہ ہوگا کیونکہ وہ حقیقی بیٹا نہیں ہے بلکہ غیر محرم ہے۔

اگر نامحرم کو پالنا ہو تو اس کو دودھ پلا دیا جائے

اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی عورت چھوٹے بچے کو اٹھائے تو اس کو چاہئے کہ اس بچہ کو دودھ پلا کر رضاعی بیٹا بنالے تا کہ بڑا ہونے کے بعد اس کے لئے پردہ کا مسئلہ نہ ہو اور اگر اس کا اپنا دودھ نہ ہو تو کسی قریبی عورت کا دودھ پلا دے تا کہ اس سے رضاعت کا رشتہ ہو جائے وگرنہ بڑا ہو کر عجیب احساس ہوتا ہے۔

حضرت زینبؓ سے حضورؐ کے نکاح کی تکمیل

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بیوی نے پوچھا حضور نکاح میں خطبہ ہوتا ہے اور گواہ ہوتے ہیں اور آپ کا نکاح زینب سے بغیر خطبہ اور گواہوں کے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے نکاح [illegible] ہے اور جبرائیل علیہ السلام گواہ ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت زینبؓ کا نکاح آپ کے بھائی نے بحیثیت ایک ولی کے کیا۔ اصل نکاح تو وہ ہے جو عرش پر ہوا لیکن دنیوی طور پر اس کی یوں تکمیل ہوئی ہے۔ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے صدقات وخیرات کا یہ عالم تھا کہ ان کا لقب ام المساکین ہو گیا کہ یہ غریبوں کی ماں ہیں۔

یہ جانوروں کی کھال اتارنا اور اس کو رنگ کر بیچنا اور اس سے حاصل شدہ پیسے کو خیرات کرنا یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کمال ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا۔

"سب سے بڑا صدقہ وہ ہوتا ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے کما کر صدقہ کرے"۔

اور کبھی اپنے ہاتھ سے دستکاری کرتیں اور اس سے جو مزدوری حاصل ہوتی اس کو صدقہ کر دیتی تھیں۔ یہ شرف حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے۔ اور یہ شرف بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کس بیوی کے ہاتھ لمبے تھے

''میری وہ بیوی جس کا ہاتھ لمبا ہے میری وفات کے بعد سب سے پہلے مجھ سے ملے گی''۔

بیویاں کہتی ہیں کہ ہم حیران تھیں۔ سب سے لمبا ہاتھ تو بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ لیکن جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو ہمیں سمجھ آیا کہ لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت تھی۔

بارہ ہزار درہم (یعنی ۵۵ لاکھ) کا صدقہ کر دیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارہ ہزار درہم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو دیے اس زمانے کے کے بارہ ہزار درہم کا کیا مقام ہوگا آج کے بارہ لاکھ بھی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنی باندی کو فرمایا اس کے اوپر کپڑا ڈال دو۔ میں چاہتی ہوں کہ میری نظر بھی اس مال پر نہ پڑے اس کے اندر ہاتھ ڈال ڈال کر فلاں فلاں کو بھیجو اس طرح وہ سارے بارہ ہزار درہم ختم ہو گئے۔

ایک ہزار درہم کا صدقہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوسرے دن تشریف لائے۔ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اطلاع بھجوائی کہ عمر دروازے پر کھڑے ہیں تو بی بی صاحبہ پردے کے

پیچھے آئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اماں جان مجھے پتہ ہے جو میں نے پیسے بھیجے تھے وہ آپ نے کل ہی خیرات کر دیے آپ کے لئے کچھ نہیں بچا ہے لہٰذا میں ایک ہزار درہم اور لایا ہوں۔ اور گزارش کروں گا کہ اس کو اپنے اخراجات اور کھانے پینے پر خرچ کریں۔

بی بی زینب رضی اللہ عنہا نے مناسب نہ سمجھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیں آپ نے وہ دراہم لے لئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابھی گھر نہیں پہنچے تھے کہ حضرت زینبؓ نے ان کو بھی صدقہ فرما دیا۔

آپ نے اپنے پیچھے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا

یہ وہ واحد بیوی ہیں جنہوں نے فوت ہونے کے بعد اپنے پیچھے کچھ مال نہیں چھوڑا۔ آپ نے اپنی بہن، بھتیجوں اور بھانجوں کو بلایا اور فرمایا ایک کفن کا کپڑا میرے پاس تیار ہے میں نے مزدوری کے پیسوں سے رکھا ہے۔ مجھے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا میں کفن بھیجوں گا آپ اس کو قبول فرمانا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفن بھیج دیں تو دو کفن ہو جائیں گے لہٰذا ایک کفن صدقہ کر دینا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے صدقہ و خیرات اور تقویٰ کا اتنا بڑا مقام تھا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

حضرت عائشہؓ کے متعلق حضرت زینبؓ کی گواہی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب مجھ پر تہمت لگی اور منافقین نے الزامات کی بوچھاڑ کر دی۔ مجھے بڑا خوف تھا کہ میرے حسب، نسب، جمال کا مقابلہ کرنے والی بی بی زینب ہیں کہیں ایسا نہ ہو وہ میرے بارے میں غلط بات کہہ دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئے کہ عائشہ کے بارے میں ایک مسئلہ ہو گیا ہے اور میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں بی بی زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

وَمَا عَلِمتُ فِيهَا اِلَّا خَيرًا.

یارسول اللہ خدا کی قسم میں نے عائشہ میں بھلائی ہی بھلائی دیکھی ہے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھی کہ یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تقوٰی تھا کہ ایک لفظ بھی میرے خلاف زبان سے نہیں نکالا۔ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی بہن حمنہ تہمت لگانے والوں میں شریک تھیں۔

آیت تحریم کا سبب نزول حضرت زینبؓ ہیں

اسی طرح واقعہ تحریم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کے بعد ہمیشہ ازواج مطہرات کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ یہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر شہد کا شربت نوش فرماتے تھے جس کی وجہ سے ان کے گھر میں کافی وقت لگ جاتا تھا۔ تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے مغافیر کا فیصلہ کیا جس کا قصہ تفصیلاً پہلے گزر چکا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔

اس آیت کا سبب نزول بی بی زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت زینبؓ کا انتقال اور جنازہ کی چارپائی

بی بی زینب رضی اللہ عنہا کل ۲۰ھ کو انتقال ہوا۔ یہ پہلی بیوی ہیں جنہوں نے وصیت کی کہ میرا جنازہ اس چارپائی پر رکھا جائے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ مبارک رکھا گیا۔

آپؓ کا جنازہ حضرت عمرؓ نے پڑھایا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تقوٰی، ورع دیکھ کر پریشان بیٹھا تھا کہ آپ کی میت کی بے ادبی نہ ہو۔ تو اسماء بنت عمیسؓ آئیں اور عرض کیا اے امیر المؤمنین ہمارے ہاں ایک گہوارہ بنا دیتے ہیں جس سے پتہ نہیں چلتا کہ عورت موٹی ہے، پتلی ہے اس کے اوپر کپڑا ہوتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے اور فرمایا ان کے لئے بھی گہوارہ بنایا جائے۔ بی بی زینب رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب ہیں جن کا جنازہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

نابینا بھائی کی حضرت زینبؓ سے محبت

یہ پہلی بیوی ہیں جن کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ آج شدید گرمی ہے۔ بی بی زینب کی قبر پر خیمہ لگا دو تا کہ پردہ بھی رہے اور گرمی سے بچت بھی رہے۔

بی بی زینب کے بھائی حضرت ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تھے۔ اس حالت میں اپنی بہن کی چارپائی کے قریب کھڑے تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو احمد تم نابینا آدمی ہو۔ اتنا رش ہے تم گر کر کچلے نہ جاؤ۔ انہوں نے کہا اس بہن کی وجہ سے بھلائیاں ملیں اور ہمیں مقام ملا۔ اس کی وجہ سے ہمارا قرآن میں ذکر آیا۔ اب اگر میں اس کے لئے کچلا بھی جاؤں تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی بہن کی چارپائی سے جدا ہو جاؤں۔ جب تک کہ وہ قبر میں نہ چلی جائے۔

حضرت عمرؓ کی حضرت زینبؓ کی میت قبر میں اتارنے کی خواہش

یہ مقام سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ تدفین میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی شرکت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر شریعت میں اجازت ہو تو حضرت زینب کی میت میں خود قبر میں اتاروں۔ لیکن صحابہؓ نے کہا آپ کے لئے جائز نہیں ہے۔ فرمایا وہ میری ماں ہیں۔ کہا آپ بیٹے ضرور ہیں لیکن وارث نہیں ہیں کہ شرعاً آپ کا پردہ نہ رہے یہ تو اللہ نے ان کو مقام بخشا ہے پھر اسامہ بن زید، عبداللہ اور ابواحمد کے بیٹے آئے انہوں نے قبر کو ٹھیک کر کے آپ کی نعش کو قبر میں اتارا۔ یہ وہ جنت البقیع ہے جس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ کر دعائیں کرتے تھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْبَقِيْعِ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویاں بھی یہیں مدفون ہیں۔

کتنے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ اتنے بڑے خاندان کی ہو کر جب فوت ہو رہی ہیں تو ترکہ میں کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

پچیسویں فصل

حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

سیدہ جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار قبیلہ بنو مصطلق کے بہت بڑے گھرانے سے ان کا تعلق تھا۔

غزوہ بنو مصطلق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو مصطلق مدینہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کو تحقیق کے لئے بھیجا کیونکہ اسلام کے اندر حکم ہے کہ تحقیق کرو۔ جلد بازی نہ کرو۔ غلط فہمیوں میں بڑے بڑے نقصان ہو جاتے ہیں جب ان صحابی نے جا کر تحقیق کی تو پتہ چلا کہ وہ قبیلہ واقعی لڑنا چاہتا ہے اور باقاعدہ تیاری کر رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ جنگ کرنا چاہتے ہیں تو بجائے اس کے کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوں ہم ان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کی۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ سات سو صحابہؓ آپ کے ساتھ تھے اور امہات المؤمنین میں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر تشریف لے جاتے تو قرعہ ڈالتے تھے جس کا نام نکلتا تھا تو اس کو ساتھ لے جاتے تھے۔ اس میں بھی اللہ کی حکمتیں تھیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کی تو منافقین نے کہا کہ ہم بھی ساتھ جاتے ہیں۔ اصل میں منافقین کو پتہ تھا کہ مسلمان یہ جنگ جیت جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور آپ نے مدینہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اور بعض روایات میں آتا ہے حضرت نمیلہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قائم مقام مقرر فرمایا۔

حضرت ابن ام مکتومؓ کی شان

محققین علماء فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ یہ وہ نابینا صحابی ہیں جن کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی طرف سے عتاب آیا تھا۔ سورۂ عبس نازل ہوئی تھی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے یہ میرا وہ شان والا صحابی ہے جس کے لئے اللہ پاک نے مجھ پر عتاب نازل کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ان کی دل جوئی فرماتے کہ ان کے دل کے اندر کسی طرح وہ بات نہ رہے۔ کوئی چیز آتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے چھپا دیتے تھے اپنے مصلیٰ پر کسی کو کھڑا کرنا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

نابینا کے پیچھے کب نماز بلا کراہت درست ہے

اسی لئے علماء نے مسئلہ نکالا ہے کہ اگر کوئی آدمی نابینا ہے لیکن عالم، متقی اور پرہیزگار ہے اور صاف ستھرا بھی رہتا ہے وہ امام بن سکتا ہے۔ خدا کی شان ہے کہ بعض آنکھوں والے بھی صاف ستھرا نہیں رہتے حالانکہ اللہ نے ان کو آنکھیں دی ہیں۔ لیکن بعض نابینا لوگ اتنے صاف ستھرے رہتے ہیں کہ آدمی حیران ہوتا ہے۔

نابینا قاری غلام یٰسین کا تذکرہ

ہمارے مدرسہ کے قاری غلام یٰسین صاحب تھے بڑے صاف ستھرے رہتے تھے۔ اللہ نے ان کو اتنا حافظہ دیا تھا کہ عشاء کے بعد قرآن پڑھتے اور صبح سحری ختم ہونے سے پہلے ختم کرتے تھے۔ پیچھے دو دو سو حافظ ٹھہرتے تھے لیکن مجال ہے کہ کوئی غلطی نکال سکتا۔

ان کے شاگرد یہاں مکہ کے اندر بھی رہتے ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ وہ اتنا صاف ستھرا رہتے تھے کہ اپنے شلوار و قمیص کی استری کا بھی خیال رکھتے تھے کہ کہیں وہ تو خراب نہیں ہوئی ہے۔ ٹائم ایسے بتاتے تھے کہ اس کے اندر کوئی غلطی نہ ہوتی تھی اتنی اچھی چائے بناتے تھے کہ ہم اپنا گھر چھوڑ کر ان کے گھر چائے پینے کے لئے جاتے تھے۔ یہ اللہ کی قدرت ہے۔

اور بڑے بڑے عالم بھی ہوتے ہیں ۔ ہمارے ہاں مولانا اللہ وسایا صاحب دارالعلوم دیوبند کے پڑھے ہوئے تھے جب حضرت مدنی وہاں کے شیخ الحدیث تھے یہ ان طلبہ میں ہوتے تھے جو فرسٹ ڈویژن لیتے ہیں۔

دین کے مسائل سیکھنے کی اہمیت

اس لئے اگر کوئی نابینا ہو اور عالم ہو نماز کے، مسائل جانتا ہو تو امام بن سکتا ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ دین کی ساری کتابیں پڑھی ہوئی ہوں۔ آج ایسے نماز پڑھ رہے ہیں جن کو یہ پتہ بھی نہیں ہوتا ہے کہ ہم مسبوق ہیں یا لاحق ہیں۔

یوں سمجھیں کہ امام مسافر تھا اس نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ تو آپ امام کے ساتھ شروع سے لاحق ہیں۔ نماز کی چھوٹی کتاب دیکھ لیں تاکہ ضرمسائل معلوم ہو جائیں۔ لیکن اس چیز کا شوق ہی نہیں

ہے۔ ناول پڑھنے کا شوق ہے یہاں بیس بیس حج کر لئے لیکن حج کے مسائل معلوم نہیں ہیں۔ بس لوگوں کو دیکھ کر سارے احکام پورے کر رہے ہیں۔

مکہ میں رہنے والے لیکن سارا دن عرفات بیٹھے رہے اور حج غارت ہو گیا وجہ یہ ہے کہ ہمیں دین سے محبت اور دلچسپی نہیں ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن اس سے عقیدت نہیں ہے۔ آپ اخبار پڑھتے ہوں تو دیکھیں کہیں گے کہ آپ ہمیں ناشتہ اور روٹی نہ دیں بلکہ اخبار دے دیں۔ اس طرح اس اخبار کو پڑھیں گے کہ اس کی ایک ایک سطر کو پڑھیں گے۔

حضورؐ کی جنگ کی تیاری

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تیاری کی اور روانہ ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قبیلہ بنو مصطلق کا ٹکراؤ مریسیع ایک جگہ ہے جہاں پانی تھا وہاں ہوا۔ وادی قدید مدینہ کے راستہ میں آتی ہے سعودی عرب والوں نے بڑی کوشش کی ہے کہ ان علامات سے ہمیں اسلام کی سابقہ تاریخ نظر آئے۔

آپ حرم کے اندر دیکھتے ہیں کہ کسی دروازہ کا نام باب العمرہ اور کسی کا باب الفتح رکھ دیا۔ باب الندوہ یہ باب ام ہانی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ان دروازوں کے نام پڑھ کر آدمی کے ذہن میں پورے مکہ کی تاریخ آجائے۔ یہ ایک بڑا کام ہے۔

میں نے ہندوستان اور پاکستان کے علماء پر زور دیا ہے کہ آپ بچوں کے نصاب تعلیم کو تبدیل کریں اور اس کے اندر یہی اسلامی باتیں رکھیں کیونکہ جب بچہ ک سے کتا پڑھے الف سے انار اور ب سے بکری تو اس کو یہی چیز یاد ہوگی۔ لیکن جب وہ میم سے مدینہ اور مکہ پڑھے گا تو اپنے والدین سے پوچھے گا کہ آج استاد نے ہمیں مکہ اور مدینہ پڑھایا ہے یہ کیا ہیں تو والدین اس کو بتائیں گے۔ آج تو اتنا رواج ہو گیا ہے کہ جو دولت مند ہیں وہ اپنے بچوں کو انگریزی سکول

میں پڑھاتے ہیں۔ تاکہ بچہ جب پڑھ کر نکلے تو اصل انگریز نظر آئے۔ منہ بھی اسی طرح ٹیڑھا کر کے بولیں گے اور کندھے اچکا کر بات کریں گے تاکہ پتہ چلے کہ واقعی ان کی ذریت ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

دشمن فوج سے ٹکراؤ

جب بنو مریسیع پر ٹکراؤ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تم کلمہ پڑھ لو تم کیوں لڑتے ہو۔ انہوں نے بجائے دعوت کو قبول کرنے کے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ یہ بڑا تیر انداز قبیلہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی نصرت فرمائی مسلمانوں نے مل کر ان پر حملہ کیا تو سب تتر بتر ہو کر بھاگ گئے۔

مال غنیمت

اللہ نے ایسی کامیابی دی کہ چھ سو ان کا آدمی گرفتار ہوا۔ دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مال غنیمت کے اندر ملیں۔ بی بی جویریہ رضی اللہ عنہا بھی قیدی بن کر آئیں۔ ان کا پہلا نام بَرَّہ تھا جس کا معنی ہوتا ہے نیک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر جویریہ رکھ دیا۔ کیونکہ بَرَّہ یعنی اپنے آپ کو نیک کہنا بڑائی ہے۔

حضرت جویریہؓ کس کے حصہ میں آئیں

حضرت جویریہؓ حضرت ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں مملوکہ باندی کے طور پر آئیں۔ انہوں نے بھی دیکھا اور حیران ہوئے کہ یہ تو کوئی بڑے خاندان کی عورت ہے کیونکہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حارث کی بیٹی تھیں۔ جو بنو مصطلق کا بڑا سردار تھا۔ بی بی جویریہ نے بھی اس کو فوراً کہا کہ

یہ تو اللہ کی شان ہے کہ میں قیدی ہوگئی اور تمہارے حصہ کے اندر آ گئی۔ لیکن آپ کا اور میرا گزارہ نہیں ہوسکتا تم میرے ساتھ کتابت کرلو۔ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ انہوں نے نو اوقیہ سونا لینے پر ان آزاد کرنے کا فیصلہ کیا۔

(فائدہ) ایک اوقیہ شرعی نقطہ نظر سے چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم تین ماشہ اور ایک رتی کا ہوتا ہے۔

حضورؐ کا حضرت جویریہؓ سے بدل کتابت دینے پر شادی کا معاہدہ

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا ٹھیک ہے میں قبول کرتی ہوں اب بی بی صاحبہ نے سوچا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کروں۔ خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں سردار کی بیٹی ہوں اور قید ہوکر ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئی ہوں اس سے بدل کتابت طے کرلیا ہے لیکن میرے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ میں تمہارا بدل کتابت ادا کردوں پھر جب تم آزاد ہو جاؤ تو میں تمہیں اپنی بیوی بنالوں۔ اس نے کہا یارسول اللہ مجھے آپ کی بیوی بننا قبول ہے۔

حضرت جویریہؓ کے باپ کی بدل کتابت دینے کی مشروط پیشکش

مؤرخین نے لکھا ہے کہ حارث بن ابی خرار جنگ ہار گیا لیکن اس کو اپنی بیٹی کا بہت بڑا غم تھا۔ اس نے بہت سارے اونٹ اچھے سے اچھے جمع کئے لیکن ان میں جو دو سب سے زیادہ عمدہ اونٹ تھے ان کو وادی عتیق (مدینہ منورہ سے پہلے وادی ہے) میں بھیجا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی خواہش کی وہاں جا کر کہا کہ میں قبیلہ بنو مصطلق کا سردار ہوں اور مجھے رئیس العرب کا لقب ملا ہوا ہے۔ میری بیٹی قید ہوکر آئی ہے اور مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے

کہ اس سے کتابت ہوئی ہے مجھ سیدل کتابت لے لیں اور اس کو آزاد کر دیں لیکن شرط یہ ہے کہ آزاد کرنے کے بعد میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔

حضرت جویریہؓ کی عمر بیس سال تھی

حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایسی برکت والی بیوی کبھی بھی نہیں دیکھی۔ حالانکہ بی بی جویریہ رضی اللہ عنہا ان کی سوکن ہیں اور ان کے مقابلہ پر آسکتی ہے کیونکہ جب ان کی شادی ہوئی تو صرف بیس سال عمر ہے۔

حضرت جویریہؓ کی برکت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا برکت دیکھی۔ تو فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا تو ان کے چھ سو رشتہ دار قید تھے۔ صحابہؓ نے ان کو آزاد کر دیا کہ یہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں اب ہم ان کو کیسے غلام بنا سکتے ہیں۔ اس بی بی کی وجہ سے اس کی قوم کا چھ سو بندہ آزاد ہو گیا۔ اس سے بڑی برکت کیا ہو گی۔

جنگ سے تین دن پہلے حضرت جویریہؓ کا خواب

بی بی جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس جنگ سے تین رات قبل خواب دیکھا۔ آسمان کا چاند ٹوٹا ہے اور میری گود میں آگرا ہے۔ میں حیران تھی اس کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے۔ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ خواب دیکھا تھا ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ یہ چہرے پر کیا نشان ہے تو انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ میں نے خواب دیکھا تھا کہ آسمان کا چاند میرے دامن میں آگرا ہے تو میرے خاوند نے مجھے غصہ سے مارا تھا کہ اچھا تو چاہتی ہے کہ محمد مصطفیٰ کی بیوی بن

جاؤں۔اس وقت بھی لوگ چاند سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ دیتے تھے۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کر آسمان کا چاند آیا ہے اور میرے حجرے میں غائب ہو گیا ہے۔اسی طرح دوسرا چاند آیا اور وہ بھی میرے حجرے میں غائب ہو گیا۔اسی طرح تیسرا چاند آیا اور میرے حجرے میں غائب ہو گیا۔میں حیران ہو رہی ہوں کہ تین چاند میرے حجرے میں اتر رہے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ تعبیر خواب کے ماہر تھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے یہ خواب اپنے ابا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیان کیا۔کیونکہ ان کو تعبیر الرؤیا میں ایک مقام حاصل تھا۔ ابا جان خاموش ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ صبح کی نماز کے بعد پوچھتے تھے۔کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔کوئی صحابی کہتا کہ خواب دیکھا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ تعبیر دو۔

امام ابن سیرینؒ کا علم تعبیر میں مقام

کیونکہ یہ ایک مستقل علم ہے اس میں محمد بن سیرین بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں اور باقاعدہ کتابیں لکھی ہیں ان کی کتابیں آج بھی ملتی ہیں۔مثلا ایک آدمی نے خواب میں لائٹ دیکھی تو کیا مراد ہے۔سورج، چاند دیکھا تو کیا مراد ہے۔لیکن یہ بڑا باریک بینی کا علم ہے۔

برے خواب کے نقصان سے بچنے کی تدبیر

حدیث میں حکم ہے اگر تم خواب دیکھو اور وہ ڈراؤنا ہو تو تین دفعہ اپنے بائیں

طرف اعوذ باللہ پڑھ کر تھوک دو اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ کر سو جاؤ اور کسی کو بھی نہ بتاؤ۔ یہ خواب آپ کو کبھی نقصان نہیں دے گا۔

اچھا خواب کس کو بتائیں

اور اگر اچھا خواب دیکھا ہے یا سمجھ نہیں آرہا ہے تو کسی اہل علم کو خواب بتاؤ۔ اگر دوستوں اور تعلق والوں میں کوئی خواب کی تعبیر جانتا ہو اس کو بتاؤ۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو خواب ہے یہ ایسے ہے جیسے کسی پرندے کے پاؤں پر ایک دانہ رکھا ہو۔ جیسے تعبیر بتائی جائے ویسے ہوتا ہے اس لئے کسی صحیح آدمی کے پاس جائیں۔

ایک ہی قسم کے خواب کی عجیب تعبیر

محمد بن سیرین کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور خواب بیان کیا کہ میری چارپائی کے نیچے ایک بہت بڑا تھال آگ کے انگاروں سے بھرا ہوا ہے اور انگارے اس کے اندر دہک رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا چارپائی کے نیچے کھودو تجھے بہت بڑی دولت ملے گی۔ تو اس کو ہیرے جواہرات مل گئے اللہ کی شان اس کی چارپائی کے نیچے خزانہ دفن تھا۔ کچھ عرصہ بعد ایک اور آدمی آیا اور اس نے بھی یہی خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا جلدی سے جاؤ اور اپنے گھر کا سامان نکال لو تمہارے گھر کی چھت گرنے والی ہے چنانچہ اس کی چھت گر گئی۔

محمد بن سیرین کے شاگردوں نے پوچھا حضرت دونوں آدمی آئے اور ایک ہی خواب بیان کیا لیکن تعبیر مختلف ہے۔ حضرت محمد بن سیرین نے فرمایا تم نے غور نہیں کیا ہے پہلے نے جب خواب دیکھا تھا اس وقت سردی کا موسم تھا۔

اس موسم میں ہر آدمی گھر میں آگ جلاتا ہے تا کہ گرمی حاصل ہو اور راحت حاصل ہو۔ اور وہ انگاروں کی طرح جل رہی تھی اور ہیرے جواہرات بھی اسی طرح چمکتے ہیں اس لئے میں نے یہ تعبیر دی تھی۔ اور دوسرے نے گرمی میں خواب دیکھا ہے۔ اس کا مطلب ہے تکلیف ہوگی اس لئے میں نے یہ تعبیر دی ہے۔

حضرت نانوتویؒ کا مقام تعبیر خواب

تعبیر دینا کوئی آسان کام نہیں ہوتا ہے۔ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ جو دارالعلوم دیوبند کے بانی ہیں ان کے بارے میں ہے کہ آپ اچھی تعبیر دیتے تھے۔ ایک اہل حدیث آدمی آیا۔ اس نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ امام بن کر کھڑے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے کھڑے ہیں۔ مولانا قاسم نانوتویؒ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ نواب صدیق حسن خان فوت ہو گئے ہیں۔ کہنے لگے کہ دو دن پہلے تو نواب صاحب بالکل ٹھیک ٹھاک تھے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء ہیں آپ کے ہوتے ہوئے کوئی نبی مصلے پر کھڑا نہیں ہو سکتا تو نواب صدیق حسن خان کیسے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ہاں یہ ہے کہ ان کی میت آگے رکھی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے کھڑے ہوں ابھی کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ اطلاع آئی کہ نواب صدیق حسن خان فوت ہو گئے ہیں۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اپنا خواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیان کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ اور کوئی جواب نہیں دیا۔ میں حیران ہو گئی کہ ابا کے سامنے خواب رکھا لیکن کوئی جواب نہیں دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک ہوئی اور حضور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں دفن ہوئے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے بڑے دلگیر، غمگین لہجہ میں فرمایا اے عائشہ جو تو نے تین چاند دیکھے تھے آج پہلا چاند آ گیا ہے اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے۔

حضرت جویریہؓ کا خواب اور تعبیر خواب

بی بی جویریہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے بھی جب خواب میں دیکھا کہ میرے دامن میں چاند آیا ہے تو میں حیران ہوگئی تو میں نے ایک آدمی سے پوچھا تو اس نے کہا معلوم ایسے ہوتا ہے کہ تم محمد مصطفیٰ کی بیوی بنو گی۔ میں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے ہمارا دین اور عقیدہ بھی نہیں ملتا۔ اور ہمارا قبیلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ اس نے کہا یہ اللہ کو پتہ ہے مجھے تعبیر یہی معلوم ہوتی ہے۔ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بنی تو مجھے وہ خواب یاد آیا کہ آج میرے گھر میں چاند آیا ہے۔

حضرت جویریہؓ کی کثرت عبادت

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اتنی عابدہ تھیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت گھر تشریف لائے تو یہ فجر کی نماز ادا کر کے مصلے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔ امہات المؤمنین ہو کر اتنا عبادت کا شوق تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا صبح سے اب تک کیا پڑھ رہی ہو۔

اصل وجہ یہ ہے کہ اللہ نے جو عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چنی تھیں وہ ہر لحاظ سے طیبات ، طاھرات، مؤمنات، قانتات، صائمات،

ذاکرات تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ایسی تسبیح بتاتا ہوں سارے دن کی عبادت ایک طرف اور اس کو پڑھنے کا ثواب ایک طرف۔ کہا یا رسول اللہ مجھے سکھا دیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ دعا سکھائی۔

بڑے ثواب کے کلمات

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ. یہ جو دعا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو سکھائی۔ اسی طرح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

وزن اعمال میں بھاری کلمات

یہ ایسے اذکار ہیں جن پر امام بخاریؒ نے اپنی کتاب بخاری شریف کو ختم فرمایا کہ کلمتان خفیفتان علی اللسان کہ دو کلمات ہیں جو زبان پر بڑے آسان ہیں ثقیلتان فی المیزان لیکن اللہ کے ہاں میزان میں بہت بھاری ہیں۔ حبیبتان الی الرحمن اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔

بعض کلمات مختصر ہوتے ہیں لیکن ان کے منافع کثیر ہوتے ہیں۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کانت عابدۃً صوامۃً قوّامۃً. کہ بی بی جویریہ کثرت سے روزہ رکھتی تھیں اور ان کی راتیں مصلے پر گزرتی تھیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا حسب، نسب، قبیلہ اعلیٰ ہے، باپ اگر سردار تھا تو اللہ تعالیٰ نے شوہر وہ عطا فرمایا جو سید الاولین والآخرین ہیں یہ تو نصیب و مقدر کی بات ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ بی بی جویریہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف گھر سے تعلق رہا۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اگر آپ حج کرنا چاہیں تو سارے انتظامات ہم کردیں گے۔

حضرت جویریہؓ اور حضرت سودہؓ وفات نبوی کے بعد حج کو کیوں نہ گئیں

بی بی سودہ رضی اللہ عنہا اور بی بی جویریہ رضی اللہ عنہا ان بیویوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کا حکم یہی ہے کہ وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ کہ اپنے گھروں میں رہو۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا حج کے لئے جاتی تھیں اور جنگ جمل کا واقعہ پیش آیا۔ بعد میں جب وہ یہ آیت پڑھتی تھیں تو بہت روتی تھیں کہ اگر میں گھر میں رہتی تو اس امتحان سے بچ جاتی۔ حالانکہ شرعاً آپ کا جانا منع نہیں تھا وگرنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبھی انتظام نہ فرماتے۔

امت محمدیہ کی اوسط عمر

علماء نے لکھا ہے کہ جب حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔ آپ کی کل عمر ۶۵ سال ہوئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اکثر میری امت کی عمر ۶۰ اور ۷۰ کے درمیان ہوگی۔ کسی کی عمر ۸۰، ۹۰، ۱۰۰ پر ہوسکتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ لیکن یہ عمر نادر اور قلیل ہوتی ہے۔

حضورؐ کی عمر

اس لئے ہمارے علماء جب ساٹھ سال سے گزر جاتے تو فرماتے ہیں جو شرعی عمر تھی وہ ہم نے گزار لی ہے اب ہم جھونگے میں زندہ ہیں۔ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی اپنی عمر ۶۳ سال تھی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ۶۵ سال تھی۔ یہ صرف بیان کرنے کا فرق ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا بھی ربیع الاول میں ہوئے اور وفات بھی ربیع الاول میں ہوئی ہے۔

جب بعض صحابہ آپ کی عمر مبارک گنتے ہیں تو ربیع الاول کے علاوہ جو باقی مہینے ہیں اس کو پورا سال گنتے ہیں۔ اور بعض صحابہ ان مہینوں کو چھوڑ دیتے ہیں کہ پورا سال نہیں ہے۔ سال تو محرم سے شروع ہوگا۔

حضرت جویریہؓ کی عمر مبارک

لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ عمر ۶۳ سال ہے۔ لہٰذا دونوں اقوال درست ہیں بی بی جویریہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۶۵ سال ہوئی۔

حضرت خدیجہؓ اور حضرت میمونہؓ کی قبریں کہاں ہیں

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی ہے تمام ازواج مطہرات کی وفات مدینہ میں ہوئی ماسوائے سیدہ خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کے کہ ان کی وفات مکہ میں ہوئی اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئیں۔ اور سوائے بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کے کہ ان کی قبر مبارک مقام سرف میں ہے۔ خدا کی شان ہے کہ حضرت میمونہ پیدا بھی وادی سرف میں ہوئیں، اور اللہ نے موت بھی وادی سرف میں دی۔ باقی ازواج مطہرات کی قبریں جنت البقیع میں (ایک ہی احاطہ میں) ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی خواہش اور حضرت عمرؓ کی روضہ میں تدفین

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمنا تھی کہ میری قبر روضہ اقدس میں بنے۔

کیونکہ یہ حجرہ مبارکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہا جب فوت ہونے لگے تو انہوں نے اپنے بیٹے کو بھیجا اگر اجازت ہو تو میں دفن ہو جاؤں۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اجازت دے دی۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ عمر مجھ سے زیادہ مستحق تھے اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ یہ ہمارے لوگ غلط کرتے ہیں کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کرتے ہیں پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سلام کرتے ہیں یہ ان کا گھر تھا یہ ان کی مزار نہیں ہے اس لئے یہ غلط ہے۔

آپ کا جنازہ مروان نے پڑھایا

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ مروان بن حکم نے پڑھایا کیونکہ وہ والی مدینہ تھے۔ کیونکہ قاعدہ تھا کہ جو حاکم ہوگا وہی جنازہ، خطبہ، عیدین اور جمعہ پڑھائے گا۔

آج بہت کم حکمران لوگ ایسے رہ گئے ہیں جن کو اپنی نماز کا پتہ ہو۔



چھبیسویں فصل

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

آپ قریش کے خاندان میں سے تھیں۔ آپ کے پہلے شوہر کا نام عبداللہ بن جحش اور بعض علماء نے فرمایا عبید اللہ بن جحش تھا۔ آپ اور آپ کے شوہر شروع اسلام میں ایمان لے آئے تھے۔ آپ پر بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح تکلیفیں آئیں۔ سرزمین مکہ کو چھوڑ کر حبشہ ہجرت کر گئے۔

آپ کا خاوند عیسائی ہو کر مرا

خدا کی قدرت وہاں جا کر آپ کے شوہر عبید اللہ بن جحش شباب و کباب میں مبتلا ہو گئے۔ اسی حالت میں انہوں نے نصرانیت کو قبول کر لیا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بڑا سمجھایا لیکن وہ فسق و فجور کے اندر اتنا بڑھ گئے تھے کہ اس کی تسکین کے لئے ان کو ان عیسائیوں کی ضرورت تھی اس لئے اس دین کو قبول کر لیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ مر گئے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا وہاں پریشان ہو گئیں ایک تو وہ وہاں اکیلی ہو گئیں اور دوسرا شوہر نصرانی ہو کر مر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچی کہ ام حبیبہ بہت بڑے گھر کی بیٹی ہیں اور بہت بڑے ابتلاء کے اندر آ گئی ہیں۔ کیونکہ آپ سردار قریش ابوسفیان کی بیٹی اور حضرت معاویہ کی بہن تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عبداللہ الضمری ؓ کو اپنا قاصد بنا کر شاہ حبشہ کی طرف بھیجا نجاشی رحم دل اور انصاف والا بادشاہ تھا۔ پہلے نصرانی تھا پھر

مسلمان ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر ام حبیبہ میرے ساتھ نکاح پر راضی ہو تو میں تمہیں اس کا شرعی وکیل بناتا ہوں کہ تم میرا اس کے ساتھ نکاح کرو۔ اگر وہ راضی نہ ہو تو اسے عزت واحترام کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا جائے کیونکہ وہ ایک بہت بڑے خاندان کی بیٹی ہے۔

جب نجاشی کو یہ پیغام ملا تو اس کی ایک خاص کنیز تھی۔ اس نے کنیز کو بلا کر سمجھایا کہ ام حبیبہ سے جا کر بات کرو۔ اگر وہ اس بات پر راضی ہو تو میں اس کا نکاح کروں گا۔ جب وہ کنیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام لے کر آئیں تو ان کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی اور فرمایا اے بیٹی تم نے مجھے خوش خبری دی ہے اللہ تجھے بھی خوشیاں نصیب کرے۔ جتنے زیور پہنے ہوئے تھے اتار کر اس باندی کو دے دیئے۔

حضرت ام حبیبہؓ کے دو خواب

فرمایا تم نے مجھے خبر سنائی ہے میں اسی کے انتظار میں تھی۔ بی بی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے خواب دیکھا اور میرے خواب عموماً سچے ہی نکلے۔ ایک خواب اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے بارے میں دیکھا تھا۔ نعوذ باللہ وہ بہت بری حالت میں ہے اس کی ماہیت وشکل تبدیل ہے اس کے کلمات تبدیل ہیں۔ میں حیران ہوگئی کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ تو مسلمان ہے اسلام کی وجہ سے وہ ہجرت کر کے حبشہ میں آیا ہے وہ اسلام کے خلاف اتنی باتیں کیسے کہہ سکتا ہے۔ چند دنوں کے بعد وہ نصرانی ہوگیا اور میرا خواب سچا ہوگیا۔

اس کی وفات اور عدت گزرنے کے بعد خواب دیکھا کہ میری گود میں آسمان سے چاند اتر آیا ہے۔ میں حیران ہوگئی کہ چاند کا میرے دامن میں

اترنے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے۔ تین دن گزرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام آ گیا تو مجھے اب وہ خواب یاد آ گیا ہے۔ اللہ کی شان ہے کہ یہی خواب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تھا۔ کہ تین چاند میرے کمرے میں آ کر چھپ جاتے ہیں۔ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

آپ کا اصل نام اور وجہ کنیت

آپ کی بیٹی حبیبہ وہاں حبشہ میں پیدا ہوئی اس سے آپ کی یہ کنیت رکھی گئی۔ وگرنہ آپ کا نام علماء نے زینب لکھا ہے۔

حضورؐ سے آپ کا نکاح

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام آیا تو انہوں نے خالد بن سعید بن العاص کو اپنا نکاح کا وکیل بنایا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وکیل نجاشی تھا۔ اس نے خطبہ پڑھا پھر خالد بن سعید بن عاص نے نکاح پڑھا اور اس نے بحیثیت وکیل حضرت ام حبیبہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیش کیا اور نجاشی نے قبول کیا۔ چار سو دینار نجاشی نے اپنی طرف سے حق المہر ادا کیا۔ اس کے بعد بی بی صاحبہ کو گھر بھیجا کہ آپ تیار ہو جائیں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجنا ہے۔

ایک واقعہ

حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو حکم دیا کہ تم بی بی کے ساتھ سفر کرو گے اور احترام کے ساتھ مدینہ پہنچاؤ گے اور سارا انتظام کر دیا۔ وہی باندی جو پیغام لیکر آئی تھی آپ نے اس باندی کو دوبارہ پچاس دینار ہدیہ کئے۔ لیکن اس باندی نے

کہا کہ جو آپ نے مجھے زیورات اور پچاس دینار دیے ہیں پوٹلی کے اندر لائی ہوں۔اس کو میری طرف سے واپس قبول کرلیں۔ جب مدینہ پہنچیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے سلام دے دیں۔اور بتا دینا کہ میں مسلمان ہوگئی ہوں۔آپ کا سب سے بڑا ہدیہ یہ ہوگا کہ میرا پیغام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دینا۔

بی بی ام حبیبہؓ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کے ساتھ سفر پر آئیں۔حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ باندی اسلام پر اتنی پکی تھی کہ روزانہ آکر مجھے اپنا پیغام یاد دلاتی تھی حتیٰ کہ میری سواری کے چلنے کے وقت بھی مجھے اپنا پیغام یاد دلایا۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائیں اور ام المؤمنین کے خطاب سے آپ کو نوازا گیا۔ یہ وہی ام حبیبہ ہیں کہ جب ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اور ابوسفیان کو پتہ چلا تو اس نے کہا یہ محمد ایسا مرد ہے جس کے ناک کو نہیں جھکایا جا سکتا۔بعض روایات میں ہے کہ جس کی ناک کو نہیں کاٹا جا سکتا۔اس پر محدثین وعلماء نے بڑی بحثیں کی ہیں کہ ابوسفیان کافر تھا اس لئے اس نے ایسے الفاظ کہے۔ وگرنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک کے بارے میں ایسے الفاظ کہنا خلاف ادب تھا۔

اصل بات یہ تھی کہ یہ محاورۃً تھا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں اور میری بیٹی حضور کے گھر چلی گئی ہے تو اس کی ناک کیسے نیچے ہو سکتی ہے ان کی ناک تو اور اونچی ہوگئی کہ اتنے بڑے سردار کی بیٹی ان کی بیوی بن گئی۔

تمام دنیا کے مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ رشتہ ہو جانے کے بعد ابو

سفیان نے پھر اس طرح مقابلہ نہیں کیا جیسے پہلے کرتے تھے اگر جنگ کی فضا پیدا ہو جاتی تو ابوسفیان ٹال جاتے تھے کہ اب میں کیسے لڑوں۔

ابوسفیان حضرت ام حبیبہؓ کے گھر میں

اسی اثناء میں ایک صلح کے ضمن میں ابوسفیان کو مدینہ جانا پڑا۔ سیدھا اپنی بیٹی کے گھر میں گئے۔ ایک بستر بچھا ہوا تھا۔ ایک قالین تھا جب ابوسفیان گھر میں داخل ہوئے تو حضرت ام حبیبہؓ نے جلدی سے اس کپڑے کو لپیٹا۔ ابوسفیان نے کہا شاید یہ کپڑا میرے لائق نہیں تھا اس لئے اس کو لپیٹا ہے اور اچھا کپڑا بچھانا چاہتی ہو۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فوراً کہا یہ میرے مدنی پاک کا فراش ہے اور تم مشرک ہو۔ مشرک پلید ہوتا ہے اس کو نبی کے بستر پر کیسے بٹھادوں۔ ابوسفیان غصہ میں آ گئے کہ تم میرے گھر سے جانے کے بعد اخلاقی روایات بھی بھول گئی ہو۔ ام حبیبہؓ نے کہا زیادہ بات نہ کریں میں پہلے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں گی۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں کہ میرا باپ آیا ہے اور وہ کافر ہے اب میں کیا کروں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا کر ان کا اکرام واحترام کرو۔

فتح مکہ میں حضرت ابوسفیانؓ کا مسلمان ہونا

اللہ کی شان کہ فتح مکہ کے موقع پر اللہ نے ابوسفیان کو اسلام کی دولت نصیب فرمادی۔ یہ وہی ابوسفیان ہے جس کے بارے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ وہ مکہ کا سردار ہے آپ اس کو عزت وعظمت دیں تا کہ اس کا دل اسلام کی طرف مائل ہو کہ اسلام عزت دینے کے لئے آیا ہے عزت

لینے کے لئے نہیں آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اعلان فرمایا:

جو بندہ مسجد حرام میں چلا جائے اس کے لئے امان ہے اور جو آدمی ابو سفیان کی حویلی میں چلا جائے اس کو بھی امان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی حویلی کو اتنی عظمت دی کہ حرم کے مقابلہ میں لے آئے۔ اور فرمایا جو اپنے ہتھیار ڈال دے اس کے لئے بھی امان ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے اس کے لئے بھی امان ہے۔ بوڑھے، عورت اور بچہ کے لئے بھی امان ہے۔ مذہبی اس کے لئے بھی امان ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم حیران ہو گئے کہ آج فتح مکہ اور انتقام کا دن ہے آج مشرکین سے بدلہ چکانے کا دن ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امان دے دی اور مکہ بغیر قتل عام کے فتح ہو گیا۔

اسلام لانے کے بعد ابوسفیانؓ کی تین خواہشیں

ابوسفیانؓ مسلمان ہونے کے بعد جب مدینہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے مجھے بڑی عزت و شرف بخشا ہے۔ میری آپ سے تین درخواستیں ہیں۔ اگر آپ قبول کریں تو میں عرض کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرور کرو، انہوں نے کہا پہلی درخواست یہ ہے کہ اپنی بیٹی کا آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے یہ بات کتابوں میں بڑی مشکل ہے کہ ابو سفیانؓ نے یہ بات کیسے کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح تو حبشہ میں ہو گیا تھا اور نجاشی نے کر دیا تھا اب ابوسفیان کے کہنے کا کیا مقصد تھا۔

اس پر علماء و محدثین اور مؤرخین نے کئی جواب دیئے ہیں۔ ایک جواب یہ ہے کہ جب حضرت ابوسفیانؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شان کرم اور رحمت

دیکھی۔ تو اس کی دوسری بیٹی تھی جس کا نام عزّہ تھا تو اس نے ان کے نکاح کی پیش کش کی تھی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری بہت مہربانی لیکن میں یہ نکاح نہیں کرسکتا کیونکہ اللہ نے منع فرمایا ہے کہ دو بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں ایک وقت جمع نہ کیا جائے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ابوسفیانؓ کا مقصد یہ تھا کہ ام حبیبہ کا نکاح حبشہ میں ہوا تھا لیکن میں شامل نہیں تھا۔ اس زمانہ میں قریش کے اندر بہت بڑا عیب سمجھا جاتا تھا کہ کسی لڑکی کا نکاح ہو اور اس کا باپ نکاح میں شامل نہ ہو۔ اس لئے ابوسفیان نے پیشکش کی کہ میں نکاح کردوں تاکہ میں بھی نکاح کے اندر شامل ہوجاؤں۔ یہ جو الزام اور عیب ہے کہ ابوسفیان نہیں تھا ختم ہوجائے۔

دوسری بات یہ کہی کہ میرا بیٹا معاویہ ہے آپ اس کو اپنے قریب رکھیں اور اپنا نائب بنائیں۔

تیسری درخواست یہ کی کہ میں کفر کے زمانہ میں لشکروں کا سردار بن کر آپ کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے آتا تھا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے مجھے مسلمانوں کے کسی دستہ کا امیر بنائیں تاکہ میں ان کی قیادت کر کے کفر سے لڑوں اور بدلہ چکادوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قبول ہے میں آپ کو سردار بناتا ہوں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب الوحی بنایا۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی ملا ہے کہ آپ نے ان کیلئے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا.

یا اللہ معاویہ کو ہدایت والا اور ہدایت دینے والا بنا۔

اللہ کی شان کہ نصیب کی بات ہوتی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی دو چادریں، ناخن مبارک اور بال مبارک اپنے پاس چھپا کر رکھے ہوئے تھے۔ جب موت کا وقت آیا تو وصیت کی کہ مجھے انہی دو چادروں میں دفن کرنا۔

حضرت ام حبیبہؓ کی وفات اور تدفین

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ان ازواج رسول میں سے ہیں۔ جن سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رجوع کر کے سوال پوچھتے تھے۔ بہت سارے دینی معاملات کو حل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں آتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بی بی ام حبیبہؓ مدینہ منورہ کے اندر رہیں۔ وفات بھی مدینہ منورہ کے اندر ہوئی اور جنت البقیع کے اندر دفن ہوئیں۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

صفیہ نام کی وجہ تسمیہ

ان کا نام بھی حبیبہ تھا۔ ان کو صفیہ اس لئے کہا گیا کہ دراصل اسلام کے اندر حکم ہے کہ اگر کہیں جہاد کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ فتوحات نصیب کریں تو مال غنیمت کا خمس نکالا جاتا سپہ سالار کو یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو خلیفہ ہوتا ہے اس کو اختیار ہوتا ہے کہ خمس سے پہلے کوئی چیز چن لے۔ تو ان کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چنا تھا اس لئے ان کا نام صفیہ ہو گیا۔

حضرت صفیہؓ کا کس قبیلہ سے تعلق تھا

بی بی صفیہ بنت حیی بن اخطب ہیں۔ حیی ابن اخطب قبیلہ بنو نضیر یہودی قبیلہ کے سردار تھے۔ بی بی صفیہ کی والدہ قبیلہ بنو قریظہ کے سردار کی بیٹی تھیں۔ اور

تیسرا قبیلہ بنوقینقاع مدینہ کے اندر رہتا تھا اور وہ لوگ اس انتظار میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو اور ہم ان پر ایمان لے آئیں۔

بنونضیر کی بدعہدی اور جلاوطنی

ان تین قبیلوں میں بڑے قبیلے بنونضیر اور بنوقینقاع تھے۔ بی بی صفیہ حیی بن خطب کی بیٹی تھی۔ بنونضیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا تھا کہ نہ ہم آپ سے لڑیں گے اور نہ آپ کے دشمن کی مدد کریں گے اور نہ آپ کے خلاف کوئی اقدام کریں گے۔

لیکن وہ یہود کیا جو اپنے وعدے میں ایفاء کرے۔

یہود تو مکار و عیار، غدار ہیں۔ جنہوں نے اپنے نبی سے وفا نہیں کی وہ ہم سے کیا وفا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی کے معجزات دیکھے لیکن کہا:

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَا.

اے موسیٰ! آپ جائیں اور آپ کا خدا جانے۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جس قوم نے اپنے پیغمبر سے وفا نہیں کی وہ ہم سے کیا وفاداری کریں گے۔

بنونضیر نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش بھی کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کیا اور پھر حکم دیا کہ مدینہ چھوڑ دو۔ ایک اونٹ پر آدمی جتنا سامان لے جا سکتا ہے لے جائے۔ اس طرح بنونضیر جلا وطن ہوئے اور خیبر میں آ گئے۔

خیبر میں بھی ان کے بڑے بڑے قلعے اور جائیدادیں تھیں۔ بی بی صفیہ کا پہلا نکاح سلام سے ہوا ہے اور وہ شاعر تھا۔ لیکن اتفاق کہ حضرت صفیہ کی اس

سے بن نہ سکی۔ کہاں ایک شاعر اور کہاں سردار کی بیٹی۔ اس نے طلاق دی اور کچھ عرصہ کے بعد حیی ابن اخطب نے قاموس قلعہ کے سردار کنانہ بن ابی الحکیم کے ساتھ نکاح کر دیا۔ اللہ کی شان ہے کہ جب اللہ کوئی فیصلہ فرماتے ہیں تو کوئی اس کو رد نہیں کر سکتا ہے۔

حضرت صفیہؓ کے دو خواب

بی بی صفیہ نے دو خواب دیکھے تھے۔ ایک خواب یہ دیکھا کہ آسمان سے سورج گرا اور میری گود میں آ گیا ہے کچھ دنوں کے بعد خواب دیکھا چاند آیا ہے۔ روایات کے اندر آتا ہے کہ اپنا یہ خواب حیی ابن اخطب سے ذکر کیا وہ غصہ میں آ گیا اور کہنے لگا تم چاہتی ہو کہ تمہارا محمد مصطفیٰ سے نکاح ہو جائے۔ باوجود یہودی ہونے کے وہ سمجھتے تھے کہ چاند سے مراد محمد مصطفیٰ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی طرح جب اپنے شوہر سے اس خواب کو ذکر کیا تو اس نے غصہ کے اندر اتنے زور سے مارا کہ بی بی صفیہ کے چہرے کے ایک جانب میں داغ ہو گیا۔ حتیٰ کہ آخری وقت تک وہ نشان باقی تھا۔

تقسیم میں حضرت صفیہؓ کا حضرت دحیہؓ کے حصہ میں آنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر چڑھائی کی اور اس کو فتح کیا۔ اس جنگ میں حضرت صفیہ کے والد، بھائی اور شوہر بھی مارے گئے۔ اب بی بی صفیہ باندیوں میں آ گئیں۔ خدا کی شان جب باندیاں تقسیم ہونے لگیں تو حضرت صفیہؓ حضرت دحیہ کلبیؓ کے حصہ میں آئیں۔ حضرت دحیہ کلبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ خوبصورت اور باکمال انسان تھے۔

حضرت جبرائیلؑ کا دحیہؓ کی شکل میں آنا

صحیح روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی شکل میں آتے تھے۔

حضرات حسنینؓ کا لطیفہ

سیدنا حسنین کریمین ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ حضرت دحیہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت دحیہؓ ہمیشہ بچوں کے لئے کوئی میٹھی چیز لاتے تھے اس لئے دونوں ان کے ساتھ چمٹ گئے اور جیبوں کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھنے لگے کہ کہاں کھجور اور مٹھائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو جبرائیل ہیں دحیہؓ نہیں ہیں۔

حضرت صفیہؓ سے شادی کے متعلق حضورؐ کو مشورہ

حضرت دحیہؓ نے حضرت صفیہؓ کو اپنے خیمہ میں بھیجا۔ صحابہؓ نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بی بی صفیہ اب ایک باندی ہے لیکن وہ ایک سردار کی بیٹی ہے۔ بہت بڑے قبیلہ کے سردار کی بیوی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مناسب نہیں ہوگا کہ ایک صحابی کو دے دیں۔ اگر آپ قبول فرمائیں اور خود اپنے پاس رکھیں تو زیادہ اچھی بات ہوگی۔ لوگوں کو احساس ہوگا کہ اللہ کے نبی نے ہمیں عزت دی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا تمام صحابہؓ کی خواہش ہے کہ صفیہ کو میں اپنے پاس رکھوں کیونکہ وہ سردار کی بیٹی ہے۔ حضرت دحیہؓ نے کہا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ

حضرت دحیہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے تو صفیہ کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ اللہ کا نظام ہے کہ جس نے اللہ کے نبی کے گھر آنا تھا اس کے لئے پہلے سے انتظام فرمادیئے۔

صفیہؓ کے بدلہ میں دحیہؓ کو سات باندیاں دیں

فرمایا اس کے بدلہ میں ایک باندی لے لو۔ انہوں نے عرض کیا اگر آپ کا یہ حکم ہے تو ٹھیک ہے وگرنہ آپ نے اپنے لئے رکھ لی ہے اس سے بڑی بھی کوئی بات ہوسکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دحیہ کو سات باندیاں دیں تاکہ ان کے دل میں کبھی کوئی میل باقی نہ رہے۔

حضورؐ کا صفیہؓ کو اختیار دینا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی صفیہ کو بلا کر فرمایا کہ میں نے تمہیں دحیہ سے لے لیا ہے اب تم میری باندی ہو میں تم کو آزاد کرتا ہوں۔ اب تمہیں اختیار ہے چاہو تو خیبر خاندان کے پاس جاؤ اور اگر تم دل سے راضی ہو تو میں تم سے نکاح کر کے اپنی بیوی بنالیتا ہوں۔ بی بی صفیہ نے کہا یارسول اللہ میرے پاس ہے کون جس کے پاس میں جاؤں میرا باپ، بھائی، شوہر سب مارے گئے ہیں۔

حضرت صفیہؓ کا حضورؐ کو ترجیح دینا

دوسری بات یہ ہے کہ میری بچپن سے تمنا تھی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بنوں۔ جب میری دوسری شادی ہوئی تو میں نے خواب دیکھا اور میرے شوہر نے مارا جس کی وجہ سے یہ داغ ہے، اگر آپ نے مجھے قبول فرمالیا ہے تو میرے لئے اس سے زیادہ کیا خوشی ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تمہارا یہی آزاد کرنا حق المہر ہوگا۔ اس طرح بی بی صفیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے مدینہ کی طرف سفر فرمایا تو ایک مقام (.....) پر فرمایا۔ بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ کو تیار کیا۔ بال بنائے، تیل ڈالا اور خوشبوئیں لگائیں۔ دلہن بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں بھیج دیا۔

ابوایوبؓ کا حضورؐ کی خاطر پہرہ دینا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ابوایوب انصاریؓ خیمہ کے باہر تلوار لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے ساری رات کیوں کھڑے رہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صفیہ آپ کے خیمہ میں تھیں اس کا باپ، بھائی اور خاوند مارا گیا مجھے ڈر تھا یہیں آپ سے انتقام نہ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور ان کے لئے دعا فرمائی۔

حضورؐ نے حضرت صفیہؓ کو ام المؤمنین بنا دیا

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم حیران و پریشان تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باندی بھی حلال ہے آپ اس کو بیوی بناتے ہیں یا نہیں بناتے ہیں ہم نے اندازہ لگایا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پردہ کرواتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ام المؤمنین بن گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سفر شروع کیا تو بی بی صفیہؓ کو اونٹ پر بٹھایا۔ بی بی صفیہ کی شان تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا گھٹنا رکھتے تھے اور بی بی صفیہ آپ کے گھٹنے پر اپنا پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہوتی تھیں۔ اور پردہ کروا دیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان کو ام المؤمنین بنایا ہے۔

مدینہ کی عورتیں صفیہؓ کو دیکھنے چلی گئیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے چونکہ بی بی صفیہ کے لئے کوئی مکان نہیں تھا تو آپ نے حارث بن نعمان سے فرمایا کہ اگر تمہارے گھر میں کچھ گنجائش ہے تو میری اہلیہ کے لئے کچھ حصہ خالی کردو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرے لئے اس سے بڑھ کر سعادت کیا ہوگی کہ میرے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو ان کے گھر میں رکھا اور تمام مدینہ کی عورتیں دوڑتی ہوئی آئیں کہ صفیہ آگئیں، صفیہ آگئیں، ہم نے سنا تھا کہ وہ بہت بڑے سردار کی بیٹی، حسینہ، جمیلہ اور عاقلہ ہے، جب آئے تو سارے حیران ہوئے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا بھی دیکھنے کے لئے آئیں۔ اور اپنے آپ کو چھپا دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ نہ لگے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! میں نے پہچان لیا ہے کیا دیکھنے کے لئے آئی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک یہودی کی بیٹی ہے اور کیا ہے۔

بیوی کا خاوند کے ساتھ ایک تعلق ہوتا ہے بیوی جو بات کہہ سکتی ہے وہ عام آدمی نہیں کہہ سکتا۔ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ جو بات کرسکتا ہے کوئی دوسرا وہ بات نہیں کرسکتا۔ یہ بھی ایک انداز اور ناز تھا۔

حضرت زینبؓ نے حضرت صفیہؓ کو اونٹ نہ دیا

ایک دفعہ ایسا واقعہ ہوا کہ سفر میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ نہیں چل رہا تھا۔ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے پاس دو اونٹ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے ان سے فرمایا ایک اونٹ صفیہ کو دے دو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں کسی اور کو تو اونٹ دے دوں گی لیکن صفیہ کو نہیں دوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔ اور تین ماہ تک ان سے ناراض رہے۔

حضورؐ نے حضرت صفیہؓ کو جواب سکھا دیا

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا کہ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ عائشہ اور حفصہ نے مجھے کہا کہ ہماری تو ایک الگ شان ہے تم تو ایک یہودی کی بیٹی ہو۔ میں کیا کروں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں بھی تو جواب دینا نہیں آتا تم بھی کہہ دیتیں کہ میں ایک نبی کی بیٹی ہوں اور دوسرے نبی کی بھتیجی ہوں اور تیسرے نبی کی بیوی ہوں۔ اور حفصہ اور عائشہ کو تو ایک نبی کے ماسوا کوئی دوسرا نبی نہیں ملا ہے۔

اللہ کی شان پھر موقع ملا اور بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم تو ایک یہودی کی بیٹی ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ایک نبی کی بیٹی ہوں دوسرے نبی کی بھتیجی اور تیسرے نبی کی گھر والی ہوں تو وہ دونوں خاموش ہو گئیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تو وہ رو رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں رو رہی ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ اس لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں کہ بیویوں کو جھگڑے کا جواب سکھائیں۔ صفیہ کو ان باتوں کا کیا پتہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سچی بات ہے وہ میں کہتا ہوں۔ تم لوگ کیوں اس کو طعنہ

دیتے ہو حالانکہ وہ مسلمان ہوگئی ہے یہ مقام بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔

میں رسول اللہ ہوں اور یہ میری بیوی صفیہؓ ہے

احادیث مبارکہ میں مشہور واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے تشریف لائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوڑنے کے لئے مسجد کے دروازے تک آئے۔ دو صحابی گزر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اَنَا رَسُوْلُ اللهِ وَ هٰذِهٖ زَوْجَتِیْ صَفِیَّة. میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ میری بیوی صفیہ بنت حیی بن اخطب ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہمیں آپ کے بارے میں شک ہوسکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کی رگوں میں ایسے دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے اگر شیطان کوئی وسوسہ ڈال دیتا تو تم ہلاک ہوجاتے۔ اللہ کے نبی کا کچھ بھی نہ بگڑتا۔ یہ واقعہ بی بی صفیہ کی وجہ سے پیش آیا۔

عورت کیلئے طواف وداع کا مسئلہ

اسی طرح طواف وداع کا مسئلہ بی بی صفیہ کی وجہ سے حل ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع پر تشریف لائے۔ آپ نے حج سے فارغ ہونے کے بعد سفر کا ارادہ کیا اور آپ منیٰ میں تھے گیارہ اور بارہ کی کنکریاں رہ گئیں۔ تو اس اثناء میں بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ہم کو قافلہ روکنا پڑے گا۔ پتہ نہیں یہ حیض کتنے دن میں ختم ہوگا۔ کیونکہ بغیر طواف زیارت کئے عورت جا نہیں سکتی اور اپنے خاوند کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول

اللہ طواف زیارت بی بی صفیہ کر آئی ہیں۔ طواف وداع نہیں کیا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس کیلئے طواف وداع معاف ہے۔

پوری امت قیامت تک چھوٹ گئی ہے کہ اگر کسی عورت نے طواف زیارت کیا ہو اور طواف وداع نہ کیا ہو اور حیض آ جائے اس کو رکنے کی ضرورت نہیں، طواف وداع اس سے ساقط ہو جاتا ہے۔

یہ مسئلہ بی بی صفیہ کو پیش آیا اور پوری امت کے لئے اللہ نے رحمت کا ذریعہ بنا دیا۔ یہ ثواب قیامت تک بی بی صفیہ کے حصہ میں لکھا جاتا رہے گا۔

آپ کا حوصلہ اور سخاوت

آپؓ کے بارے میں ازواج مطہرات کہتی تھیں کہ بردبار اور حوصلہ والی تھیں۔ آپ جب مدینہ کے اندر آئیں تو آپ کے جو سونے کے زیورات تھے انہوں نے وہ اتار کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویوں کو دے دیئے۔ اور اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھا۔

وفات اور جائیداد

اتنے بڑے گھر کی عورت تھیں کہ جب فوت ہوئی ہیں تو ایک لاکھ درہم ان کی جائیداد تھی۔ اس میں وصیت کی کہ ایک تہائی حصہ میرے بھانجے کو دیا جائے اور تیس ہزار درہم میرے بھائی کو دیئے جائیں اور باقی خیرات میں لگا دیئے جائیں۔

آپ کی مدینہ منورہ کے اندر ۵۰ھ میں وفات ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاھا۔

ستائیسویں فصل

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ان کا بھی پہلا نام بَرّہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام میمونہ رکھا۔ میمونہ یمن سے ہے اس کا معنی ہے مبارک عورت، برکت والی، ان کی والدہ ہند بنت عوف ہیں ان کا تعلق قبیلہ حِمیَر سے ہے۔

حضرت میمونہؓ کی بہنیں اور ان کے خاوند

سیدنا ابن عباس اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی سگی خالہ ہیں۔ حضرت میمونہ کی سگی بہنوں میں سے ایک کا نام لبابۃ الکبری ہے یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں اور دوسری بہن لبابۃ الصغری ولید بن مغیرہ کی زوجہ ہیں اور انہی سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک بہن بی بی اسماء بنت عمیس کا پہلا نکاح حضرت جعفر سے ہوا اور دوسرا نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان سے ایک بیٹا حضرت محمد ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جن سے ایک بیٹا یحییٰ پیدا ہوا۔ ایک بہن سلمی بنت عمیس ہیں ان کا نکاح سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ایک بہن سلامہ بنت عمیس ان کا نکاح عبداللہ بن کعب سے ہوا۔ اس لئے ایک مثال دی جاتی تھی کہ بی بی ہند اپنے دامادوں کے اعتبار سے اللہ کی سرزمین پر سب سے زیادہ خوش نصیب عورت ہیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح محمود الثقفی سے ہوا، دوسرا نکاح عبدالرحمٰن بن عبدالعزی سے ہوا۔

اس وقت زنا کا تصور بھی نہیں تھا

اس دور میں ایک بات تھی کہ زنا اور بے حیائی کا تصور نہیں تھا۔ اسی لئے میرے آقا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر عورتوں سے بیعت لی اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنَات. الاٰیۃ

اگر عورتیں آپ کے پاس بیعت کرنے کے لئے آئیں تو پہلی شرط یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں، چوری نہ کریں (یعنی خاوند کے مال کو بغیر اذن کے استعمال نہ کریں) اور زنا نہ کریں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرائط رکھیں تو ہند زوجہ ابی سفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی ہیں۔ اس نے جب یہ شرط سنی تو عرض کیا آپ ہم سے یہ شرط لے رہے ہیں کہ زنا نہ کرو کیا عورت زنا بھی کر سکتی ہے۔

ہمارے ہاں تو بڑی شرافت یہ ہوتی ہے کہ خاوند مر جائے تو بیوی بیٹھی رہے چاہے وہ جوان ہو۔ خدا کے بندو جن عورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسری شادی کی ہے ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ مسلمان کو ایسے الفاظ زبان سے نہیں نکالنے چاہئیں۔

بیوی سے الگ سونے کا حکم

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی باندی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر گئیں تو دیکھا کہ ان دونوں کا علیحدہ علیحدہ بستر لگا ہوا ہے۔ تو انہوں نے بتایا

کہ جب میری بیوی کے ایام ہوتے ہیں تو ہم الگ سوتے ہیں۔
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو جب یہ پتہ چلا تو فرمایا اللہ کے نبی سے کوئی زیادہ طاہر ہوسکتا ہے آپ تو ایک ہی بستر پر سوتے تھے جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

حضورؐ سے آپ کا نکاح

صلح حدیبیہ کے بعد اگلے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لئے تشریف لے جارہے تھے۔ راستہ میں مقام جحفہ پر پہنچے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یارسول اللہ بی بی میمونہ بہت بڑے خاندان کی عورت ہیں، جوان ہیں اور بیوہ ہوگئی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ نکاح کرلیں۔
حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل بنا کر بھیجا۔ بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا نے اس کو قبول فرمالیا۔

حالت احرام میں نکاح ہوسکتا ہے جماع نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نکاح کے بارے میں اختلاف ہے۔ ائمہ میں یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ کوئی آدمی حالت احرام میں نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔ بعض ائمہ فرماتے ہیں نکاح ہوسکتا ہے دلیل اسی سے پکڑتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں نکاح کیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ رخصتی نہیں ہوسکتی۔
اور بعض ائمہؒ فرماتے ہیں حالت احرام میں نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔ بہر حال اکثر کا قول یہی ہے کہ حالت احرام میں نکاح ہوسکتا ہے۔

عمرۃ القضاء میں حضورؐ کا مکہ سے مدینہ جانے کی وجہ

نکاح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ آکر عمرہ کیا۔ حویطب بن

عبدالعزی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ آپ کا اور ہمارا معاہدہ ہے کہ آپ نے تین دن رہنا ہے آج آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے لہٰذا آپ واپس مدینہ چلے جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حویطب اگر تم ایک دن اور دے دو تو میں چاہتا ہوں کہ میمونہ کی رخصتی مکہ میں ہو اور ولیمہ مکہ کے اندر ہو اور میں تم سب لوگوں کو دعوت دینا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا نہیں آپ کو لازماً جانا ہوگا۔ ہمیں کھانے اور آپ کی شادی سے کوئی غرض نہیں۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کو جوش آیا کہ تم پیغمبر کے سامنے زبان سنبھال کر بات کرو یہ حرم کی زمین تمہارے باپ کی ہے۔ کہ تم نکالنے آئے ہو، ادب سے بات کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا ٹھیک ہے ہمارا ان سے معاہدہ ہے۔ اللہ کے پیغمبر اپنی زبان اور عہد پر قائم رہتے ہیں۔ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چلنے کا حکم فرمایا۔

مقام سرف مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔

آپؓ کی پیدائش وفات، نکاح اور رخصتی ایک ہی جگہ ہوئی

محدثین نے لکھا ہے کہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت میمونہ کی پیدائش، وفات، نکاح اور رخصتی مقام سرف میں ہوئی۔

آپ کا جنازہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھایا۔ علماء ان سے چھیالیس احادیث روایت کرتے ہیں اور بعض علماء نے فرمایا کہ انہوں نے چھہتر احادیث کی روایت کی ہے۔ رضی اللہ عنها وارضاها.

حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

حضورؐ مقوقس بادشاہ کی طرف پیغام بھیجنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اطراف واکناف کے اندر جتنی بڑی بڑی طاقتیں تھیں جیسے قیصر وکسریٰ، سردار، راجے، مہاراجے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو اسلام کی دعوت دی اور ان کی طرف خط بھیجے تھے۔

آپ نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف خط لکھا۔ خط لے کر جانے والے حاطب بن ابی بلتعہ ہیں۔ مقوقس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا بڑا اکرام کیا لیکن اسلام نہیں لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط لکھا کہ میں خود ایک نبی کے انتظار میں ہوں لیکن وہ شام میں پیدا ہوگا۔ میں نے آپ کے سفیر کا اکرام وتکریم کی ہے اور میں آپ کے ساتھ صلح کی زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔

شاہ مقوقس کا ہدیہ

اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو کنیزیں بھیجیں ایک ماریہ قبطیہ اور دوسری سیرین ہیں اور ایک سو مثقال سونا، بیس سفید کپڑے کے تھان، ایک خچر (دلدل) اور ایک بڑا قیمتی گدھا بھیجا۔

شیعہ حضرت حسینؓ کی سواری دلدل یا گھوڑا ثابت نہیں کر سکتے

شیعہ حضرات نے گھوڑے کو دلدل بنا رکھا ہے حالانکہ وہ خچر تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ کوئی بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کا سفر گھوڑے پر طے کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اونٹ پر سفر کیا تھا۔

قادیانیوں کا ایک دھوکہ

جیسے قادیانیوں نے اپنے ایک مقام کا نام ربوہ رکھ لیا کیونکہ قرآن میں ربوہ کا ذکر ہے۔

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہدیہ قبول فرمالیا۔ سیرین کنیز حضرت حسان کو دے دی اور بی بی ماریہ قبطیہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نکاح فرمالیا۔

سیدہ خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد حضرت ماریہ قبطیہ سے ہے۔ کسی اور بی بی سے اولاد نہیں ہے۔

حضورؐ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کی پیدائش

ماریہ قبطیہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بیٹے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: السلام علیک یا اباابراہیم! جبرائیل علیہ السلام نے اس طرح سلام پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور ابورافع ایک غلام نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خوشخبری دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک باندی عنایت فرمادی۔

حضرت ابراہیمؓ کی عمر مبارک

حضرت ابراہیم کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ ڈیڑھ مہینہ زندہ رہے یا اٹھارہ مہینے زندہ رہے۔ صحیح روایت یہ ہے کہ آپ اٹھارہ ماہ زندہ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا اور ان کے سر کا حلق کرا کر ان کے برابر چاندی صدقہ کی تھی۔ اور ان بالوں کو دفن کرنے کا حکم دے دیا۔

عقیقہ

عقیقہ یہ ہے کہ اگر کسی کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو دو بکرے ذبح کرے لڑکی ہے تو ایک بکرا ذبح کرے۔ ساتویں دن اس کا حلق ہوگا تا کہ اس پر اثر نجاست ختم ہو جائے۔ ان بالوں کو دفن کر دیا جائے تا کہ اگر اس کے اندر اثرات ہوں تو ختم ہو جائیں۔ دیکھیں اسلام کتنا جامع دین ہے۔ دنیا اب طب اور ٹیکنالوجی میں ترقی کر رہی ہے لیکن اسلام نے ہمیں اس کا پہلے حکم دے دیا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی وفات

اس کے بعد وہ اٹھارہ ماہ زندہ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دودھ پلانے کے لئے ایک مرضعہ کا انتظام فرمایا۔ حضرت ابراہیم کی طبیعت خراب ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس وقت ان پر سکرات کی کیفیت طاری تھی گویا سانس لے اور دے رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی گود میں لے لیا تو وہ فوت ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہہ پڑے اور فرمایا:

اِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا ابراھیم لمحزونون. میرے بیٹے ابراہیم تمہاری جدائی میں ہم غمگین ہیں وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یُحِبُّ رَبُّنَا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن. لیکن ہم زبان سے کوئی حرف نہیں کہیں گے مگر وہ جس سے اللہ راضی ہو۔ اللہ کا حکم یہی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ. اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَۃٌ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ.

خدا کی شان ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں ان کو بھی ایک بادشاہ نے حضرت ہاجرہ ہدیہ کی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بی بی ماریہ قبطیہ اسکندریہ (مصر) کے بادشاہ نے ہدیہ کی تھیں۔

حضرت ماریہؓ کی وفات اور تدفین

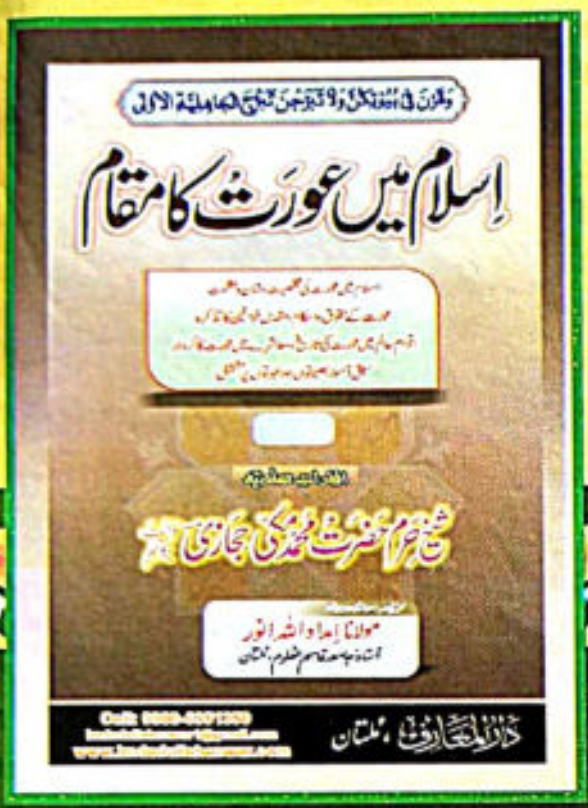
حضرت ماریہ قبطیہ زوج النبی بن کر فوت ہوئیں اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ رضوان اللہ علیہن اجمعین۔

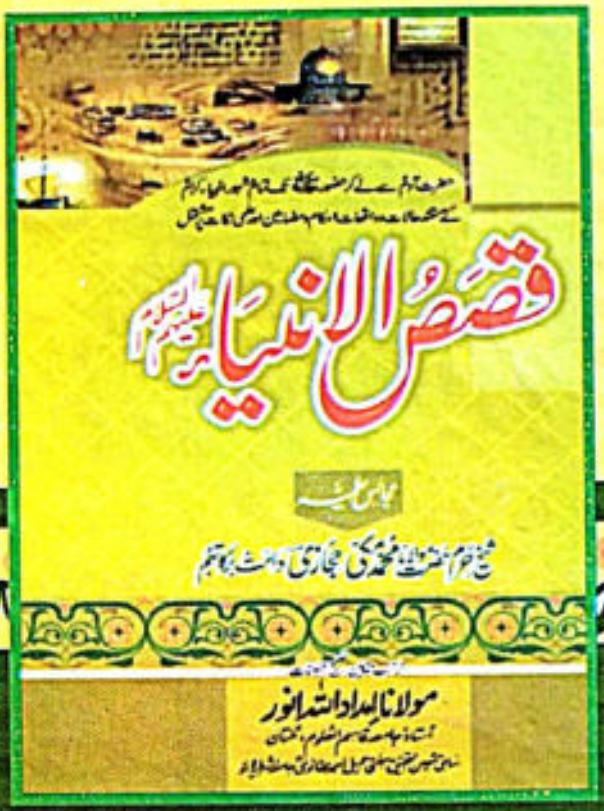
اللہ تعالیٰ تمام عالم اسلام کو ازواج النبی کی عظمت سمجھنے کی توفیق دے۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ تمہاری مائیں ہیں۔

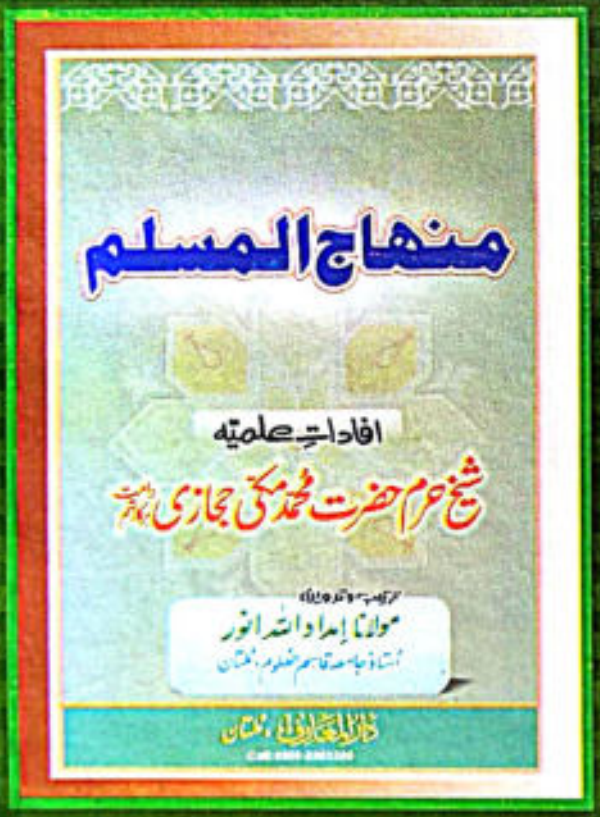
اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے ایک ماں تو وہ ہے جس نے ہم کو جنم دیا۔ لیکن اصل ماں وہ ہے جس کو خدا نے ہماری ماں کہا ہے۔

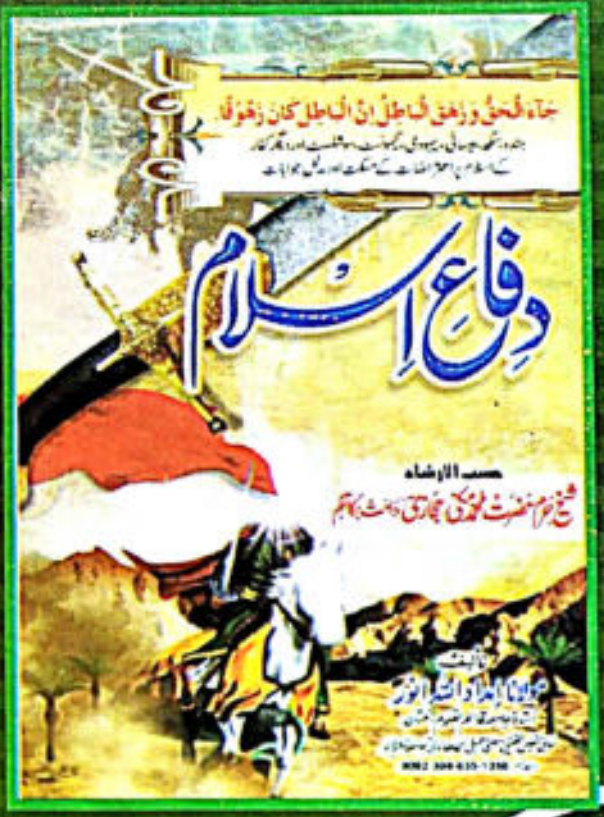
اللہ پاک ہماری اس محنت کو قبول فرمائیں اور اس کو امت کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین











Artvision 0332-8763860